اہلسنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر مستند وتحقیقی دستاویز

افکارِ

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

فضیلۃ الأستاذ

مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ

(ایم۔اے/بی۔ایڈ/فاضل علوم اسلامی)

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز

C-8 داتا دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اہلسنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر مستند وتحقیقی دستاویز

افکارِ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

فضیلۃ الاُستاذ
مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ
(ایم۔ اے/بی۔ ایڈ/فاضل علوم اسلامی)

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ۔ لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

M. 301595
DATA ENTERED

Marfat.com

297-9924
29 ع
140210

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2017ء

باراول.......................... 500

ہدیہ.................................. 260

ناشر............................ نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز
شوروم
ظہور ہوٹل دکان نمبر2
دربار مارکیٹ۔ لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

ضیاء القرآن پبلی کیشن14انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی	021-32212011
صبح نور پبلی کیشنز، بالمقابل القمر ہاسٹل، بھیرہ شریف	048-6690418
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ دار القرآن، النساء روڈ، چشتیاں	0300-7548819
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ رحیمیہ اردو بازار کراچی	021-32744994
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فیضان زم زم آفندی ٹاؤن 'فیضان مدینہ حیدر آباد	0313-4812626
مکتہ یا سخی سلطان چھوٹی گھٹی حیدر آباد	0313-3585615

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۵-۰۲-۲۰۱۸

Marfat.com

انتساب

فقیہ اسلام، محدث جلیل

مخدوم جعفر بن عبد الکریم بوبکانی سندھی (متوفی ۹۲۰ھ، تقریباً)

اور

استادِ علم وحکمت، شیخ انس وجن

علامہ محمد عبد الحکیم سیالکوٹی مجددی (متوفی ۱۰۹۷ھ)

اعجاز

aijazalqadri@hotmail.com

Marfat.com

فہرس

1	گفتارِ نجابت: اَز نجابت علی تارڑ (بانی زاویہ پبلی شرز، لاہور)	08
2	حسن خیال: پیر سید زین العابدین شاہ راشدی مدظلہ	10
3	اُمت نبوی میں اہلسنت کی حیثیت (احادیث کی روشنی میں)	12
4	عقائد کی اہمیت و ضرورت	21
5	تعارف شیخ عبدالحق محدث دہلوی: از قلم علامہ عبدالحکیم شرف قادری	28
6	شیخ محقق کی جن کتب سے اِس تالیف میں عبارات نقل ہوئیں	49
7	آغازِ کتاب	50
8	رؤیت باری تعالیٰ جل جلالہ	51
9	عظمت نبوت و مقام محمد ﷺ	54
10	حیاتِ انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام	63
11	شفاعتِ انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم السلام	70
12	اختیاراتِ انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام	74
13	تصرفاتِ انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام	79
14	علم غیب انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام	85
15	حاضر و ناظر	96
16	نورانیت مصطفیٰ ﷺ	105
17	حدیث نور اور شانِ اوّلیت	108
18	زیارتِ مزار نبوی ﷺ	110

Marfat.com

19	معراج جسمانی	113
20	حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا	114
21	ایمانِ والدین کریمین رضی اللہ عنہما	115
22	''امام جلال الدین سیوطی کی ایمان والدین پر تصانیف''	118
23	تَوَسُّل ، اِسْتِمْدَاد، اِسْتِغَاثَہ	126
24	ندائے انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم	139
25	جشن میلاد النبی ﷺ	142
26	اَعراس بزرگانِ دین	146
27	ایصال ثواب	150
28	مسئلہ سماع موتی	153
29	اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی کرامات	158
30	تبرکات انبیائے کرام وصالحین رضی اللہ عنہم	160
31	سیّدہ عائشہ کا سیّدہ فاطمہ سے محبت کا اظہار	166
32	صحابہ کرام کے باہمی تنازعات	167
33	خلافت صدیق اور علی رضی اللہ عنہ پر تفصیلی گفتگو اور شیخ کا مؤقف	170
34	شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسئلہ باغ فدک کی تحقیق	177
35	شیخ محقق اور سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	192
36	شیخ محقق اور بدعت کا صحیح مفہوم	194
37	مقدس اماکن پر عمارتیں اور مزارات پر گنبد بنانا	196
38	مزارات مقدس کے قرب وجوار کی برکتیں	199

Marfat.com

39	قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنا	200
40	نقشِ نعل پاک کے فضائل و برکات	200
41	قیام تعظیمی کا جواز	201
42	ذِکر بالجہر کا جواز	201
43	اقامت میں کب کھڑا ہونا چاہیے	202
44	تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا	202
45	شیخ عبدالحق کا یزید پلید کے بارے میں موقف	203
46	اختتامی کلمات	206
47	ماخذ و مراجع	207

Marfat.com

''گفتارِ نجابت''

اللہ تعالیٰ کا بہت شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائی جس کی بدولت آج تک لاتعداد دینی کتابوں کی شاندار طباعت کا فریضہ سرانجام دیا جاچکا ہے اور آئندہ بھی پُرعزم ہیں کہ اس کارِ خیر کو جاری رکھیں گے اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے بہتر سے بہتر شہ پاروں کو منتخب کر کے منصۂ شہود پر لائیں گے۔

زاویہ پبلیشرز اہلسنّت کا ایک ممتاز دینی و اشاعتی ادارہ ہے جو مختلف گوناں گوں مسائل سے دوچار ہونے کے باوجود مسلک حق اہلسنّت و جماعت کے نظریاتی اقدار کے تحفظ کے لیے تن تنہا شبانہ روز مصروف عمل ہے جس کا عملی نمونہ اب تک قریباً چار سو کتب و رسائل کی صورت میں اہل محبت کی آنکھوں کی زینت بن چکا ہے اور کتاب ہذا بھی اسی سلسلہ محبت اور عزم کامل کی عکاسی کرتی ہوئی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب میں اہلسنّت و جماعت کے مشہور عقائد و معمولات کو ہندوستان کی عظیم الشان و جلیل البرہان ہستی شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی عبارات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے جس سے معترضین کو راہِ ہدایت کے تعین میں بہت حد تک معاونت مل سکتی ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے علمی سلسلے میں معترضین کے اکابر بھی خود کو صد فخر شامل کرتے ہیں کیونکہ حضرت شیخ بلاشبہ وہ نعمت ہے جنہوں نے پورے ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی شمع روشن کی پھر انہی کے جلائے ہوئے دیپوں سے آگے شاہ عبدالرحیم دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے یگانۂ

Marfat.com

روزگار افراد صفحات تاریخ کی رونق بنے اور اسلام کی ترویج واشاعت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

اسی لیے فاضل جلیل، محقق عصر مفتی ابومحمد اعجاز احمد صاحب نے شب وروز کے حاصل مطالعہ کے بعد اس کتاب کو مرتب کیا تاکہ اہلسنّت وجماعت کے وہ عقائد ومعمولات جو مخالفین ومعترضین کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں ان کی تائید میں حضرت شیخ کے کثیر حوالہ جات پیش کر کے معاندین کا ناطقہ بند کیا جائے اور عوام الناس کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ اہلسنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات وہی ہیں جو صدیوں سے علمائے کرام وصوفیائے عظام کے رہے ہیں البتہ مخالفین کے خودساختہ عقائد کی تاریخ صرف چند دہایوں پر ہی محیط ہے۔

یہ کتاب ایک طویل مدتی علمی بحث وتنقیح اور مطالعہ کا ماحصل ہے جو عقائد ومعمولات اہلسنّت کے باب میں ایک قابل قدر ولائق صد تحسین اضافہ ہے، یہ کتاب قاری کو احقاق حق وابطال باطل کے ضمن میں کئی دوسری کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دے گی۔ ان شاء اللہ

کتاب ہذا کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے اپنے ادارے سے شائع کرنے کا اَز سرنو اہتمام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشر ومعاونین کو دین ودنیا میں اس کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

نجابت علی تارڑ

بانی: زاویہ پبلی شرز، لاہور، پاکستان

Marfat.com

مصنف شہیر، پیر طریقت

سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی

(ایم اے، فاضل علوم اسلامیہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ صاحب علم وبصیرت بزرگ تھے جس قدر علم حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے اسی قدر علم تصوف وسلوک کے بلند پایہ عالم تھے، علم تصوف انہوں نے نا صرف کتابوں سے اخذ کیا بلکہ عملی طور پر مشائخ عظام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر صحبت بافیض سے سرفراز ہوئے، قدرت جس پر مہربان ہوتی ہے اسے علم ظاہر کے ساتھ علم باطن سے بھی فیضیاب کرتی ہے اسی لیے جو حضرات دونوں علموں سے فیضیاب ہوتے ہیں وہ محفوظ کیے جاتے ہیں اوران کا قلم بھی محفوظ رہتا ہے پھران حضرات قدسی صفات مردان خدا سے ایک جہان فیضیاب ہوتا ہے۔

شیخ محدث کو سندھ کے مشائخ عظام سے خاص تعلق تھا جیسا کہ اوراق تاریخ اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت شیخ کے کئی اساتذہ اور بعدہ بکثرت شاگردین کا تعلق سندھ ہی کی سرزمین سے تھا مثلاً۔۔۔

شیخ محدث نے اخبار الاخیار میں اپنے دادا مرشد کریم حضرت شیخ علی متقی شاذلی علیہ الرحمہ کا ذکر خیر کیا ہے اسی میں دو سندھی بزرگوں کے احوال بھی لکھے ہیں:

علامہ قاضی عبداللہ سندھی مدنی اور علامہ شیخ رحمت اللہ سندھی مدنی (سندھ کے تاریخی مقام دربیلو، ضلع نوشہرہ فیروز کے ساکن تھے) دونوں بزرگ شیخ علی متقی کے بافیض مرید تھے۔

(اخبار الاخیار مترجم ۵۲۷۔۵۶۱)

Marfat.com

شیخ محدث کے تین اساتذۂ حدیث کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں اِن میں سے ایک سندھی بزرگ ہیں:

۱۔ شیخ عبدالوہاب متقی شاذلی (مرشد گرامی شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

۲۔ شیخ حمیدالدین سندھی

۳۔ شیخ عبدالوہاب بن فتح اللہ السروجی

(تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مرتبہ، سید محمد قادری، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۵۰ء)

مقالہ ہذا "**افکارِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی**" دلائل و براہان کا مرقع ہے، شیخ محدث پر تو کسی انصاف پسند کو کلام نہیں اِن کے علم و فضل پر سب ہی متفق ہیں لہٰذا فاضل مؤلف نے عقائد و معمولات اہلسنّت کو انہیں کی باحوالہ عبارات سے ثابت کیا ہے جبکہ ان پر کلام نہیں تو ان کی مدلل و مفصل عبارات پر بھی کلام نہیں ہونا چاہیے، ایمان کی خیر اسی میں ہے کہ بلاچون وچراں مانا جائے۔

فقیر پنجاب کے تبلیغی دورے کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ **فاضل جلیل صاحب علم وقلم مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب** (کراچی) غریب خانہ پر تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں مقالہ ہذا کا مسودہ تھا فقیر کو دیتے ہوئے مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی، فقیر نے عجلت میں چند حروف سپرد قرطاس کیے ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی کوشش وکاوش کو قبول فرمائے اور دوران مطالعہ لوگوں کے قلوب میں عمل کی تحریک پیدا فرمائے۔ آمین

"خیراندیش"

فقیر سید محمد زین العابدین راشدی، کراچی

۲۲ شوال، بروز پیر، ۱۴۳۳ھ

Marfat.com

اُمتِ نبوی میں اہلسنّت کی حیثیت

احادیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اس اُمتِ محمدیہ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور اِس اُمت کے فضائل وکمالات کو قرآن پاک میں بھی بیان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (آل عمران،۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہواُن سب اُمتوں میں جولوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

اس آیت کی ایک تفسیر خود حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے جس میں اس اُمت کی مزید شرافت وکرامت کو بیان فرمایا گیا ہے:

(1) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ (آل عمران: ١١٠) قَالَ : أَنْتُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ ۔

ترجمہ: حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرمانِ الٰہی ''تم بہتر ہواُن سب امتوں میں جولوگوں میں ظاہر ہوئیں'' کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا:

تم ستر (70) اُمتوں کو مکمل کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور معزز ہو۔

(سنن ترمذی، کتاب التفسیر، صفحہ 672، رقم الحدیث، 3001، ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفة امة محمد، صفحہ 410، رقم الحدیث، 4287، مشکوۃ، صفحہ، 1771، رقم الحدیث، 6285)

Marfat.com

الغرض اس امت محمدیہ کو سابقہ تمام اُمم پر فضیلت و بزرگی حاصل ہے، اس فضیلت کی کئی وجوہات علماء اسلام نے بیان فرمائی ہیں جن میں سب سے زیادہ اکمل و اعظم فضیلت ونعمت جو اِس اُمت کو حاصل ہوئی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدس ہے جس کے مقابل تمام نعمتیں ہیچ ہیں، اس کے علاوہ اِس اُمت پر ایک انعام یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی یعنی تمام کی تمام اُمت کا گمراہی وضلالت پر اتفاق نہیں ہوگا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

(2) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰـهَ لا يَجْمَعُ اُمَّتِىْ عَلَى ضَلَالَةٍ وَ يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ۔

ترجمہ: حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ کی طرف جدا ہوا۔

(ترمذی، کتاب الفتن، صفحہ، 490، رقم الحدیث، 2167، مشکوۃ، صفحہ، 61، رقم الحدیث، 173)

اس حدیث میں چند باتوں کی صراحت فرما دی گئی ہے، ایک تو یہ کہ اُمت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے گمراہی وضلالت پر جمع نہیں ہوگی اور دوسری بات یہ کہ "جماعت" پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یعنی جماعت کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا اور جو اس جماعت سے الگ ہوا تو وہ جہنم کی جانب الگ ہوا یعنی اس جماعت سے جدائی کا نتیجہ جہنم کا گڑھا ہے۔

Marfat.com

اب یہاں جو حدیث میں ''جماعت'' کا لفظ آرہا ہے اور اس جماعت کی فضیلت بیان کی گئی ہے تو آخر اس جماعت سے کونسی جماعت مراد ہے؟ اور بعض احادیث میں جماعت کی جگہ ''سوادِ اعظم'' بیان ہوا ہے تو آخر اس ''سوادِ اعظم'' میں کون سے افراد شامل ہیں؟ اس سے قبل کے ہم اس بات کا تعین کریں کہ ''جماعت'' یا ''سوادِ اعظم'' سے کون مراد ہیں؟ چند مزید احادیث پیش خدمت ہیں کہ جن میں ''جماعت'' یا ''سوادِ اعظم'' کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

(3) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لا یَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلَی الضَّلَالَةِ اَبَداً ، قَالَ : یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَم ، فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ۔

ترجمہ: حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس اُمت کو کبھی گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا اور فرمایا: جماعت پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے، پس سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو کہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ کی طرف جدا ہوا۔

(مستدرک للحاکم، ج،1، صفحہ،189، رقم الحدیث،395، حلیۃ الاولیاء، ج،3، صفحہ،37، مسند الفردوس، ج،5، صفحہ،258، رقم،8116، نوادر الاصول، ج،1، صفحہ،382، رقم،552)

(4) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اُمَّتِیْ لا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ ، فَاِذَا رَأَیْتُمْ اِخْتِلَافاً فَعَلَیْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک میری اُمت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، پس اگر تم اُن میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت کا ساتھ اختیار کرو۔

Marfat.com

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ، باب السواد الاعظم ،صفحہ، 651 ،رقم الحدیث، 3950 ،معجم کبیر، ج، 12 ،صفحہ، 447 ،رقم، 13623 ،شرح اصول اعتقاد اہل السنہ،صفحہ، 105 ،رقم الحدیث، 153)

(5) عَنِ الْحَارِثِ الاشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَمَرَنِیَ اللّٰہُ بِھِنَّ ، اَلْجَمَاعَۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ، فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَۃِ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الاسْلَامِ مِنْ رَأسِہٖ اِلَّا اَنْ یَرْجِعَ ۔

ترجمہ: حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے (اور وہ پانچ باتیں یہ ہیں)، جماعت کا ساتھ، نصیحت سننا، فرمانبرداری اختیار کرنا، ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی الگ ہوا تو اس نے اسلام کا قلاوہ (پٹہ) اپنے گلے سے اُتار دیا جب تک کہ وہ (جماعت کی طرف واپس) لوٹ نہیں آتا۔

(صحیح ابن خزیمہ، ج، 3،صفحہ، 195 ،رقم الحدیث، 1895 ،مستدرک للحاکم، ج 1 ،صفحہ، 192 ،رقم الحدیث، 404،معجم کبیر، ج،3 ،صفحہ، 327 ،رقم الحدیث، 3431)

(6) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ: اِثْنَانِ خَیْرٌ مِنْ وَاحِدٍ وَ ثَلَاثَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اِثْنَیْنِ وَاَرْبَعَۃٌ خَیْرٌ مِنْ ثَلَاثَۃٍ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَنْ یَّجْمَعَ اُمَّتِیْ اِلَّا عَلٰی ھُدًی۔

ترجمہ: سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو (شخص) ایک سے بہتر اور تین (شخص) دو سے بہتر ہیں اور چار (شخص) تین سے بہتر ہیں، پس تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو ہدایت کے سوا کسی شے پر اکٹھا نہیں کرے گا۔

Marfat.com

(مسند احمد، ج،3، صفحہ،219، رقم،21293، ابن عساکر، ج،38، صفحہ،206، رقم،7633)

(7) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّیْ قُمْتُ فِيْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ۔

ترجمہ: حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "**جابیہ**" کے مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطاب فرمایا: کہ میں تمہارے درمیان اس جگہ پر کھڑا ہوں جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے درمیان قیام فرمایا تھا، پھر (آپ ﷺ نے ہمیں ارشاد) فرمایا تھا: جماعت کو لازم پکڑو اور علیحدگی سے بچو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دُور رہتا ہے تو جو شخص جنت کا وسط چاہتا ہے اس کے لیے جماعت سے وابستگی لازم ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الفتن، صفحہ،489، رقم الحدیث،2165، مستدرک للحاکم، ج،1، صفحہ، 186، رقم الحدیث،387، فتح الباری، ج،13، صفحہ،316)

(8) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ اِفْتَرَقَتْ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً وَهِیَ الْجَمَاعَةُ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک بنی اسرائیل 71 فرقوں میں تقسیم ہوگئی تھی اور میری اُمت 72 فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، وہ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ "**جماعت**" ہے۔

Marfat.com

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب افتراق الامم، صفحہ، 659، رقم الحدیث، 3993، مسند امام احمد، ج، 19، صفحہ، 241، رقم الحدیث، 12028، مسند ابی یعلی، ج، 7، صفحہ، 32، رقم، 3938)

ان احادیث مذکورہ میں **''جماعت اور سوادِ اعظم''** کی فضیلت و برکت کو بیان کیا گیا اور یہ کہ جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا، اب دیکھیں کہ ''جماعت اور ''سواد اعظم'' کے بارے میں علمائے اسلام کیا بیان فرماتے ہیں اور آخر جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے کہ جن کی برکت سے ہدایت کے راستے پر گامزن ہوا جا سکتا ہے۔

☆ شیخ المحدثین امام ملا علی قاری حنفی رضی اللہ عنہ **''حدیث جماعت''** کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَلا شَكَّ وَلَا رَيْبَ إِنَّهُم هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔

ترجمہ: پس اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس (نجات پانے والی جماعت) سے مراد اہلسنّت و جماعت ہی ہے۔

اور مزید لکھتے ہیں: وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ الْبَيْضَاءِ الْمُحَمَّدِيَّةِ۔

ترجمہ: اور فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) اہلسنّت ہی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج، 1، صفحہ، 248)

امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہلسنّت و جماعت ہی فرقہ ناجیہ (یعنی نجات پانے والا) ہے اور ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں، اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف والہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اس میں غلطی کا احتمال نہیں تو کس قدر خوش نصیب ہے وہ شخص جسے ان کی (اہلسنّت و جماعت) متابعت کی توفیق مل گئی۔

Marfat.com

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ دوم، ج،1، صفحہ،173، مکتوب،59)

امام ربانی ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

نجات کا راستہ اہلسنّت و جماعت کی متابعت ہے، اقوال میں بھی افعال میں بھی اور احوال و فروع میں بھی، کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف یہی ہے، باقی تمام فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں، آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یا نہ آئے لیکن کل (قیامت کو) ہر ایک جان لے گا مگر اس وقت جاننا بے سود ہوگا۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ دوم، ج،1، صفحہ،191، مکتوب،69)

امام ربانی ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

عقل مندوں پر سب سے اوّل فرض ہے کہ اپنے عقائد کو علمائے اہلسنّت و جماعت کے عقائد کے موافق درست کریں۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ چہارم، ج،2، صفحہ،570، مکتوب،266)

☆ امام ابوشکور محمد بن سعید سالمی (ہم عصر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

بہر حال اہلسنّت و جماعت سے جدا ہونا بدعت و گمراہی ہے اور بدعت و گمراہی والا دوزخیوں میں سے ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بطور دلیل ہے،

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا۔(آل عمران:105)

ترجمہ: اور اُن جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے۔

پھر فرمایا:

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔(آل عمران:105)

ترجمہ: ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

Marfat.com

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عنقریب میری اُمت میرے بعد 73 فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک کے سب دوزخی ہیں تو وہ ایک (فرقہ ناجیہ) اہلسنّت و جماعت ہے۔

سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کے اُصول رسول اللہ ﷺ کے اصحاب، اُن کے پیرو تابعین و تبع تابعین ہیں جیسے حضرت ابوسعید خدری، حسن بن ابوسعید بصری، سفیان ثوری، اوزاعی، علقمہ، اسود، ابراہیم نخعی، شعبی، مالک، حماد بن ابولیلیٰ، امام ابوحنیفہ اور متأخرین اور اِن کے شاگردوں میں سے جنہوں نے اُن کی پیروی کی جیسے امام ابویوسف، امام محمد بن حسن شیبان، امام زفر، امام حسن بن زیاد، داؤد طائی، امام محمد بن ادریس شافعی، امام ابوعبداللہ مزنی، اور خراسان کے فقہاء میں سے ابومطیع بلخی، ابوسلیمان جرجانی، امام محمد بن جرجانی، ابوحفص الکبیر بخاری، شقیق بن ابراہیم اور ابراہیم بن ادہم یہ سب امام جعفر بن محمد الباقر اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد (یا شاگردوں کے شاگرد) تھے۔

اور فقہائے دین سے جس نے اِن کی پیروی کی اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج تک کہ مسلمانوں میں سے ایک جماعت اور انہوں نے صحابہ کرام اور اُن کے علاوہ ایک جماعت کے زبان اور ہاتھوں سے دین کو بغیر کسی تنازع اور اختلاف کے لیا، پھر یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اہلسنّت و جماعت یہی مذکورہ شخصیات ہیں یعنی صحابہ کرام، آئمہ و محدثین اور آئمہ میں سے جنہوں نے اِن کی پیروی کی (یعنی جو سوادِ اعظم کے نقشِ قدم پر چلے)۔

(تمہید امام ابوشکور سالمی، صفحہ 381-380)

Marfat.com

اِن سابقہ حوالہ جات وعباراتِ آئمہ سے واضح ہوگیا کہ جماعت سے مراد اہلسنّت و جماعت ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری جماعت مراد نہیں ہے اگرچہ کوئی دوسری جماعت لاکھ دعویٰ کرے کہ اس جماعت سے وہ مراد ہیں لیکن جب اس مدعی جماعت کو "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" کے میزان پر رکھ کر دیکھیں گے تو اُن کے دعویٰ کا بطلان واضح ہو جائے گا، اس میزان کی کسوٹی پر فقط اہلسنّت و جماعت ہی پوری اترتی ہے۔

ہم نے سابقہ **"جماعت"** کے تعین میں فقط چند حوالہ جات نقل کیے ہیں کیونکہ کتاب کی ضخامت ملحوظ ہے لیکن کوئی ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ صرف اِن چند آئمہ کرام نے ہی اس حدیث جماعت سے **"اہلسنّت و جماعت"** کو مراد لیا ہے تقریباً تمام ہی آئمہ تفسیر و حدیث وفقہ نے اپنی کتب میں بھی ایسا ہی تحریر کیا ہے مزید تفصیل کیلئے امام ابوالقاسم، ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور متوفی 418ھ کی کتاب **"شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ"** اور امام بیہقی کی **"کتاب الاعتقاد"** ملاحظہ فرمائیں۔

اور سوادِ اعظم سے مراد بھی اہلسنّت و جماعت ہی ہے در حقیقت "سوادِ اعظم" اہلسنّت و جماعت ہی کا مترادف ہے، لہٰذا "سوادِ اعظم" سے علیحدہ کوئی جماعت مراد نہیں بلکہ اہلسنّت ہی مراد ہے، اسے کثرت کی وجہ سے سوادِ اعظم (بڑا گروہ) کہا جاتا ہے اور چونکہ بعض احادیث میں بھی "سوادِ اعظم" بیان ہوا ہے، لہٰذا اہلسنّت کو اس اعتبار سے بھی **"سوادِ اعظم"** کہہ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

عقائد کی اہمیت وضرورت

دین متین کے دو بنیادی اجزاء ہیں، ''عقائد'' اور ''اعمال''۔

اعمال یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ پس اعمال (کی کیفیت وتفصیل) میں قرآن وسنت کی روشنی میں اختلاف ہونا بری بات نہیں بلکہ موجب رحمت وبرکت ہے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِخْتِلَافُ أُمَّتِیْ رَحْمَةٌ۔

ترجمہ: میری اُمت کا آپس میں اختلاف ''رحمت'' ہے۔

اس حدیث میں جو اختلاف بیان کیا گیا ہے اس سے اعمال میں ان کی کیفیت وادائیگی میں اختلاف مراد ہے، مثلاً ایک امام کے نزدیک نماز میں تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ کانوں کی لو تک بلند ہوں گے اور دوسرے امام کے نزدیک کندھوں تک، وغیرہ تو ایسا اختلاف دراصل اُمت کیلئے موجب رحمت وآسانی ہے اور ایسا اختلاف مذموم نہیں بلکہ ''محمود'' ہے لیکن اس کے برخلاف ''عقائد'' میں اختلاف سراسر تباہی وبربادی ہے یعنی اگر عقائد درست ہوئے تو بخشش کی نوید ہے اور اگر عقائد درست نہ ہوئے تو اعمال خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں، بخشش ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی، اس کی ایک مثال اس حدیث میں موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عَائِذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: لَا تُصَلِّ عَلَیْهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ، فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ رَآهُ اَحَدٌ مِنْكُمْ عَلٰی

Marfat.com

عَمَلِ الاسلامِ ، فَقَالَ رَجُلٌ : نَعَمْ ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَثَا عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ: اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ قَالَ: يَا عُمَرُ ! اِنَّكَ لا تُسْأَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرد کے جنازے کے ساتھ نکلے، جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اس پر نماز نہ پڑھیں کیونکہ یہ فاسق شخص ہے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: تم میں سے کسی نے اسے اسلامی عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: ہاں، یارسول اللہ! اس نے ایک رات اللہ تعالی کی راہ میں پہرہ دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسکا جنازہ پڑھا، اس پر مٹی ڈالی اور فرمایا: تمہارے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تم اہل نار میں سے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اہل جنت میں سے ہو، پھر فرمایا: اے عمر! تم سے لوگوں کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا بلکہ تم سے فطرت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(مشکوۃ شریف، کتاب الجہاد، فصل ثالث، صفحہ 1134، رقم الحدیث 3860)

اس حدیث کی شرح میں امام ملا علی قاری اور امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الاِعْتِبَارَ بِالْفِطْرَةِ وَ الاِعْتِمَادَ بِالاِعْتِقَادِ۔

یعنی اعتبار فطرت اور عقیدے کا ہے۔

تو چونکہ اس مرنے والے شخص کا عقیدہ درست تھا اس لئے باوجود اس کے

۱۶۰۲۱۰

Marfat.com

کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کے فسق و فجور کی گواہی دے رہے ہیں لیکن اس مرنے والے کو دربارِ نبوت ﷺ سے بخشش و نجات کی ڈگری مل گئی، اس کے برخلاف جس کا عقیدہ درست نہ ہو وہ اگرچہ کتنے ہی اچھے اعمال کرے، وہ دوزخی ہے ایسے شخص کی بخشش نہیں ہو سکتی۔

اسی لئے بزرگانِ دین نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ الامرِ اَلاعْتِقَادُ ۔

یعنی سب سے اوّل و اہم عقیدہ ہے۔

احادیث مبارکہ میں اس کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں لیکن ہم فقط اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اب چند بزرگانِ دین کے ارشادات و فرمودات پیش کیے جا رہے ہیں کہ جن میں عقائد کی اہمیت و ضرورت کا بیان ہوا ہے، یہ بات ذہن میں مستحضر رہے کہ عقائد سے مراد ''**اہلسنت و جماعت**'' سوادِ اعظم ہی کے عقائد ہیں کسی دوسرے فرقے کے عقائد مراد نہیں کیونکہ سابقاً بیان ہو چکا ہے کہ فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) اہلسنّت ہی ہے تو اس لئے اسی فرقے کے عقائد ہی نجات کا ذریعہ ہوں گے۔

(1) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر تمام احوال و کیفیات ہمیں عطا کردی جائیں لیکن ''**اہلسنّت و جماعت**'' کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے تو ہم اسے سراسر خرابی سمجھتے ہیں اور اگر تمام خرابیاں ہم پر جمع کردی جائیں لیکن ہمیں ''**اہلسنّت و جماعت**'' کے عقائد سے سرفراز کردیا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں (کیونکہ نجات کی اصل بنیاد عقائد پر ہے)۔

Marfat.com

(مقالات امینیہ، ج،3، صفحہ، 581)

(2) قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

آپ نے اولیائے کرام کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ولی کی دیگر علامات میں سے یہ ہے کہ وہ طریق میں داخل ہونے سے پہلے **"عقائد اہلسنت وجماعت"** سے واقف ہو۔

(ایضاً، ج،3، صفحہ، 581)

(3) حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

کسی ایسے بندے کو جس کا عقیدہ **"اہلسنّت وجماعت"** کا عقیدہ نہ ہو اُسے ولایت نہیں مل سکتی۔

(ایضاً، ج،3، صفحہ، 583)

(4) حضرت قطب زماں شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ **"صاحب دلائل الخیرات"** فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام ۔ **ترجمہ**: اے ذوالجلال والاکرام! ہمیں اہلسنّت وجماعت میں موت اور اپنی لقاء کا شوق عطا فرما۔

(5) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَة۔

ترجمہ: اور نجات پانے والا گروہ **"اہلسنّت وجماعت"** ہی کا ہے۔

(ایضاً، ج،3، صفحہ، 580)

Marfat.com

(6) حضرت شیخ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"عقیدۂ اہلسنّت و جماعت" کو اپنا کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیے۔

(ایضاً ج،3، صفحہ،580)

ان سابقہ حوالہ جات و عبارات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عقائد کی اہمیت وضرورت کیا ہے؟ عقائد کی درستگی کے بغیر اُخروی زندگی میں بالخصوص فلاح و کامرانی کی امید رکھنا بالکل بے کار اور لغو بات ہے، جیسا کہ نہایت بلند مرتبہ علمائے اسلام کے اقوال سے بیان ہو چکا ہے، اس لیے اگر دارین میں کامیابی سے سرفراز ہونا ہے تو اہلسنّت و جماعت کے عقائد و معمولات کو اپنانا ہوگا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت تو کئی جماعتیں اور فرقے ایسے موجود ہیں جو خود کو **"اہلسنّت و جماعت"** کہتے ہیں تو ہم کیسے پہچانیں کہ ان میں سے حقیقی اہلسنّت کون ہیں؟

اس کا ایک جواب تو ضمناً سابقہ کلام میں آچکا ہے، یہاں ایک اور جواب حاضر خدمت ہے، اگر کسی بوتل میں شراب یا پیشاب بھرا ہوا ہو اور اس بوتل پر خوشنما لیبل لگا دیا جائے مثلاً شربت روح افزاء تو کیا صرف لیبل لگانے سے اندر بوتل میں موجود پیشاب یا شراب، شربت روح افزاء بن جائے گی؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، کیونکہ شربت میں معیارِ صداقت خوشبو اور پاکیزگی ہے تو اسی طرح اگر دل میں حبیب خدا سید انبیاء ﷺ کا بغض اور بے ادبی بھری ہو اور ایسے لوگوں پر **"اہلسنّت و جماعت"** کے نام کا خوش نما لیبل لگا دیا جائے تو صرف لیبل لگانے اور دعوے کرنے سے اہلسنّت ہرگز نہیں بن سکتا بلکہ خالص اور صحیح اہلسنّت وہ ہیں جن کے قلم و دھن، قول و سخن، زبان و

Marfat.com

ذہن سے رحمت کائنات، فخر موجودات، سرکارِ دو جہاں ﷺ کی عظمت و محبت کی خوشبوئیں آئیں کیونکہ عقائد و معمولات اہلسنّت و جماعت کی اساس و بنیاد ہی محبت و عظمت مصطفیٰ ﷺ ہے، بقول مفکر پاکستان علامہ اقبال:

روح ایماں، مغز قرآن، جانِ دیں
ہست حب رحمۃٌ للعالمیں ﷺ

تو اب اس "معیارِ صداقت" پر تمام مدعیان کو پرکھ کر دیکھ لیں، ان شاء اللہ اس میزان پر "اہلسنّت و جماعت" کی انفرادیت سب سے جداگانہ نظر آئے گی اور غلامانِ رسول ﷺ کے چہرے چمکتے دمکتے نظر آئیں گے، اس "معیارِ صداقت" پر کھرے کھوٹے واضح ہو جائیں گے۔

اب جب عقائد کی اہمیت و ضرورت اور اہلسنّت کے بارے میں تسلی بخش کلام ہو چکا ہے تو یہ بات بھی ذہن میں جاگزیں ہونی چاہیے کہ وہ کون سی شخصیات ہیں جن پر خاص طور سے عقائد و معمولات اہلسنّت کے بارے میں اعتماد کیا جاتا ہے؟ اس بارے میں ان کے اقوال و فرمودات کو بطورِ حجت تسلیم کیا جاتا ہے تو اِن علمائے اسلام کی فہرست بہت طویل ہے کیونکہ ایسے علماء ہر دور و زمان میں کثیر ہوئے لہٰذا سب کا احاطہ ناممکن تو نہیں، لیکن مشکل ضرور ہے۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ اُن میں سے چند شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے دیگر کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ شہرت و دوام بخشا اور اُن سے دین متین کی ترویج و اشاعت کے اہم کام لئے، اِن شخصیات میں بالخصوص آئمہ اربعہ، امام ماتریدی، امام اشعری، امام غزالی، امام فخر الدین رازی، امام ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن

Marfat.com

حجر مکی اور ہندوستان و پاکستان میں بالخصوص شیخ الاسلام علامہ علی متقی، امام اہلسنّت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہم نہایت قابل ذکر ہیں۔

ہندو پاک میں اہلسنّت و جماعت کی بنیادیں انہیں علماء کے طفیل اور خاص طور سے امام اہلسنّت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی برکت سے مستحکم ہوئیں، لہٰذا اب اگر کسی کو اپنے عقائد **''اہلسنّت و جماعت''** کے مطابق کرنے ہوں تو اِن علمائے اسلام کے ارشادات کے موافق اپنے عقائد درست کرلے اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائے اور اگر کسی کے عقائد و معمولات اِن کے فرمودات کے مطابق نہیں تو سمجھ لے کہ وہ صراط مستقیم سے بہت دور ہے کیونکہ اِن علمائے حق کے فرمودات درحقیقت قرآن و سنت کا ہی عملی نمونہ ہے۔

Marfat.com

شیخ الاسلام، امام اہلسنّت، برکۃ المصطفیٰ فی الہند

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

قدس سرّہ العزیز

(از: شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری)

اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ یہ رہی ہے کہ انسانیت کو شرک و کفر اور گمراہی سے نکالنے کے لیے انبیائے کرام بھیجے گئے فکر انسانی صدیوں کے ارتقاء کے بعد جہاں پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی مقدس ہستیوں نے لمحوں میں وہاں پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اُمور آخرت اور عالم کے حادث یا قدیم ہونے کے بارے میں بڑے بڑے فلسفیوں اور دانشوروں نے کیا کیا موشگافیاں نہ کیں؟ لیکن وہ اپنے وابستگانِ دامن کو دولت یقین فراہم نہ کر سکے، انبیائے کرام علیہم السلام کے چند کلمات نے سامعین کو وہ تیقن (یقین کامل) عطا کیا جس کی بنا پر وہ جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل کر گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا البتہ پیغمبرانہ جدو جہد اور مشن کو جاری رکھنے کے لیے امت مسلمہ کے جلیل القدر افراد آگے بڑھے اور انہوں نے نہ صرف دعوت وارشاد کا کام پورے ولولے اور لگن سے کیا بلکہ دین متین کے مقدس چہرے سے گرد و غبار صاف کرنے میں تمام صلاحیتیں بھی صرف کر دیں، حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الاُمَّۃِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (سنن ابی داؤد)

علمائے اسلام نے مجدد کے لیے جو شرائط بیان کی ہیں وہ یہ ہیں، وہ علوم ظاہرہ اور باطنیہ کا جامع ہو، اس کے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وتذکیر سے نفع عام ہو، سنت کی اشاعت وترویج اور بدعت کے خاتمے کیلئے کوشاں ہو، ایک صدی کے آخر اور دوسری کے آغاز میں اسکے علم کی شہرت ہو اور لوگ دینی مسائل میں اسکی طرف رجوع کرتے ہوں، پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہو، گزشتہ صدیوں میں سے ہر صدی میں ایک سے زیادہ مجدد ہوئے ہیں۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری (والد ماجد ڈاکٹر مختار الدین احمد علی گڑھ) فرماتے ہیں:

مجدد مائۃ حادی عشر (گیارہویں صدی کے مجدد) امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی (متولد ۱۰ محرم ۹۷۱ھ، متوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ) اور صاحب تصانیف کثیرہ شہیرہ زاہرہ وباہرہ شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی (متولد ۹۵۸ھ، متوفی ۱۰۵۲ھ) اور میر عبدالواحد بلگرامی صاحب **"سبع سنابل"** (متوفی ۱۰۱۷ھ) تھے۔

(ظفر الدین بہاری: چودہویں صدی کے مجدد اعظم، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، صفحہ ۳۳۔۳۲)

آئندہ صفحات میں گیارہویں صدی کے مجدد، پاسبانِ دین مصطفیٰ ﷺ علوم دینیہ کے نامور مبلغ اور ناشر، دینی حمیت وغیرت کے پیکر، امام المحدثین، شیخ محقق

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دینی اور ملی کارناموں کا مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے حضرت کی حیات مبارکہ کا مختصر تذکرہ پیش کر دیا جائے۔

''حیات مبارکہ''

۹۵۸ھ تا ۱۰۵۲ھ

۱۵۵۱ء تا ۱۶۴۲ء

امام اہل سنت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شہر دہلی ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے ان کے آباؤ اجداد میں سے آغا محمد ترک بخاری، سلطان محمد علاء الدین خلجی کے زمانے میں ''بخارا'' سے ہجرت کر کے ''دہلی'' میں وارد ہوئے اور بلند و بالا مناصب پر فائز رہے، بخارا سے ہجرت کے وقت متعلقین اور مریدین کی ایک جماعت ان کے ہمراہ تھی۔

(عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق، تکملہ اخبار الاخیار، مطبع مجتبائی، دہلی، صفحہ ۲۸۹)

آپ کے والد ماجد شیخ سیف الدین دہلوی شعر و سخن کا ذوق رکھنے والے عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے ''سلسلۂ عالیہ قادریہ'' میں شیخ امان اللہ پانی پتی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔

(خلیق احمد نظامی، حیاتِ شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۲۷،۲۶)

حضرت شیخ نے تکملہ اخبار الاخیار میں ان کے متعدد ملفوظات نقل کیے ہیں، چند ایک ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

۱۔ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو مخلوق کے لیے کام کرتے ہیں تا کہ ان کے نزدیک اہمیت حاصل کریں، کام کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے مخلوق سے کیا کام؟

۲۔ جب دیکھا جاتا ہے کہ علماء اور فضلاء جاہ وعزت اور کثرتِ اسباب کے حاصل کرنے اور مال ودولت کے جمع کرنے میں مخلوقِ خدا کے ساتھ الجھتے ہیں اور لڑائی تک پہنچ جاتے ہیں تو میں شکر کرتا ہوں کہ میں نے زیادہ نہیں پڑھا اور اکابر میں سے نہیں ہوا۔

۳۔ (شیخ محقق فرماتے ہیں کہ مجھے والد گرامی نے کئی دفعہ فرمایا) کسی شخص کے ساتھ علمی بحث میں جھگڑا نہ کرنا اور کسی کو تکلیف نہ دینا، اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ حق دوسری جانب ہے تو قبول کر لینا، ورنہ دو تین بار کہنا اگر نہ مانیں تو کہنا: کہ بندہ کو اسی طرح معلوم ہے جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ بھی ہو سکتا ہے، جھگڑا کس بات کا؟

۴۔ اگر تمہیں اپنے پیر اور استاد سے محبت اور عقیدت ہو تو اس سلسلے میں کسی سے لڑائی نہ کرو اور تعصب اختیار نہ کرو، یہ محبت کا کام ہے، جسے محبت نہ ہو وہ کیا کام کرے گا؟ فائدہ بزرگوں کی عقیدت، محبت اور پیروی میں ہے، تم جو جنگ کر رہے ہو وہ اپنے نفس کے لیے ہے نہ کہ بزرگوں کے لیے۔

۵۔ طریقت کے بہت معاملات ہیں، جنہیں اس راہ کے اصحابِ ہمت ادا کرتے ہیں، حقیقت کا اصل کام یہ ہے کہ ہر وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے ساتھ ہے، ایک لحظہ بھی اس خیال سے غافل نہ رہے۔

ے دست در کار و دِل با یار

(عبدالحق محدث دہلوی، تکملہ اخبار الاخیار فارسی، مطبع مجتبائی، دہلی، صفحہ ۲۹۳، ۲۹۲)

Marfat.com

شیخ محقق نے نہ صرف ان کی نصیحتوں کو عمر بھر یاد رکھا بلکہ ان پر عمل پیرا رہے۔

شیخ سیف الدین دہلوی ۲۷ شعبان ۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء کو پاس انفاس میں مشغول تھے اسی حالت میں رحمت حق کی آغوش میں پہنچ گئے۔

تحصیل علم

حضرت شیخ محقق کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے علم سلیم اور فہم و دانش کا وافر حصہ عطا فرمایا، حافظہ حیرت انگیز حد تک قوی تھا، خود فرماتے ہیں: کہ دو اڑھائی سال کی عمر میں دودھ چھڑائے جانے کا واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔

(عبدالحق محدث دہلوی، تکملہ اخبار الاخیار فارسی، مطبع مجتبائی، دہلی، صفحہ ۳۰۰)

والد ماجد نے ظاہری اور باطنی تربیت پر بھرپور توجہ دی، دو تین ماہ میں قرآن پاک پڑھا دیا پھر شیخ عبدالحق علوم دینیہ حاصل کرنے لگے۔

جب عربی نصاب اور منطق و کلام کی کتابوں تک پہنچے تو ماوراء النہر (نہر سے نہر جیحوں مراد ہے ماوراء النہر سے مراد وہ شہر ہیں جو اس شہر کے شمال میں واقع ہیں، مثلاً بخارا، سمرقند، خوارزم اور کاشغر وغیرہ ۱۲ اشرف قادری) کے دانشوروں کے پاس حاضر ہوئے اور سات آٹھ سال دن رات محنت کر کے علوم دینیہ حاصل کیے، شیخ نے اپنے اساتذہ کے نام نہیں لکھے، ذوق و شوق اور علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر روز اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور مطالعہ میں صرف کرتے، اپنی محنت شاقہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اگر اتنا ذوق و شوق مولیٰ تعالیٰ کی طلب اور باطن کی ریاضت میں ہوتا تو معاملہ کہاں تک پہنچتا۔

(عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار فارسی، ایضاً، صفحہ ۳۰۲)

Marfat.com

ذکاوت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ دورانِ سبق عجیب عجیب بحثیں اور مفید باتیں ذہن میں آتیں، اساتذہ کے سامنے پیش کرتے تو وہ کہتے:

ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے۔

(عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار فارسی، ایضاً، صفحہ ۳۰۲)

سترہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروجہ علوم سے فارغ ہو گئے، بعد ازاں ایک سال میں قرآن پاک یاد کر لیا، فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس وتدریس میں مشغول رہے۔

شیخ محقق ۹۹۶ھ/۸۸۔۱۵۸۷ء میں حجاز مقدس پہنچے، ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء تک وہاں قیام کیا، اس دوران حج وزیارت کے علاوہ مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی اور روحانی استفادہ کیا، مشکوٰۃ شریف کے علاوہ تصوف کی کچھ کتابیں پڑھیں، اسی اثناء میں شیخ سے اجازت لیکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، ۲۳ ربیع الثانی ۹۹۷ھ سے آخر رجب ۹۹۸ھ تک وہاں قیام کر کے سرکار دو عالم ﷺ کی نوازشہائے بے پایاں سے فیض یاب ہوئے۔

شیخ محقق فرماتے ہیں:

اس فقیر حقیر نے حضرت خبیر بشیر نذیر ﷺ سے جو انعام واکرام کی بشارتیں پائیں ہیں ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔

(عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار فارسی، ایضاً، صفحہ ۳۰۴)

Marfat.com

بیعت وخلافت

حضرت شیخ محقق کو بچپن ہی سے عبادت وریاضت کا بے حد شوق تھا، جوں جوں عمر میں اضافہ ہوتا گیا یہ شوق بھی بڑھتا گیا، یہاں تک کہ اپنے زمانے کے اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔ ابتداءً والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے، پھر ان کے ایماء پر ''سلسلۂ عالیہ قادریہ'' میں حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان (متوفی ۱۰۰۱ھ) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے، مکہ معظّمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی، ارشاد وسلوک کی منزلیں طے کیں اور شیخ نے انہیں چار سلسلوں چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ، اور مدنیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

شیخ محقق ہندوستان واپس آئے تو باوجود یہ کہ سلسلۂ قادریہ میں بیعت اور خلافت رکھتے تھے، سلسلہ نقشبندیہ میں عارف کامل حضرت خوجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

محمد صادق ہمدانی نے ''**کلمات الصادقین**'' میں لکھا ہے:

شیخ محقق نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روحانی اشارے پر بیعت کی تھی۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۱۳۷)

Marfat.com

تصانیف

حضرت شیخ محقق نے اپنی حیات مبارکہ کا اکثر حصہ تصنیف وتالیف میں بسر کیا، ان کی تصانیف دنیا بھر میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں، فنی اعتبار سے ان کی تصانیف درجہ ذیل عنوانات کے تحت آتی ہیں۔

ا۔تفسیر ۲۔تجوید ۳۔حدیث ۴۔عقائد ۵۔فقہ ۶۔تصوف

۷۔اخلاق ۸۔اعمال ۹۔منطق ۱۰۔تاریخ ۱۱۔سیر ۱۲۔نحو

۱۳۔ذاتی حالات ۱۴۔خطبات ۱۵۔مکاتیب ۱۶۔اشعار

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۱۶۰)

نوٹ:۔ جناب نظامی صاحب نے نمبر ۹ پر فلسفہ و منطق کا شمار کیا ہے، حالانکہ فلسفہ میں ان کی کسی تصنیف کا ذکر نہیں کیا۔ شرف قادری

حضرت شیخ محقق کی تصنیف کی تعداد ساٹھ ہے، چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں۔

ا۔اشعۃ اللمعات، مشکوٰۃ شریف کا فارسی ترجمہ اور شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۔لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) مشکوٰۃ شریف کی عربی شرح جس کی چار جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

۳۔شرح سفر السعادۃ (فارسی)

۴۔مدارج النبوۃ (فارسی) سیرت طیبہ کی اہم ترین اور لافانی کتاب۔

۵۔اخبار الاخیار (فارسی) ہندوستان کے علماء اور مشائخ کا مستند تذکرہ۔

Marfat.com

۶۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب (فارسی) تاریخ مدینہ کے نام سے اس کا ترجمہ چھپ چکا ہے

۷۔ زبدۃ الاسرار (عربی) مناقب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، تلخیص بہجۃ الاسرار۔

۸۔ زبدۃ الآثار (فارسی) زبدۃ الاسرار کا ترجمہ مع اضافات۔

۹۔ تکمیل الایمان (فارسی) اسلامی عقائد اور (معمولات) مسلک اہلسنّت و جماعت۔

۱۰۔ شرح فتوح الغیب (فارسی) شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف **"فتوح الغیب"** کی فارسی شرح۔

۱۱۔ ماثبت بالسنۃ (عربی) بارہ مہینوں کے اسلامی معمولات، کتاب وسنت اور طریق اسلاف کی روشنی میں۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ڈاکٹر زبیر احمد کے حوالے سے شیخ محقق کی تصانیف میں **"الاکمال فی اسماء الرجال"** کا بھی ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ **"فہرس التوالیف"** میں اس کا ذکر نہیں ہے حالانکہ الاکمال، امام ولی الدین صاحب مشکوٰۃ کی تصنیف ہے اور مشکوٰۃ شریف کے آخر میں چھپی ہوئی عام دستیاب ہے۔

۱۲۔ رسالہ ضرب الاقدام:

پیر عبدالغفار کشمیری لاہوری نے ۱۳۴۹ھ میں پانچ رسائل کا مجموعہ شائع کیا تھا ان میں ایک رسالہ "ضرب الاقدام" بھی ہے، اس کی ابتداء میں لکھا ہے۔

رسالہ ضرب الاقدام من تصنیف زبدۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی رضی اللہ عنہ

اس رسالہ میں شیخ محقق نے **"صلوۃ غوثیہ"** کا ثبوت وجواز پیش کیا ہے۔

Marfat.com

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وصال

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء کو آسمان علم و معرفت کا نیر درخشاں احادیث نبویہ کا عظیم شارح، دین اسلام اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا محافظ اور مسلک اہلسنّت کا پاسباں، دنیا والوں کی نگاہوں سے روپوش ہو کر دہلی کے ایک گوشے میں محو استراحت ہوا۔

شیخ محقق کی دینی اور علمی خدمات

حضرت شیخ محقق نے اپنی طویل زندگی دین اسلام کے تحفظ اور اس کا پیغام عام کرنے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرنے میں صرف کر دی، دین متین کے خلاف اٹھنے والے نئے نئے فتنوں کی مؤثر سرکوبی کی، مسلک اہل سنت و جماعت کی شاندار ترجمانی کی، اس دور میں مہدوی تحریک (اسی گمراہ فرقے کے خلاف محدث ہند علامہ طاہر پٹنی صاحب ''مجمع بحار الانوار'' نے علم حق بلند کیا تھا جس کی پاداش میں اسی فرقے کے چند افراد نے انہیں شہید کر دیا تھا، کذا فی نزہۃ الخواطر، اعجاز) عروج پر تھی جس کا آغاز سنت کی ترویج اور بدعت کے خاتمے سے متعلق تھا، بعد ازاں مہدویت کا تصور اس سطح تک جا پہنچا کہ دین اسلام کے قطعی عقیدے ختم نبوت سے ٹکرا گیا، اس تحریک کا بانی سید محمد جونپوری کہتا تھا: کہ ہر وہ کمال جو حضرت محمد ﷺ کو حاصل تھا مجھے بھی حاصل ہو گیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ کمالات وہاں اصالۃً تھے اور یہاں تبعاً ہیں، اتباع رسول ﷺ اس وجہ کو پہنچ گئی ہے کہ امتی، نبی کی مثل ہو گیا ہے۔ (معاذ اللہ)

Marfat.com

علامہ ابن حجر مکی، حضرت علی متقی اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے اس تحریک کی شدید مخالفت کی اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا فریضہ انجام دیا۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی کہتے ہیں:

اگر سولہویں اور سترہویں صدی کی مختلف مذہبی تحریکوں کا بغور تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اس زمانہ کا سب سے اہم مسئلہ پیغمبر اسلام کا صحیح مقام اور حیثیت متعین کرنا اور برقرار رکھنا تھا، تصور امام، عقیدہ مہدویت، نظریہ الفی (دین اسلام کی عمر صرف ایک ہزار سال ہے) دین الٰہی (اکبری فتنہ) یہ سب تحریکیں پیغمبر اسلام کے مخصوص مقام اور مرتبہ پر کسی نہ کسی طرح ضرب لگاتی تھیں، شیخ عبدالحق کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام کی پوری طرح وضاحت کردی اور اس سلسلہ کی ہر ہر گمراہی پر شدت سے تنقید کی۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۲۷۲)

یہ وہ دور تھا کی علماء (سوء) بدعتوں کی سرپرستی کرتے تھے اور فسق وفجور کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، صوفیائے خام نے طریقت کو شریعت سے الگ کر کے تصوف کا حلیہ بگاڑ دیا تھا، ایسے علماء اور مشائخ کی بیہودگیوں نے اکبر بادشاہ کو دین سے برگشتہ کردیا تھا، ورنہ بقول شیخ محقق ایک وقت وہ تھا کہ:

بادشاہ اتباع شریعت اور عبادت کا پابند تھا، مشائخ کا بہت عقیدت مند تھا، ایک وقت تک خطبہ بھی خود پڑھا کرتا تھا۔

(عبدالحق محدث دہلوی، رسالہ ضرب الاقدام، مطبع نامی گرامی اسلامی، صفحہ ۲۷)

Marfat.com

پھر ایسا برگشتہ ہوا کہ دن بدن دین سے دور ہوتا چلا گیا، بقول ملا عبدالقادر بدایونی ارکانِ دین اور اسلامی عقائد مثلاً نبوت، کلام، دیدارِ الٰہی وغیرہ کا تمسخر اڑایا جانے لگا، نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر صراحۃً اعتراضات کیے جانے لگے، کسی میں مجال نہ تھی کہ دیوان خانے میں اعلانیہ نماز ادا کرے، چار وقت سورج کی عبادت کی جاتی، ماتھے پر قشقہ لگایا جاتا، اسلامی تعلیمات کے خلاف کتے اور خنزیر کی نجاست کا حکم کالعدم قرار دے دیا گیا اور ان کی زیارت کو عبادت کا درجہ دیا گیا۔

ظاہر ہے ان حالات میں عقائد اور اعمال کے ہر گوشے میں بگاڑ کا پیدا ہونا قدرتی امر تھا، شیخ محقق نے دینی تعلیمات کو فروغ دے کر اس زہر کا تریاق فراہم کیا، شیخ نے اکبر کے انتقال پر نواب سید فرید مرتضیٰ خاں کے ذریعے جہانگیر کو تاریخی خط لکھا جس کی ایک ایک سطر سے دین اور ملت اسلامیہ کا درد ٹپکتا ہوا محسوس ہوتا ہے، اس خط میں شیخ محقق نے دنیا کی بے ثباتی، عدل وانصاف کی اہمیت، مقام نبوت اور اتباع شریعت ایسے مسائل پر کھل کر گفتگو کی تا کہ جہانگیر اپنے پیش رو کی گمراہیوں کا مرتکب نہ ہو، اس کے علاوہ شیخ نے اکبری دور کے دیگر امراء سلطنت کو بھی خطوط لکھے اور امراء کی دینی غیرت کو جوش دلایا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی اور شیخ محقق دونوں ہم عصر بھی ہیں اور پیر بھائی بھی تجدید اسلام، احیاء سنت اور اماتت بدعت کے سلسلے میں دونوں کا ہدف ایک ہے، البتہ طریق کار دونوں کا اپنا اپنا ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ دونوں نے ایک ہی بات کہی ہے، لیکن مختلف انداز میں،

Marfat.com

مجدد صاحب کے یہاں انقلابی جوش، سخت گیری اور ''برہم زن'' کی نعرے ہیں تو شیخ محدث کے یہاں بھی ماحول سے سخت نفرت اور احیاء سنت کا غیر معمولی جذبہ ہے، مجدد صاحب کی طرح وہ ڈنکے کی چوٹ پر بات نہیں کہتے (یہ پروفیسر صاحب کا ذاتی تجزیہ ہے جو بلا دلیل بھی ہے، راقم اسے دلائل کی روشنی میں تسلیم نہیں کرتا کیونکہ شیخ کی کتب کو بالاستیعاب پڑھنے والا کوئی بھی شخص اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ شیخ اپنی بات کو کس طرح برملا بیان کرتے ہیں اور شریعت کے حوالے سے کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے، اعجاز غفرلہ) لیکن کہتے وہی ہیں جو مجدد صاحب نے کہا ہے۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۳۰۲)

دربارِ اکبری کے مشہور شاعر اور بے نقطہ تفسیر **''سواطع الالہام''** کے مصنف فیضی کے شیخ محقق سے گہرے تعلقات تھے، فیضی کے خطوط پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسے شیخ سے کتنی عقیدت و محبت تھی؟ شیخ اگر چاہتے تو فیضی اور ابوالفضل کے ذریعے دربارِ اکبری میں بڑے سے بڑا دنیاوی اعزاز حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے فقر و فاقہ اور گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کی اور ان کے فقر غیور نے کسی طرح گوارا نہ کیا کہ عظمتِ اسلام پر حرف آئے، فیضی جیسا علامہ اور مخلص دوست جب صراط مستقیم سے بھٹک گیا تو اس کی فرمائش کے باوجود شیخ نے اس سے ملنا پسند نہ کیا۔

''فہرس التوالیف'' میں شیخ محقق نے جس قدر تند و تیز تبصرہ فیضی کے بارے میں کیا ہے کسی دوسرے معاصر کے بارے میں نہیں کیا، غیرت ایمانی کا لہو ان کے قلم سے ٹپکتا ہوا محسوس ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

فیضی اگرچہ فصاحت و بلاغت اور کلام کی پختگی میں ممتازِ روزگار تھا لیکن

Marfat.com

افسوس کہ اس نے کفر اور گمراہی کے گڑھے میں گر کر بدبختی کا نشان اپنے حالات کی پیشانی پر لگا لیا، نبی اکرم ﷺ کی ملت اور دین والوں کے لیے اس کا اور اس کی منحوس جماعت کا نام لینے سے بھی پرہیز ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رجوع فرمائے اگر وہ مومن ہیں۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۲۴۳)

علم حدیث کی تشریح اور ترویج

علم حدیث شمالی ہند سے تقریباً ختم ہو چکا تھا جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شیخ محقق نے علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث کی شمع روشن کی، انہوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کو ایک مشن کے طور پر اپنایا تو ہندوستان کی فضائیں قال اللہ، قال الرسول کی صداؤں سے گونج اٹھیں۔

حضرت شیخ محقق کی تصانیف کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے، ان کے خاندان کی حدیثی خدمات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

شیخ نور الحق بن شیخ محقق (متوفی ۹ شوال ۱۰۷۳ھ) نے چھ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح **"تیسیر القاری"** کے نام سے فارسی میں لکھی، انداز وہی ہے جو شیخ محقق کا **"اشعۃ اللمعات"** میں ہے، **"شرح شمائل ترمذی"** لکھی جس کا قلمی نسخہ رامپور کے کتب خانے میں موجود ہے۔

شیخ نور الحق کے پوتے شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ نے شمائل ترمذی کی شرح **"اشرف الوسائل"** کے نام سے لکھی، شیخ نور الحق کے دوسرے پوتے شیخ محب اللہ نے

Marfat.com

صحیح مسلم کی شرح ''منبع العلم'' کے نام سے لکھی، شیخ محبّ اللہ کے فرزند اکبر حافظ محمد فخر الدین نے ''حصن حصین'' کی شرح، فارسی میں لکھی، حافظ محمد فخر الدین کے صاجزادے شیخ الاسلام محمد، دہلی میں صدر الصدور کے عہد پر فائز رہے، انہوں نے بخاری شریف کی شرح چھ جلدوں میں لکھی جو تیسیر القاری کے حاشیہ پر چھپی ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام محمد کے صاجزادے شیخ سلام اللہ نے موطأ امام مالک کی شرح ''شرح محلّٰی بحل أسرار المو طأ'' دو جلدوں میں لکھی، اسکے علاوہ ''**شرح شمائل ترمذی**'' لکھی، شیخ سلام اللہ کے صاجزادے شیخ محمد سالم نے ''**رسالہ نور الایمان**'' اور ''**رسالہ اصول الایمان**'' لکھا۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۲۶۴، ۲۵۸)

غرض یہ کہ شیخ محقق اور ان کے خاندان نے علوم دینیہ اور حدیث شریف کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ آبِ زرّ سے لکھنے کے قابل ہیں۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جس وقت مسند تدریس بچھائی اس وقت شمالی ہندوستان میں حدیث کا علم تقریباً ختم ہو چکا تھا، انہوں نے اس تنگ و تاریک ماحول میں علوم دینی کی ایسی شمع روشن کی کہ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح کھچ کر ان کے گرد جمع ہونے لگے، درس حدیث کا ایک نیا سلسلہ شمالی ہندوستان میں جاری ہو گیا، علوم دینی خصوصاً حدیث کا مرکز نقل گجرات (شیخ ابن حجر مکی کے جلیل القدر شاگرد شیخ علامہ طاہر پٹنی، صاحب ''**مجمع بحار الانوار**'' گجرات کے رہنے والے تھے اور علم حدیث کی ہند میں اولین شمع روشن کرنے والوں میں سے ایک ہیں، غالباً اسی جانب اشارہ ہے، اعجاز) سے

Marfat.com

منتقل ہو کر دہلی آ گیا، گیارہویں صدی کے شروع سے تیرہویں صدی کے آخر تک علم حدیث پر جتنی کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں، ان کا بیشتر حصہ دہلی یا شمالی ہندوستان میں لکھا گیا ہے، یہ سب شیخ عبدالحق کا اثر تھا۔

(خلیق احمد نظامی: حیات شیخ محقق، ندوۃ المصنفین، دہلی، صفحہ ۴۳)

شیخ محقق کی دینی خدمات کے بارے میں چند تاثرات ملاحظہ ہوں۔

حضرت علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی نے شیخ محقق کے تذکرے کا آغاز ان کلمات سے کیا ہے:

وہ صوری اور معنوی کمال کے جامع اور جمال نبوی کے عاشق صادق تھے، انہیں شہرت کا عظیم حصہ ملا، مؤرخین میں سے کسی نے اجمالاً اور کسی نے تفصیلاً ان کا تذکرہ کیا ہے، دہلی میں واقع ان کے مزار کے گنبد میں ایک پتھر پر ان کے مختصر حالات فارسی میں لکھے گئے، میں ان کا عربی میں ترجمہ کر رہا ہوں۔

(علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، حیدر آباد، دکن، صفحہ ۵۲)

مولوی فقیر محمد جہلمی، علامہ غلام علی آزاد بگرامی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

باون ۵۲ سال کی عمر میں ظاہر و باطن کی جمعیت سے مُکــنــت (قدرت) حاصل کر کے تکمیل فرزندان و طالبان میں مشغول ہوئے اور نشر علوم خصوصاً علم حدیث شریف میں ایسی طرز سے جو ولایت عجم میں کسی کو علمائے متقدمین و متاخرین سے حاصل نہ ہوا تھا، ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور فنون علمیہ خصوصاً فن حدیث میں کتب معتبرہ تصنیف کیں جن پر علمائے زمانہ فخر کرتے اور ان کو اپنا دستور العمل جانتے ہیں اور اہل دانش، خواص و عوام دل و جان سے ان کے خریدار ہیں۔

Marfat.com

(فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، صفحہ، ۴۳۰)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

ہندوستان جب سے فتح ہوا اس میں علم حدیث نہیں تھا بلکہ کبریت احمر کی طرح کمیاب تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے بعض علماء مثلاً شیخ عبدالحق ترک دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اوران جیسے دوسرے علماء پر اس علم کا فیضان کیا، شیخ وہ پہلے عالم ہیں جو ہند میں علم حدیث لائے اور یہاں کے لوگوں کو بہترین انداز میں یہ علم سکھایا پھر یہ منصب ان کے صاحبزادے شیخ نورالحق متوفی ۱۰۷۳ھ نے سنبھالا۔

(صدیق حسن خاں بھوپالی، الحطّۃ، مطبوعہ لاہور، صفحہ، ۱۶۰، ۱۶۱)

شیخ محقق کی تصانیف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شیخ کی تمام تصانیف علماء کے نزدیک مقبول اور محبوب ہیں، علماء ان کو شوق سے پڑھتے ہیں اور واقعی وہ اس لائق ہیں، ان کی عبارات میں قوت، فصاحت اور سلاست ہے، کان انہیں محبوب رکھتے ہیں اور دل لطف واندازہوتے ہیں۔

(صدیق حسن خاں بھوپالی، الحطّۃ، مطبوعہ لاہور، صفحہ، ۲۱۴)

مولوی فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ کی فضیلت اور تنقید حدیث (یعنی علوم حدیث کی مہارت) میں کوئی موافق ومخالف شک نہیں کرسکتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ انصاف سے اندھا کردے یا تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ دے۔

(فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، صفحہ، ۴۳۰)

Marfat.com

نوٹ۔ شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالی کا مضمون ختم ہوا، اس کے بعد حضرت نے عقائد اہلسنّت کے حوالے سے شیخ محقق کی کتب سے کچھ اقتباسات نقل کیے ہیں ہم انہیں اس لیے ترک کر رہے ہیں کہ ہماری کتاب ہذا کا موضوع ہی اس سے متعلق ہے لہٰذا وہ تمام اپنے اپنے مقامات پر تفصیلاً آئے گے یہاں تکرار کی حاجت نہیں، یہ مضمون ہم نے آپ کی کتاب **"نور نور چہرے"** سے لیا ہے نیز اشعۃ اللمعات جلد ۵ کے آغاز میں بھی موجود ہے، چند مقامات پر اسی مضمون میں ہم نے اپنے مختصر حواشی بھی شامل کیے ہیں لیکن ان میں امتیاز رکھنے کے لیے قوسین میں لکھ کر اپنا نام بھی ذکر کر دیا ہے تا کہ شرف ملت کے حواشی سے اختلاط نہ ہو، اب ہم ذیل میں شیخ محقق کی کچھ مزید تصانیف کا تذکرہ پیش کر رہے ہیں۔

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی کی تصانیف

(1) اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ (فارسی)

(2) لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح (عربی)

(3) شرح سفر السعادۃ (فارسی)

(4) مدارج النبوۃ ومراتب الفتوۃ (فارسی)

(5) اخبار الاخیار (فارسی)

(6) جذب القلوب الی دیار المحبوب (فارسی)

(7) زبدۃ الاسرار تلخیص بھجۃ الاسرار (عربی)

(8) زبدۃ الآثار (فارسی)

Marfat.com

(9) تکمیل الایمان وتقویة الایقان(فارسی)

(10) شرح فتوح الغیب (فارسی)

(11) ماثبت بالسنة فی ایام السنة (عربی)

(12) جامع البرکا ت منتخب مشکوة (عربی)

(13) آداب الصالحین (فارسی)

(14) کتاب المکاتیب و الرسائل (فارسی)68رسائل کا مجموعہ

(15) کشف الالتباس فی استحباب اللباس (فارسی)

(16) تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف (عربی)

(17) ترجمه مشکوة الا نوار (فارسی)

(18) هدیة الناسك الی طریق المناسك (فارسی) مناسک حج وآداب زیارت

(19) ا سماء الرجال والرواة المذکورین فی کتاب المشکوة (عربی)

(20) ترجمه الاحادیث الا ربعین فی نصیحة الملوك والسلاطین (فارسی)

(21) جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین (فارسی)

(22) ترجمة مکتوب النبی الاجل فی تعزیة ولد معاذ بن جبل (فارسی)

(23) رساله اقسام الحدیث (عربی)

(25) مجمع البحرین فی الجمع بین الطریقین (فارسی)

(26) ترجمه کتاب غنیة الطالبین (فارسی)

Marfat.com

(27) شرح الصدور بتفسير آية النور (عربی و فارسی)

(28) التعليق الحاوی علی تفسير البيضاوی (عربی)

(29) تحصيل الغنائم و البركات بتفسير سورة و العاديات (فارسی)

(30) شرح الشمسيّة (عربی)

(31) حاشيه الفوائد الضيائية المعروف شرح ملا جامی (عربی)

(32) الدر الفريد فی بيان قواعد التجويد (عربی)

(33) شرح القصيدة الجزرية (عربی)

(34) نظم آداب المطالعة و المناظره (فارسی)

(35) تاريخ سلاطين هند ،يا تاريخ حقی يا ذكر ملوك (فارسی)

جب اس چیز پر غور کیا جاتا ہے کہ ایک ہی قلم سے یہ مختلف النوع تصانیف نکلی ہیں اور ان سب کا علمی معیار نہایت اعلیٰ ہے تو شیخ الاسلام کے علمی تجربے کا غیر فانی نقش دل پر قائم ہو جاتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ۔۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

حضرت شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے قلم و قرطاس سے بلاشبہ دین اسلام کی وہ بے مثال خدمت کی ہے جس کی نظیر صدیوں میں کہیں ملتی ہے آپ کی تصانیف مختلف علمی و فکری و اصلاحی موضوعات پر مشتمل ہیں بعض سیرت نگاروں نے انتہائی کدو کاش کے بعد 30 علوم و فنون پر آپکی تصانیف شمار کی ہیں لیکن راقم الحروف اس سے قطعاً متفق نہیں کیونکہ حضرت شیخ کی فقط موجودہ کتب کو پڑھنے کے بعد

Marfat.com

صاحب علم اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت شیخ کس طرح متانت و سنجیدگی کے ساتھ بے شمار علوم وفنون کے مسائل وقواعد کے متعلق گفتگو کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصانیف کے شمار میں مؤرخین نے مختلف تعداد بیان کی ہیں جن میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، بعض مؤرخین نے آپ کی تصانیف کی کل تعداد 60 بتائی ہے بعض نے 100 اور بعض 116 بیان کی ہے، اس اختلاف کی بنیادی وجہ آپ کے رسائل کا تعین ہے بعض مؤرخین آپ کے رسائل کو جس کا مجموعہ **''کتاب المکاتب والرسائل''** ہے کو ایک ہی کتاب مانتے ہیں حالانکہ اس میں تقریباً 68 رسائل موجود ہیں اور بعض مورخین ہر رسالہ کو علیحدہ کتاب مانتے ہیں لہٰذا اسی وجہ سے تعداد کتب میں مؤرخین کی آراء مختلف ہیں۔

حضرت شیخ کے تمام رسائل کو علیحدہ علیحدہ کتاب تسلیم کرتے ہوئے آپکی بقیہ کتب کو شمار کر کے مؤرخین نے انتہائی تعداد 134 بتائی ہے، اس میں **''کتاب المکاتیب والرسائل''** کے علاوہ دیگر رسائل کتب کو بھی شمار کیا گیا ہے، فی الوقت یہ تعداد نہایت معتبر و مستند ہے اور اگرچہ حضرات شیخ کی تصانیف 134 سے متجاوز ہیں لیکن ان بقیہ کتب کا سراغ کہیں نہیں ملتا یا تو وہ حوادثات زمانہ کی نظر ہوگئیں یا پھر حضرت شیخ کے کتب خانہ میں لگنے والی آگ کی نظر۔ واللہ اعلم

میری متاع جان لٹی تھی کچھ اس طرح
میں دیکھتا رہا مگر کچھ بھی نہ کرسکا۔

Marfat.com

شیخ محقق کی جن کتابوں سے اِس تالیف میں عبارات نقل کی گئیں ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں

(1) أَشِعَّةُ اللَّمْعَات فِی شَرْحِ المِشْکٰوة (فارسی 4 جلدیں اُردو ترجمہ 7 جلدیں)

(2) مَدَارِجُ النُّبُوَّة وَ مَرَاتِبُ الفُتُوَّة (فارسی 2 جلدیں، اُردو ترجمہ 2 جلدیں)

(3) أَخْبَارُ الأَخْیَار (فارسی و اُردو ترجمہ)

(4) آدَابُ الصَّالِحِیْن (فارسی و اُردو ترجمہ)

(5) زُبْدَةُ الآثارِ تلخیص بَهْجَةُ الأَسْرَار (فارسی و اُردو ترجمہ)

(6) شَرْحُ سِفْرِ السَّعَادَة (فارسی)

(7) شَرْحُ فُتُوْحِ الغَیْب (فارسی و اُردو ترجمہ)

(8) تَکْمِیْلُ الایْمَان (فارسی و اُردو ترجمہ)

(9) مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّة فِی أَیَّامِ السَّنَة (عربی و اُردو ترجمہ)

(10) جَذْبُ القُلُوْب اِلَی دِیارِ المَحْبُوْب (فارسی و اُردو ترجمہ)

(11) کَشْفُ الالْتِبَاس فِی اسْتِحْبَابِ اللِّبَاس (فارسی و اُردو ترجمہ)

(12) تَحْصِیْلُ التَّعَرُّف فِی معْرِفَة الفِقْه و التَّصَوُّف (عربی و اُردو ترجمہ)

(13) مرجَ البَحْرَیْن فی الجمْع بَیْنِ الطَّرِیْقَیْن (فارسی و اُردو ترجمہ)

نوٹ : بقیہ کتب کی فہرست "ماخذ و مراجع" کے تحت موجود ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

رؤیت باری تعالیٰ جل جلالہ

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور اس کے لیے کسی مکان، جہت یا مقابل ہونے کی شرط نہیں ہے، جو چیز موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہوتا ہے اگر چہ بصورت جسم یا جسمانی شے نہ ہو اور وہ نہ کسی مکان اور جہت پر ہو کیونکہ ان چیزوں کا دیکھنے کے لیے شرط ہونا بطور عادت ہوتا ہے، اگر قادرِ مطلق خلاف عادت ان کو دکھا دے تو بھی جائز ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ آنکھوں کو قوت وبصیرت عطا فرما دے جس طرح ہم دنیا میں اسے بصیرت سے پا رہے ہیں کل قیامت کو اسے آنکھوں سے دیکھیں گے کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔

آخرت میں اہل ایمان کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے اس پر کتاب وسنت، اجماع صحابہ اور تابعین کے دلائل بڑے واضح ہیں، ان دلائل پر بدعتی منکرین نے اعتراضات کیے ہیں اور آیات واحادیث کی انہوں نے مختلف تاویلات کی ہیں، اہل حق نے ان تمام کا جواب کتب کلام میں دیا ہے۔ مختار مذہب یہ ہے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بھی ممکن ہے لیکن بالاتفاق اس کا وقوع نہیں ہوا، ہاں سید المرسلین ﷺ کو شب معراج دیدارِ باری تعالیٰ نصیب ہوا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب رویۃ اللہ تعالی، ج، 7، صفحہ، 74 واشعۃ اللمعات، باب المعراج، ج، 7، صفحہ، 251)

Marfat.com

(2) بندۂ مسکین (شیخ عبدالحق) کہتا ہے:

علماء کا کلام دلائل و آثار اور اخبار کی روشنی میں اسی طرح ہے جیسے کہ ذکر کیا گیا لیکن پھر بھی اس قدر خلجان باقی ہے کہ معراج شریف تو حضور ﷺ کے اتم اور اکمل مقامات و کمالات سے ہے اور آپ ﷺ کی اس خصوصیت میں کوئی دوسرا نبی آپ ﷺ کے برابر نہیں اور نہ ہی کسی انس و ملک کی اس مقام پر گنجائش ہے تو حیرانی اس بات پر ہے کہ اس مقام پر لے جاتے ہیں، خلوت خاص میں رسائی ہوئی ہے لیکن اعلیٰ و اکمل چیز جو چاہی گئی یعنی دیدارِ الٰہی وہ نہ کرایا جائے اور حضور ﷺ اس پر راضی ہو جائیں!

ایک گروہ یہ کہتا ہے:

جب موسیٰ علیہ السلام طلب کرنے پر بھی محروم رہے، بے ہوش گر پڑے تو دیکھنے میں آیا جو ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے، یہ آپ کی شتابی اور بیتابی کی جزا تھی۔

تحقیق یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ناکامی اس لئے تھی کہ ابھی تک سید المرسلین، سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ دیکھا تھا اور اس دولت تک رسائی نہ ہوئی تھی تو دوسرے کو کیا مجال کہ وہ طلب کرے اور دیکھے۔

تمام علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں رؤیت الٰہی کا امکان ہے اور پھر امکان کے بعد کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ مقام معراج دراصل آخرت سے ہے جو کچھ بھی دیکھنے یا پانے کی چیز آخرت میں ہوتی ہے وہ آپ ﷺ نے دیکھی اور پالی تاکہ مخلوق کو عین الیقین کے ساتھ دعوت دیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 267)

Marfat.com

(3) حق بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ربّ تعالیٰ کو اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا، یہی جمہور صحابہ کا مذہب ہے، ورنہ دل کی آنکھوں سے دیکھنا تو تمام احوال میں حاصل ہے اس میں حالت معراج کی خصوصیت نہیں ہے۔

(تکمیل الایمان، اردو، صفحہ 88)

Marfat.com

عظمت نبوت و مقام محمد ﷺ

؎ بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُو است
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بو لہبی است

حضرت شیخ الاسلام علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اکبری دورِ الحاد میں جب کہ شانِ رسالت ﷺ کی بے حرمتی کی جارہی تھی اور اسلام کی عظمتیں پامال ہورہی تھیں، شیخ نے ایسے وقت میں لوگوں کو مقامِ رسالت سے روشناس کرایا اور سرورِ دوعالم ﷺ کے آداب و خصائص، اختیارات و تصرفات اور ان کی عظمتوں کو اپنی کتابوں میں پوری قوتِ تحریر کے ساتھ بیان کیا جس نے گم گشتگانِ راہ کو ہدایت سے ہمکنار کیا اور اہل اسلام کو دین حق پر استقامت بخشی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و محبت شیخ کی کتب و عبارات کی ہر ہر سطر سے نمایاں ہے، آج بھی اُن کے رشحاتِ قلم کے جواہر پارے اِس دورِ بے ادبی کے لئے شمع ہدایت ہیں چونکہ آج کے زمانے میں پھر طرح طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے متعلق نازیبا گفتگو اور مقامِ رسالت کیلئے نہایت گستاخانہ کلمات کہے جارہے ہیں، اس لئے ہم اس جگہ ذرا تفصیلاً حضرت شیخ کی عبارات نقل کردیتے ہیں کہ جس طرح اکبری دورِ الحاد میں اُنکی انہی عبارات نے لوگوں میں شمع ہدایت روشن کیں اور لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، آج بھی انشاء اللہ گم کردہ لوگوں کے لئے یہ کلمات و عبارات یقیناً ہدایت کا سبب ہوں گے اور ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

Marfat.com

(۱) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

جس طرح خالق موجودات کا شکر ادا کرنا انسان کی طاقت وامکان سے باہر ہے اسی طرح سرورِ کائنات ﷺ کی "مدح وثناء" تشریح وزیادتی سے بالاتر ہے جو کچھ حداً حدیت کے علاوہ متعین ہے ذات محمدی اس کا بیان اور جو صفاتِ مبہم ذاتِ احدیت میں ہیں، ذاتِ محمدی اُن کے لئے باعث ظہور ہے غرض کہ جتنے بھی علوی یا سفلی انوار ہیں سب آپ کے پَرتو نور سے ظہور پذیر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ حق کی صفات کا اِدراک وعرفان اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی کنہ ذات سے واقفیت نہ ہو۔

حق را بچشم اگر چہ ندیدند لیکنش
اَز دیدن جمالِ محمد شناختند
اُو را بچشم دید و نشناختند اَزاں
کز صورتش غشاوۂ معینش بساختند

ترجمہ: اگر چہ حق تعالی کو کسی نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اُسے حضور محمد مصطفیٰ کے جمال جانفزا سے پہچانا ہے۔

اُسے کسی نے اپنی آنکھ سے نہیں پہچانا کیونکہ اِس کی صورت سے اُس مضمون کا لفافہ بنایا (یعنی ان کا جمال اس ربّ جلیل کی عظمت پر دلالت کرتا) ہے۔

(مقدمہ اخبار الاخیار فارسی، صفحہ،4، اردو، صفحہ،20,21)

Marfat.com

(2) اخبارالاخیار کے مقدمہ میں حضرت شیخ نے نہایت خوبصورت انداز والفاظ میں مقام رسالت ونبوت اور شانِ رفعت وعظمت کا بیان کیا ہے، اب شیخ کی والہانہ عقیدت ومحبت، اور اکرام وجلال کے موتی بلیغ انداز میں یکجا ملاحظہ فرمائیں، چونکہ اصل لطف فارسی عبارت میں ہے لہٰذا ہم فارسی عبارت مع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

در اوّل باعثِ خلقت عالم است و در آخر واسطه هدایت بنی آدم ، در باطن مربی ارواح و در ظاهر متمّم اشباح ، کاسرِ اَرکانِ اَدیان و دُوَل ، ناسخ اَحکام مِلل ونِحل ، فَصّ خاتم وجود ، نقش معرفت و شهود مقصود ، معتکفانِ مقصورهٔ افلاك ، مقصد سالکان مطمورهٔ خاك ، متمّم مکارم اَخلاق ، مکمل کاملانِ آفاق ، حاجز منزلینِ وُجود وعَدم ، برزخ بحرین حدوث و قِدَم ، جامع نسخهٔ اِمکان ووُجوب، موجب رابطهٔ طالب ومطلوب ، عزیزِ مصرِ صمدیّت ، مَلِك مملکتِ اَحدیت، مظهرِ حقیقتِ فردانیّت ، مظهرِ صورتِ رحمانیّت ، سرّ مکتوم غیبِ لاهوت ، طلسمِ معلوم کنْج جبروت ، مروح اَرواح ملکوتیه ، مزیّن اَشباح ناسوتیه، بدایتِ خطّ ولایت ، نهایتِ دائرهٔ نبوت ، مظهرِ اَتمّ ، رحمتِ اَعمّ ، عقلِ اوّل ، ترجمانِ اَزل ، نورِ اَنوار ، سرّ اَسرار ، هادئ سُبُل ، سیّد رُسُل ، نورِ اَسنٰی ، سرّ اَبهٰی ، حبیب اَعْلٰی ، صفی اَصفٰی ، محمّد مصطفٰی ﷺ ۔

ترجمہ : حضور نبی کریم ﷺ ابتداء میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا وسیلہ ہیں، باطن میں تربیت کنندۂ ارواح، اور ظاہر میں تکمیل کنندۂ اجسام، ارکانِ مذاہب (باطلہ) کو گرانے والے، ادیانِ سابقہ کو منسوخ کرنے والے،

Marfat.com

انگشتریٔ وجود کا نگینہ اور نگینۂ معرفت و شہود کا نقش ہیں، تصورِ اخلاق کا مقصود، سالکین اہل زمین کا مطلوب، مکارم اخلاق کے تکمیل کرنے والے، کاملوں کو درجہ کمال تک پہنچانے والے، وجود وعدم کی منزلوں کے مابین واسطہ، حدوث وقدم کے سمندروں کے مابین سنگم، امکان و وجوب کے جامع، طالب ومطلوب میں واسطہ، مملکت صمدیت کے عزیز، اور حکومت الٰہی کے بادشاہ، حقیقت خلوت کے مظہر، صورتِ رحمانیت کا جلوہ، عالم لاہوت کے سربستہ راز، خزانۂ جبروت سے واقف، ارواح ملکوتیہ کو تر و تازگی بخشنے والے، اجسام ناسوت کو رونق دینے والے، ولایت کے رہنما، دائرہ نبوت کی انتہا، مظہر کامل، رحمت عالم، عقل اوّل، ترجمانِ ازل، نورالانوار، سرّ اسرار، تمام انسانیت کے لیے ہدایت، تمام رسولوں کے سردار، روشن نور، سربستہ راز، اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ برگزیدہ، حضرت محمد مصطفیٰ

(مقدمہ اخبار الاخیار فارسی، صفحہ،4، اردو، صفحہ،22)

(3) "هُوَ الاوَّلُ وَ الْأٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ البَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"۔ (سورۃ الحدید:۳) **ترجمہ:** وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

یہ کلماتِ اعجاز خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء پر بھی مشتمل ہیں جن سے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ پڑھا اور حضور ﷺ کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے یہ نام و صفات رکھے اور وحی متلو و غیر متلو (یعنی قرآن و حدیث) میں کتنے اسمائے حسنیٰ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اپنے حبیب ﷺ کو بھی ان سے موسوم فرمایا

Marfat.com

اوران کے جمال وکمال کا زیور بنایا۔

اگر چہ حضور ﷺ تمام صفات واسمائے الٰہی سے متصف ہیں پھر بھی بعض اسماء وصفات سے خاص طور پر نامزد ومشہور ہیں، جیسے نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، باری، رؤف، رحیم وغیرہ اور یہ چاروں نام اوّل، آخر، ظاہر، باطن بھی اس قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،1)

(4) حضور نبی کریم کے ﷺ بارے میں اجمالی طور پر یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ جو کچھ مرتبہ الوہیت اور اس کی صفات کے علاوہ ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے تمام بشری فضائل وکمالات سے آپ ﷺ موصوف ہیں اور ہر خوبی وکمال آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں راسخ وکامل طور پر موجود ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،202)

اسی مطلب کو حضرت شیخ محقق اپنے اشعار میں یوں بیان کرتے ہیں:

ثنایش گو ولے چوں نسبت ایفایش زِ تَو ممکن
بایں یک بیت مدحش را علی الاجمال اکفا کن
مخواں اُو رَا خدا اَز بھرِ اَمرِ شرع و حفظِ دِیں
دِگر ھر وصف کش میخواھی اندر مدحش املا کن

ترجمہ: اپنے آقا کے لیے جتنی ہو سکے تعریف کرو اور اگر چاہو (کہ کثرت بھی کم نظر آئے اور ایسا ہی ہے کہ جتنا بھی اُن کی شان میں کہہ لو کم ہے) تو ایک شعر پر ہی اجمالاً اکتفاء کر سکتے ہو (مثلاً بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔۔) بس یہ خیال رہے کہ شریعت اور دین کی پاسداری کے پیش نظر انہیں خدا نہیں کہنا، باقی جس قدر اُن کی ثنا وتوصیف

Marfat.com

بیان کر سکتے ہوں کرتے رہو۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ 322، اردو، صفحہ 627)

(5) معلوم ہونا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و خصائص جن کے ساتھ آپ انبیائے سابقین سے ممتاز ہیں اور جو ظاہر و باطن میں آپ ﷺ ہی کی ذات کے لئے خاص ہیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے لئے کوئی حد و شمار نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الطہارۃ، ج،1، صفحہ 712)

(6) تمام مخلوقات میں بے مثل ذات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے، آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہونے میں فردِ کامل اور واحد ذات ہیں، اسمائے واجب تعالیٰ سے علی الاطلاق موصوف ہونے والے بھی آپ ﷺ ہی ہیں، کوئی بھی ہستی آپ ﷺ کی مثل اور نظیر نہیں ہے۔

؎ مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

ترجمہ: آپ ﷺ اپنے محاسن و اوصاف میں کسی کی شراکت سے بالاتر ہے اور آپ ﷺ کے حُسن کا جوہر کسی میں تقسیم نہیں ہوا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، ج،3، صفحہ 480)

(7) مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی اور سعادت کی راہنمائی کا سبب بنا کر بھیجا، یہ رحمت کی تفسیر ہے اور یہ معنوی اور روحانی رحمت کا بیان ہے، صوری اور جسمانی رحمت بھی آپ ﷺ کے وجود شریف کے طفیل تمام مخلوقات کو یہاں تک کہ کافروں کو بھی شامل ہے، جیسے زمین میں دھنس جانے، شکلوں کے مسخ ہونے اور غرق ہونے سے محفوظ و مامون رہنا، جب کہ پہلی امتیں اس قسم کے عذابوں سے دوچار ہوئیں۔

Marfat.com

بلکہ آپ ﷺ تمام جہان کے سب اجزاء وارکان کے لئے رحمت ہیں، جیسے مٹی کا پاک کرنے والی ہونا، بدنوں اور کپڑوں سے نجاست دور کرنے والی ہونا، (تمام زمین کا) مسجد ہونا، ہلاکت وعذاب کا سبب نہ ہونا، ہوا کا دین اور اہل دین کی امداد کا سبب ہونا، صدقات جو فقراء ومساکین کی منفعت اور بھلائی کا سامان ہیں آگ کا انہیں نہ جلانا، شیاطین فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے آسمانوں کے قریب جایا کرتے تھے آسمانوں کو ان کی نجاست سے پاک کردیا گیا خصوصاً معراج کے وقت تمام عالم بالا آپ ﷺ کے نور اور برکتوں سے منور ومشرف ہوا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب القصاص، باب بیان الخمر ووعید شار بہا، ج،4، صفحہ،723)

(8) حضور نبی کریم ﷺ کے آداب مدنظر رکھنے میں یہ قاعدہ واُصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقام الوہیت اور اس کی قدسی صفات وخصائص کو چھوڑ کر باقی جملہ کمالات وخوبیاں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ثابت شدہ ہیں۔

(مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،457)

(9) شیخ محقق اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

؎ شاہِ رسل ، شفیعِ اُمم ، خواجہ دو کون

نورِ ہدی ، حبیب خدا ، سید انام ﷺ

ترجمہ۔ رسولوں کے بادشاہ، امتوں کے شفاعتی، دونوں جہان کے سردار، نور ہدایت، اللہ تعالیٰ کے محبوب، مخلوق کے سردار۔

؎ مقصودِ ذات اُوست دِگرہا ہمہ طفیل

منظورِ نور اُوست دِگر جملگی ظلام

Marfat.com

ترجمہ۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس مقصودِ اصلی، باقی سب طفیلی ہیں، آپ ﷺ کا نور ہی چمکنے والا ہے باقی سب تاریکی ہے۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

ترجمہ۔ جو بھی بلند مرتبہ ممکن ہو آپ ﷺ اس پر فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ آپ ﷺ پر تمام ہیں۔

(مقدمہ اخبارالاخیار فارسی، صفحہ، 4، اردو، صفحہ، 22,23)

(10) شیخ محقق اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ نَبِیٌّ نَبِیْہٗ
رَفِیْعٌ شَفِیْعٌ عَزِیْزٌ وَجِیْہٗ

ترجمہ۔ رسول ہیں، کریم ہیں، نبی ہیں، ذہین، بلند مرتبہ، شفاعت کرنے والے، باعزت اور وجاہت ہیں۔

بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ سِرَاجٌ مُنِیْرٌ
رحِیْمٌ فَخِیْمٌ عَظِیْمٌ خَطِیْرٌ

ترجمہ۔ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، روشن چراغ، رحم کرنے والے، بلند مرتبہ، صاحب عظمت، عظیم المرتبت ہیں۔

رضیٌّ وَصِیٌّ تَقِیٌّ نَقِیْ
سخیٌّ بَہِیٌّ عَلِیٌّ غَنِیْ

Marfat.com

ترجمہ۔ پسندیدہ، نصیحت کرنے والے، پرہیزگار اور پاک وصاف ہیں، سخاوت کرنے والے، صاحب جمال، بلند و بالا اور بڑے غنی ہیں۔

عَطُوْفٌ رَؤُفٌ کَرِیْمٌ رَحِیْمٌ

عَلِیْمٌ رَحِیْمٌ سَلِیْمٌ کَلِیْمٌ

ترجمہ۔ مہربان، شفیق، کریم اور رحم والے ہیں، صاحب علم و رحمت، بے عیب، اللہ سے گفتگو کرنے والے ہیں۔

(مقدمہ اخبار الاخیار فارسی، صفحہ، 4، اردو، صفحہ، 23)

Marfat.com

حیاتِ

انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتب میں کئی جگہ حیات انبیاء اور حیات اولیاء اللہ کے بارے میں نہایت محققانہ گفتگو کی ہے، ہم ان میں سے اہم ترین اقتباسات کو من وعن نقل کردیتے ہیں تاکہ اس مسئلے کے بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

ابن زبالہ اور ابن نجار حکایت بیان کرتے ہیں:

ایام حرہ (وہ دن جس میں یزیدی فوج نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا) کے دوران تین دن تک مسجد نبوی ﷺ میں اذان بند رہی اور لوگ باہر چلے گئے، سعید بن مسیّب تابعی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب وقت ظہر ہوا تو مجھے وحشت ہوئی اور میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس گیا، میں نے اذان سنی اور نماز پڑھی، اس کے بعد تمام ایام میں قبر شریف سے اذان واقامت کی آواز سنتا رہا حتی کہ تین راتیں گزر گئیں لوگ واپس لوٹ آئے اور جس طرح میں نے قبر شریف سے اذان کی آواز سنی تھی انہوں نے بھی سنی۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی حیات پر اتفاق کرنے کے بعد علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں یا دیگر مقام پر، یا پھر اس مقام پر جہاں خدا تعالیٰ چاہتا ہے یا بہشت بریں میں یا آسمان پر یا کسی اور جگہ پر جس طرح کے آپ ﷺ کسی معین مقام پر مقید نہ تھے۔

بعض تو یہ کہتے ہیں: ہم نے تو جسم انور کو قبر شریف میں رکھ دیا تھا اس جگہ سے باہر نکلنے پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، پس ظاہر تو یہ ہے کہ آپ ﷺ اسی بقعہ نور میں جلوہ فرما ہیں، اگر کہیں کہ وہ بقعہ انور (قبر شریف) تو تنگ ہے اس میں جسم انور کا محبوس رہنا مناسب نہیں ہے تو اس کا جواب وہ ہے جو حدیث میں ہے: ''مومن کی قبر کو ستر گناہ زیادہ کشادہ کر دیا جاتا ہے'' (اور جب عام مومن کی قبر کا یہ حال ہے) تو سید المرسلین ﷺ کی قبر کے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ اس کی کشادگی تو قیاس کی حدود سے باہر ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ بہشت بریں زیادہ مناسب واولیٰ ہے، حضور ﷺ کی تمکین واستقرار (رہنے) کے لیے، بجائے اس تنگ بقعہ انور کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر شریف سے بڑھ کر کون سی بہشت بہتر وشریف تر ہوگی اگر حضور ﷺ اس میں جلوہ فرما ہوں (یعنی جہاں حضور ﷺ ہوں تو بالاتفاق وہ جگہ تمام کائنات بلکہ بہشت بریں وعرش اعلیٰ سے بھی افضل واشرف ہے جیسا کہ علمائے اسلام نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے)۔

امام اجل محدث جلیل، تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

اگر اس بقعہ نور (قبر انور) کو جو حضور ﷺ کے اعضاء شریفہ (جسم اقدس) کے ساتھ لگا ہوا ہے، اسے ہر جگہ ومقام پر ترجیح دیں یہاں تک کہ کعبہ شریف اور عرش عظیم سے بھی افضل مانیں تو میرا (امام تقی الدین سبکی کا) خیال ہے کہ کوئی بھی مومن اس (کے

Marfat.com

ماننے اور تسلیم کرنے) میں توقف (شک وشبہ) نہ کرے گا۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 217,218)

(2) انبیائے کرام علیہم السلام کا وصال کے بعد زندہ ہونا بالکل متفق علیہ مسئلہ ہے، کسی کا بھی انبیائے کرام کی حیات "جسمانی حقیقی" میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں اور ان کی حیات "معنوی وروحانی" نہیں جیسا کہ شہداء کی ہے (بلکہ حقیقی جسمانی ہے)۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ، 609، واشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ، 611، جذب القلوب، اردو، صفحہ، 19، شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ، 172)

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے: آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ وحیات ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج،2، صفحہ، 872 وکتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ، 271)

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

زیارتِ روضۂ مقدس کے فوائد وبشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والے کو آپ ﷺ کی معنوی صحبت اور اس کے آثار ولوازمات میں سے حصہ ملتا ہے، اور یہ بات اس تحقیق پر مبنی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں حیات دنیاوی کے ساتھ زندہ ہیں بخلاف شہداء کے، کہ وہ حیاتِ معنوی کے ساتھ مشرف (اور زندہ) ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب حرم المدینہ، ج،3، صفحہ، 840)

Marfat.com

(5) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

بعد وصال بھی مقام نبوت ورسالت ثابت وبرقرار ہے، خود انبیاء علیہم السلام کو بھی دائمی موت نہیں، وہ زندہ وباقی ہیں، ان کی موت صرف اتنی ہی ہے کہ ایک بار ایک آن کے لیے ذائقہ موت چکھا، پھران کی ارواح مقدسہ کوانہی کے جسموں میں لوٹا دیا جاتا ہے اور دوبارہ حیات حقیقی عطا فرمادی جاتی ہے، جیسا کہ وہ دنیا میں زندہ تھے اور انبیاء کی یہ حیات شہداء کی حیات سے بہت زیادہ کامل وافضل ہے کیونکہ شہداء کی حیات تو معنوی ہے۔ (تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 81)

(6) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تمام علماء اسلام اس پر متفق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ کی حیات میں کوئی شبہ نہیں ہے، اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبورِ مقدس میں اس حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو حیاتِ شہداء سے کامل تر ہے، جس کے بارے میں قرآن پاک میں خبر دی گئی ہے اور کیوں نہ ہو کہ حضور ﷺ سید الشہداء ہیں اور شہیدوں کے اعمال آپ ہی کے ترازو میں ہیں۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ، 266)

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اکابر علمائے اسلام کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام دنیا میں بھی حیات کو ثابت کیا جائے، لہٰذا انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے افضل واکمل واتم ہے، یہی مذہب مختار ومنصور ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجتے ہیں آپ ﷺ اس کو خود سماعت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''شفاء السقام'' میں امام تقی الدین سبکی کہتے ہیں:

نبی علیہ السلام کی موت دائمی نہیں، حق تعالی نے آپ ﷺ کو ذائقہ موت کے بعد زندہ فرما دیا ہے اور ملکیت کا انتقال وغیرہ اس موت کے ساتھ مشروط ہے جو دائمی ہو اور یہ حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہے، روح کے لیے حیات کا ثبوت بغیر شبہ و اشکال کے ہے۔

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے اور تمام مُردوں کے لیے روح کا جسم میں لوٹنا ثابت ہے (یعنی منکر نکیر کے سوال کے وقت مردے کو جو روح لوٹائی جاتی ہے وہ مراد ہے) اگرچہ شہداء نہ ہوں، کلام تو بدن کے اندر روح کے قیام کرنے سے متعلق ہے، اس قیام سے وہ اُسی طرح زندہ ہو جاتے ہیں جس طرح دنیا میں زندہ تھے یا بغیر روح کے ہی زندہ رہے اور یہ بات اللہ تعالی کی قدرت میں ہے، اس لئے کہ روح کی حیات دائمی اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ایک عادی بات ہے، نیز عقل بھی اسے جائز مانتی ہے پس اگر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہنچے تو اس پر اعتقاد کرنا واجب ہے، علما کی جماعت اس بات کی قائل ہے اور اس کو ثابت کرتی ہیں۔

حضرت موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا (جیسا کہ احادیث میں موجود ہے) یقیناً ایسے جسم کا تقاضا کرتا ہے جو محل حیات ہو (یعنی حقیقی جسم جیسا کہ دنیا میں تھا) اور اسی طرح جو صفات شب معراج میں مذکور ہیں اور انبیاء کی جانب منسوب ہیں (مثلاً بیت المقدس میں جماعت وغیرہ) سب اجسام ہی کی تو صفات ہیں۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ 269,270)

Marfat.com

(8) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حیاتِ انبیاء کے حق میں جو دلائل ہیں ان سے مراد حیات بدنی (حیات حقیقی جسمانی) ہے، جیسا کہ دنیا میں تھی اس کے باوجود انبیائے کرام دنیا سے بے نیاز ہیں اور دنیا کے مادی اسباب کے محتاج نہیں ہیں جن پر دنیاوی زندگی کا انحصار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ مادی وسائل کے بغیر زندہ رکھے اور جسم میں کچھ احوال واعراض پیدا کردے تاکہ امر (حکم) کے بعد ان کی جانب کوئی احتیاج ہی باقی نہ رہے، جیسا کہ کبھی کبھی فرحت وسرور کی حالت یا نہایت غم والم کے عالم میں کھانے پینے کی بندے کو حاجت نہیں ہوتی بلکہ اس کا خیال بھی نہیں آتا۔

بندۂ مسکین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے نزدیک وہ حدیث جو کہ صوم وصال کے بارے میں ہے:

عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِي -

یعنی میں اپنے ربّ کے پاس ہوتا ہوں مجھ کو وہی کھلاتا و پلاتا ہے۔

یہ حدیث بھی حیات النبی ﷺ میں کافی ہے۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،611)

(9) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اب یہ چیز پوشیدہ نہ رہے کہ اصل حقیقی و دنیاوی حیات ثابت ہوجانے کے بعد اگر کوئی یوں کہے (تو حرج نہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے جسد مقدس ومطہر کو یہ قدرت و طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں بذات خود وہاں پر تشریف لے جائیں یا مثالی صورت میں وہاں پہنچ جائیں، خواہ آسمان پر جانا

Marfat.com

چاہیں یا زمین پر اور خواہ کہیں قبر میں جانا ہو (یعنی کسی امتی کی قبر کو شرف بخشنے کے لیے) یا کسی دیگر مقام پر اس کے باوجود ہر وقت آپ ﷺ اپنی قبرِ انور کے ساتھ خاص نسبت رکھتے ہیں جیسا کہ ثابت ہے۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 2، صفحہ، 612)

(10) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک میں سے ہی تصرف و نفوذ کی یہ حالت ہو کہ تمام آسمان و زمین اور جنت وغیرہ یعنی ہر جگہ کے حجابات اٹھ چکے ہوں اور حضور ﷺ بغیر کسی تجاوز یا انتقال کے (یعنی حرکت فرمانے اور اپنے مقام سے ہٹے بنا ہی) وہاں ہی سے تصرف و نفوذ فرما رہے ہوں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 2، صفحہ، 613)

ان عبارات میں حضرت شیخ نے اپنے عقیدے کو روزِ روشن کی طرح عیاں فرما دیا، بقول اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان، شیخ محقق کا عقیدہ یہ تھا:

تو زندہ ہے واللہ! تو زندہ واللہ!
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
ایسی آنی کے فقط آنی ہے
اس ایک آن کے بعد ان کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

Marfat.com

شفاعت

انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''مقام محمود'' سے وہ مقام مراد ہے کہ اس مقام والے کی سب کائنات مدح وثناء کرے گی، تمام مخلوق اس پر رشک کرے گی اور یہ مقام قرب وشفاعت ہے کہ تمام عالم حیراں وسرگرداں ہوگا، انبیاء ورسل میں سے کسی کو بھی ہیبت ودہشت کے باعث سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ خدائے قدوس کی حریم خاص میں حاضر ہوں گے اور دروازہ شفاعت کھولیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

خداتعالی اس دن اپنے محبوب پاک کو ایسی حمد کی تعلیم وتلقین کرے گا کہ جب آپ ﷺ اس حمد کے ساتھ خداتعالی کی صفت وستائش کریں گے تو رحمت کا دروازہ کھل جائے گا۔

اور یہ بھی ایک حدیث شریف میں ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کو روز قیامت عرش پر بٹھایا جائے گا، سبز رنگ کا خاص لباس پہنایا جائے گا پھر آپ ﷺ کو اذن دیا جائے گا کہ جو چاہیں فرمائیں، اے میرے حبیب! جو کچھ تیری رضا ہے مجھ سے مانگ، طلب کر۔

Marfat.com

اس دن معلوم ہوگا کہ مقام محمد ﷺ کیا ہے! اس آخرت کی مجلس کا صدر وسلطان کون ہے!

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،79)

(2) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

سب سے پہلے جو دروازہ شفاعت کھولیں گے وہ حضور اکرم ﷺ ہوں گے، کل ظاہر ہوگا کہ ان کو بارگاہِ خداوندی میں کس قدر وجاہت وعزت حاصل ہے، دن اُن کا دن ہے، مرتبہ اُن کا مرتبہ۔ (ملخصاً: تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 44,46)

(3) نیز شیخ مزید فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ دن (روز قیامت) محمد ﷺ کا دن ہے، مرتبہ اُن کا مرتبہ ہے، مقام اُن کا مقام اور بات اُن کی بات، وہ مہمان ہیں اور تمام اہل محشر طفیلی، قرآن پاک میں خطاب ہوتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔(سورۃ الضحیٰ :۵)

یعنی تمہیں اے میرے محبّ! تمہیں اے میرے محبوب ومطلوب! اے میرے بندۂ خاص! اتنی نعمتیں دوں گا، اتنی رحمت سے نوازوں گا کہ مجھ سے راضی ہو جاؤ گے۔

اے محمد ﷺ! سب میری رضا کے طالب ہیں اور میں تمہاری رضا کا، حضور ﷺ عرض کریں گے: میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک ایک امتی نہ بخشا جائے۔

(ملخصاً: تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 44,46)

Marfat.com

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے: یا اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت نصیب فرما۔

خدا کی شان کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی، ہم بھی یہ دعا کرتے ہیں اس امید پر کہ انشاء اللہ ہماری دعا بھی قبول ہوگی، حضور ﷺ ہمارے حق میں بھی دعا کریں گے، تمام مسلمان مدینہ منورہ میں موت کی امید رکھتے ہیں کہ اس طرح حضور ﷺ کی شفاعت ان سب کے لیے ہوگی یا مدینہ میں مرنے والوں کے لئے حضور ﷺ خاص شفاعت فرمائیں گے، جس سے ان کے سب گناہ مٹ جائیں گے اور وہ بلند درجات پر فائز ہوں گے۔

(اشعۃ اللمعات، باب حرم المدینہ، ج،3، صفحہ،836)

(5) حضور ﷺ کی شفاعت سے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور وہ دوزخ کی آگ سے بالکل محفوظ رہے گا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،260)

(6) شفاعت کی تمام اقسام کا حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ثبوت ہے البتہ بعض آپ ﷺ کے لیے مخصوص اور بعض مشترکہ ہیں، جو شخصیت شفاعت کا دروازہ کھولے گی وہ آپ ﷺ ہی کی ذات گرامی ہوگی، تمام شفاعت درحقیقت آپ ﷺ ہی کی طرف لوٹتی ہیں، لہٰذا آپ ﷺ علی الاطلاق **''صاحب شفاعت''** ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب الحوض والشفاعۃ، ج،6، صفحہ،529)

Marfat.com

(7) شیخ محقق حدیث "يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلاثَةٌ : الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ العُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔(ابن ماجة : كتاب الزهد ،٤٣١٣) کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان تین کو مخصوص کرنے کی وجہ ان کی فضیلت و کرامت ہے، ورنہ تمام اہل خیر مسلمانوں کے لیے شفاعت کا ثبوت ہے، اس سلسلہ میں احادیث مشہورہ وارد ہیں، خواہ وہ شفاعت گناہوں کی صفائی کے لیے ہو یا بلندی درجات کے لیے، شفاعت کا انکار بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج اور بعض معتزلہ نے ایسا (انکار) کیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الحوض والشفاعۃ، ج،6، صفحہ،568)

Marfat.com

اختیارات

انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

(1) مذہب مختار یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام حضور نبی کریم ﷺ کے سپرد فرمادیئے ہیں آپ ﷺ (کو اختیار ہے) جو چاہیں حکم دیں، جس کے لئے چاہیں، منع فرمادیں اور جس کے لئے چاہیں تخصیص فرمادیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ج،6، صفحہ، 150)

(2) یہاں سرور عالم ﷺ نے کمال عزت و عظمت ربوبیت کے پیش نظر اپنے آپ کو حد بشریت وضعف عبودیت پر رکھا ہے ورنہ آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق، نائب کل ہے، آپ ﷺ جو چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیتے ہیں اور کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب اشراط الساعۃ، ج،6، صفحہ، 434)

(3) اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ شرعی احکامات حضور نبی کریم ﷺ کے حوالے کردیئے گئے ہیں یعنی آپ ﷺ جو کچھ فرمائیں، وہی حکم شرعی بن جاتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الحج، ج،3، صفحہ، 648)

(4) علمائے اسلام کا مذہب یہ ہے کہ شریعت کے احکام حضور نبی کریم ﷺ کے حوالے کردیئے گئے ہیں آپ ﷺ جو چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں کوئی چیز حلال فرمادیتے ہیں اور کسی چیز کو حرام فرمادیتے ہیں، بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور

Marfat.com

ﷺ نے اس گھاس (یعنی اذخر گھاس جو مدینہ میں اُگتی تھی اور لوگوں کے ضرورت کی چیز تھی) کے کاٹنے کی اجازت اپنے اجتہاد سے دی مگر پہلا مذہب (یعنی احکام شرعی میں آپ کا مختار ہونا) صحیح تر اور ظاہر و افضل ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب حرم مکہ، ج،3، صفحہ،810)

(5) حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حق حاصل ہے کہ بعض احکام (کچھ) اشخاص کے لئے خاص کر دیں کیونکہ جملہ احکام قول صحیح کے مطابق آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،686)

کیا خوب کہا ہے:

؎ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہان دے دیئے قبضہ و اختیار میں

(6) حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں شیخ محقق ارشاد فرماتے ہیں:

اطلاق سوال کہ (حضور ﷺ نے) فرمایا: **''مانگ''** اور کسی مطلوبِ خاص کی (اس کلمہ ''مانگ'' میں) تخصیص نہ کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کام آپ کے دست ہمت و عزت کے قبضہ میں ہیں اور آپ ﷺ جو کچھ چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اِذن سے عطا فرماتے ہیں، دنیا و آخرت کی نعمتیں آپ کے جود و سخا کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علم میں سے (کچھ حصہ) ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،247)

Marfat.com

کسی شاعرِ محبت نے کیا خوب کہا ہے:

مالک ہیں خزانۂ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں

دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

(7) صحیح اور مختار مذہب یوں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو احکام تفویض فرما گئے ہیں آپ ﷺ جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمائیں، ایک فعل ایک کے حق میں حرام قرار دے دیں اور دوسرے کے حق میں وہی فعل مباح فرما دیں، ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسا کہ حق کی اتباع کرنے والوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

(مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،260 و مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،343)

(8) بندۂ مسکین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کہتا ہے:

اگر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے تو انہیں کے ہاتھ میں تصرف و تمکن ہے اور تدبیر کار اور زمامِ اختیار آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وکیل اور سفیر ہیں۔

(مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،328)

(9) شیخ محقق "اخبار الاخیار" میں شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

انہیں (یعنی حضور نبی کریم ﷺ کو) جنت کا وارث بنا دیا ہے، اب ان کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں جنت میں آنے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں، وہ دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں اور انہی کے لئے دنیا، جنت اور مشاہدات ہیں۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ،216، اردو، صفحہ،456)

Marfat.com

(10) آپ ﷺ کے لئے مباح تھا کہ فتح سے قبل ہی زمین کو تقسیم فرما دیں کیونکہ مالک الملک نے تمام اراضی اور ممالک کا آپ ﷺ کو مالک بنا دیا تھا۔

امام غزالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ تو جنت کی زمین کو تقسیم فرمانے والے ہیں پھر دنیاوی زمین کی تقسیم کرنے والے تو بطریق اولیٰ ہوں گے۔

(مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،186)

(11) حضور نبی کریم ﷺ تمام ارواح کے **"ابوالارواح"** معدنِ انوار اور منشائے موجودات ہیں، اس وجہ سے تمام ارواح بہ منزلہ جسم کے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جان ہیں، آپ ﷺ کو تمام ارواح سے وہی تعلق ہے جو جان کو جسم سے ہوتا ہے، نیز آقائے کائنات ﷺ کو روح علوی، تمام موجودات اور ان کے باہمی تعلقات پر کامل قبضہ و تصرف اور اختیار واقتدار حاصل ہے۔

(اخبارالاخیار، فارسی، صفحہ،255، اردو، صفحہ،519)

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ دلائل وسابقہ عبارات سے حضور نبی کریم ﷺ کے اختیارات کا ثبوت نہایت روشن طریقہ سے واضح ہو گیا، حضرت شیخ محقق نے جہاں آپ ﷺ کا مختار ہونا ثابت فرمایا ہے وہیں آپ ﷺ کے طفیل آپ کے محبوبوں یعنی **"اولیاءاللہ"** کے بھی بعض اختیارات کو بیان کیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مسلک وعقیدہ نا صرف آپ ﷺ کے **"مختار کل"** ہونے کا ہے بلکہ آپ ﷺ کے صدقے وطفیل سے اولیاء اللہ کے لئے بھی اختیارات ثابت فرما کر اپنے عقیدہ کا بانگ دُہل اعلان فرمایا چنانچہ شیخ لکھتے ہیں:

Marfat.com

(12) شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کے گئے تو آپ نے فرمایا: قطب تمام اُمورِ وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام اُمور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ 38)

(13) یہاں حدیث میں لفظ ''ولی'' آیا ہے جو ''**ولایت**'' سے نکلا ہے، ولایت کا معنی محبت کرنا اور مدد کرنا، کام کسی کے سپرد کرنا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نظام کائنات کے بہت سے کام اپنے ولیوں کے سپرد کرتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الذکر، ج3، صفحہ 402)

Marfat.com

تصرفات

انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

(1) ایک حدیث کی تشریح میں شیخ محقق تصرف نبوی کی حیثیت کو واضح فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''میں اس میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں''۔

ظاہر یہ تھا کہ فرمایا جاتا: پھر وہ اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے تمہارے لئے ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے رسول ﷺ کو تصرف عطا فرمایا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب احیاء الموت والشرب، ج،4، صفحہ،202)

(2) تصرف نبوی کے بارے میں شیخ کی ایک صریح عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حق یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اخلاق کی تہذیب اور ان کی نفوس کا تزکیہ حضور ﷺ کی صحبت شریف کی تاثیر اور آپ ﷺ کے تصرف سے آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔

(اشعۃ اللمعات، باب احیاء الموت والشرب، ج،4، صفحہ،204)

(3) تصرف نبوی کے بارے میں شیخ کی عقیدت و صراحت ملاحظہ فرمائیں:

یہ حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس اور توجہ کی برکت تھی اور آپ ﷺ کا تصرف تھا جو کمزور کو طاقتور اور لاشئی کو شئے بنا دیتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، تتمہ باب المنہی عنہا من البیوع، ج،4، صفحہ،116)

Marfat.com

(4) تین دن تک گفتگو ہوتی رہی اور سرکار دو عالم ﷺ نے اُن کے باطن میں تصرف فرمایا۔ (اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، ج،5، صفحہ،224)

(5) (حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کے) باوجود سخت مخالف ہونے کے اللہ تعالی کے حکم سے آپ ﷺ نے اُن کے دل پر تصرف فرمایا اور اُن کے کفر کو اسلام سے بدل ڈالا۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعجزات، ج،7، صفحہ،284)

(6) حالانکہ ہم تمہارے درمیان موجود ہیں اور تم وحی اور ایمان کے انوار و آثار کا مشاہدہ کرتے ہو، آیات و معجزات دیکھتے ہو، ہمارے جمال با کمال اور انوارِ حق کا دیدار کرتے ہو، ہماری ہم نشینی سے تم میں حقیقت کے اسرار سرایت کرتے ہیں اور ہمارے تصرف و ارشاد سے تمہارے ظاہر و باطن میں کمالات اور کرامات پیدا ہوتی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب الثواب ہذہ الامۃ، ج،7، صفحہ،634)

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کا تصرف اللہ تعالی کے تصرف کے ساتھ تمام زمین و آسمان میں ہے بلکہ دنیا و آخرت کے تمام مشروبات و طعام اور حسی و روحانی رزق اور ظاہری نعمتیں حضور ﷺ ہی کے واسطہ و طفیل ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،597)

اس حوالے میں شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے حضور ﷺ کے تصرف کو کس قدر وسعت و عموم کے ساتھ بیان کیا ہے، اب جو افراد **"مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب"** کے ذریعے سے اس مسئلے میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ذرا توجہ اور انصاف سے شیخ کی اس عبارت پر نظر ڈالیں، اگر اللہ تعالی نے فضل و کرم فرمایا تو ضرور وہ لوگ حق کو روز روشن کی طرح جان لیں گے، اگر مزید کوئی خلجان باقی ہو اور حضور ﷺ کے لیے **"مافوق الاسباب"** قدرتِ تصرف کے عقیدہ

Marfat.com

کو اب بھی درست نہ جان سکو اور اُسی پرانی روش پر ہی رہنا چاہو تو اس سے قبل شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک اور صراحت ملاحظہ کرلو تا کہ حجت تمام ہو جائے۔

(8) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

فی الحقیقت حضور ﷺ میں تصرف و قدرت اور سلطنت کی قوت حضرت سلیمان علیہ اسلام سے کہیں بڑھ کر تھی کہ جن و انس، ملک و ملکوت بلکہ تمام جہان خدا تعالی کی تقدیر و تصرف حضور نبی کریم ﷺ کے قدرت و تصرف کے احاطہ میں ہیں۔

(شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ، 111، اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج، 2، صفحہ، 321)

(9) بندۂ مسکین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کہتا ہے:

اگر رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے تو انہیں کے ہاتھ میں تصرف اور تمکن ہے اور تدبیر کار و زمام اختیار آپ ﷺ کے ہی ہاتھ میں ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وکیل اور سفیر ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج، 2، صفحہ، 328)

(10) حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت اور تصرف سے وہ چیز دور ہوگئی جو اقامت امامت کیلئے رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج، 2، صفحہ، 432)

(11) اس میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم کی اعظم آیت دریافت کرلینے پر ان کی مدح و ثنا کی اگر چہ وہ دریافت حضور ﷺ کے تصرف روحانی اور آپ ﷺ کے اِلقاء (دل میں ڈال دینے) کی وجہ سے ہی ہوئی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الفضائل القرآن، ج، 3، صفحہ، 278)

(12) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ایک واقعہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

اس وسوسے کے ازالے کے لیے اظہارِ تصرف اور قوت باطنی کو بروئے کار لاتے ہوئے آپ ﷺ نے ایسا فرمایا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الفضائل القرآن، ج،3، صفحہ،350)

(13) یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینۂ مبارکہ پر اپنا دست مبارک مارا اور تصرف سے کام لیا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،217)

(14) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

ارباب کشف و وجدان کی دریافت اور اہل دین وایمان کے اعتقاد کے مطابق وہ عین حقیقت محمدی اور آپ ﷺ کی روح اقدس ہے کہ عالم امر میں اس پیدائش کی صورت میں وہ روح اقدس نبی الانبیاء اور تمام ارواح کی محافظ تھی اور عالم عنصریہ خلقیہ کے ظہور کے بعد وہی جوہر کل آپ ﷺ کے جسم اطہر سے متعلق ہو کر مدبّر و متصرف بن کر اہل عالم کی تکمیل کا سبب تھا۔

(مرج البحرین، فارسی، صفحہ،22، اردو، صفحہ،115)

اب تک کے حوالہ جات وعبارات میں خصوصی طور سے حضور ﷺ کے لیے تصرف کی قوت کا بیان ہوا ہے اور اس سے شیخ عبدالحق کے مسلک وعقیدہ کا بخوبی پتہ لگتا ہے اب ذیل میں مقربین بارگاہ، ملائکہ اور اولیاء اللہ کے متعلق بھی چند عبارات پیش خدمت ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کے صدقے و طفیل ان مقربین بارگاہ کو بھی اس کی کام پر قدرت بخشی ہے۔

(15) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

Marfat.com

اس نظریہ کے ثبوت سے انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے، نبی اور ولی کا نفس جیسا اپنے جسم میں تصرف کرتا ہے اسی طرح خارج (باہر کی دنیا) میں بھی تصرف کرتا ہے جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی روح تمام عالم کی جان ہے اس لئے آپ ﷺ سارے عالم میں تصرف کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چاند ایک اشارہ سے دو ٹکڑے ہو گیا گویا کہ ناخن کے میل کو ناخن سے جدا کر دیا۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ 255، اردو صفحہ 520)

(16) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی نے کہا ہے: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے ظاہری و باطنی احوال پر نگاہ رکھتے ہیں، کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری یا باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا، ایسے ولی اللہ جو بارگاہ الٰہی میں ہم کلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں وہ بھی حضرت غوث اعظم کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے، ان اولیائے وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد بھی آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔ (زبدۃ الآثار، اردو، صفحہ 39)

(17) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ عقیل منجی سے روایت ہے: میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری وساری ہے اور یہ تصرف زندوں کی طرح ہوتا ہے، یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل اور شیخ حیات بن قیس حرانی ہیں (یہاں چار بزرگوں سے مقصود حصر کرنا نہیں ہے یعنی ان چاروں کے علاوہ کوئی اور بزرگ تصرف نہیں بلکہ یہاں جوانہوں نے خود دیکھا بیان کر دیا)۔ (زبدۃ الآثار، اردو، صفحہ 31)

(18) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

Marfat.com

مشائخ وصوفیاء قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں: عالم برزخ میں بعض اولیاء کا تصرف دائم وباقی ہے اور اُن کی ارواح مقدس سے توسل واِستمداد ثابت ومؤثر ہے۔

(تکمیل الایمان، اردو، صفحہ 81)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک مقام پر ان الفاظوں میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرتے ہیں:

(19) آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی قطب وقت، سلطانُ الوجود، امامُ الصدیقین، حجۃ العارفین، روح معرفت، قلب حقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب، نائب رسول، سلطان الطریق اور مُتَصَرِّفٌ فِی الوُجُوْدِ (موجودات ومخلوقات میں تصرف کرنے والی) تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علاماتِ قدرت وامامت، دلائل خصوصیت اور براہین کرامت، آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے اور بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار و دست اختیار کے سپرد فرمائیں۔ (اخبار الاخیار، فارسی، 10 صفحہ، اردو، صفحہ، 34)

(20) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا: شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہِ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے، من جانب اللہ آپ کو تصرف کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔ (اخبار الاخیار، فارسی، 16 صفحہ، اردو، صفحہ، 44)

(21) شیخ محقق فرشتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

فرشتے اللہ تعالیٰ کے اِذن واجازت سے جہان میں تصرف کی طاقت رکھتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج، 1، صفحہ، 200)

Marfat.com

علم غیب

انبیائے کرام اور اولیائے عظام ﷺ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب متفرقہ میں کئی مقامات پر علم غیب مصطفیٰ ﷺ اور علم انبیائے کرام و اولیائے عظام کو ثابت کیا ہے، ہم ذیل میں ان میں سے کچھ عبارات کے تراجم زیب قرطاس کر رہے ہیں۔

(1) مگر ظاہر یہ ہے کہ سرورِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم أجمعین اس عدم اطلاع کے حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ آپ ﷺ کو تو اولین وآخرین کے علوم عطا کر دیئے گئے ہیں اور اشیاء کی حقیقتیں جیسی کے وہ ہیں آپ ﷺ کو دکھا دی گئی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، باب الایمان علی التقدیر، ج،1، صفحہ،322)

(2) حدیث کے جزء "فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ" کے تحت لکھتے ہیں:

یہ تمام کلی و جزوی علوم اور اُن کے احاطہ سے عبارت ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کو تمام کلی و جزوی علوم عطا کر دیے گئے اور آپ ﷺ کا علم تمام کو محیط ہو گیا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، ج،2، صفحہ،122)

(3) حضور نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا کیا گیا تھا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجہاد، باب الصلح، ج،5، صفحہ،330)

(4) مغیبات خمسہ کے علم کے متعلق شیخ فرماتے ہیں:

اور نفی علم سے مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی محض عقل کے ذریعے اِن مذکورہ

Marfat.com

چیزوں کو کوئی نہیں جان سکتا اور یہ ان اُمورِ غیبیہ میں سے ہیں جن کا صرف خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو وحی والہام کے ذریعے سے بتا دے تو یہ امر دیگر جائز ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، فصل اول، ج،1 ،صفحہ،210)

(5) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْىءٍ عَلِيْمٌ ۔(سورة الحديد:٣)

ترجمہ: اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ تمام شیونات الٰہی، احکام، صفاتِ حق، تمام اسماء و افعال، آثار اور جملہ علوم ظاہر و باطن، اوّل و آخر کو جانتے ہیں اور اُن پر محیط ہیں جو (باری تعالیٰ کے) اس (فرمان) "فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ" (سورة يوسف:٧٦) کے مصداق ہیں۔ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ أَكْمَلُهَا

(مدارج النبوۃ، ج،1 ،صفحہ،2)

(6) اور جو کوئی ابتداء سے آخر تک آپ ﷺ کے احوال شریف کا مطالعہ کرے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا تعلیم فرمایا ہے اور آپ ﷺ پر **"ماکان وما یکون"** کے علوم و اسرار کا افاضہ کیا ہے تو بغیر کسی وہم و گمان اور شک و شبہ کے آپ کی نبوت کی شان کے متعلق جان لے گا اور حضور ﷺ کی اسی فضیلت کامل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔(سورة النساء:١١٣)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(مدارج النبوۃ، ج،1 ،صفحہ،54)

Marfat.com

(7) آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے: آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر نفخہ اُولیٰ (پہلا صور پھونکے جانے) تک یعنی قیامت کے دن تک دنیا میں جو کچھ ہے، وہ سب کچھ آپ ﷺ پر ظاہر کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کو سب اگلوں اور پچھلوں کے حالات کا علم دے دیا گیا، ان میں سے کچھ لوگوں کے حالات آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے بیان بھی فرمائے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،226)

(8) اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے مابین رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے اوّلین و آخرین سب کا علم عطا ہوا اور مختلف علوم سکھائے گئے اُن میں ایک علم وہ تھا جس کے متعلق مجھ سے عہد لیا گیا کہ اسے ظاہر نہ کروں ہر آدمی کو اس کی تاب نہیں ہے سوائے میرے اور ایک وہ علم تھا جس کے متعلق مجھے مختار بنا دیا گیا ظاہر کروں یا چھپاؤں اور ایک وہ علم دیا گیا جس کے لئے ہر خاص و عام کو بتانے کا کہا گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،260)

(9) اطفال مشرکین کے متعلق شیخ محقق ایک مقام پر لکھتے ہیں:

آپ ﷺ ان کی حقیقتِ حال سے آگاہ تو تھے مگر کسی مصلحت کے تحت آپ کو اس کے اظہار و انکشاف کی خدا تعالیٰ سے اجازت نہ تھی (انہیں باتوں میں سے مغیباتِ خمس کا علم بھی مراد لیا جا سکتا ہے یعنی مغیباتِ خمسہ کا علم تو تھا مگر مصلحتاً عمومی طور پر بیان نہ فرمایا)۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،350)

(10) یہودی اپنے دلوں میں دس سوال لے کر آئے تھے، نو تو انہوں نے ظاہر کر دیئے، دسواں سوال جو ان سے متعلق اور ان کے ساتھ خاص تھا، دل ہی میں چھپائے رکھا، حضور نبی کریم ﷺ نے نو سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے اور دسواں سوال جو

Marfat.com

انہوں نے دلوں میں چھپائے رکھا تھا الگ کر کے بیان فرما دیا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،294)

(11) شیخ محقق جزءِ حدیث "اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ" کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی مجھے اس عمل سے کوئی سروکار نہیں اور میری اس طرف کوئی توجہ والتفات نہیں، اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انسانوں سے دنیوی و اُخروی ہر کام کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،432)

(12) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کا راز دان کہتے ہیں آپ کو منافقین کا علم تھا، آپ فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات اور فتنے بیان کر دیئے تھے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،527)

(13) عرش پر سے ایک قطرہ میرے نزدیک ہوا اور میری زبان پر گرا، پس میں نے اسے اس طرح چکھا کہ اس سے شیریں تر کبھی کوئی چیز کسی نے بھی نہ چکھی اور مجھے اوّلین و آخرین کی خبریں حاصل ہو گئیں، میرا دل روشن ہو گیا، عرش کے نور نے مجھے ڈھانپ لیا، پس ہر چیز کو میں نے جان لیا اور مجھے پیچھے سے بھی اس طرح نظر آنے لگا جس طرح کے سامنے سے دکھائی دیتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،261)

(14) حضور نبی کریم ﷺ نے غیب کے اسرار و رموز کی خبریں ہر لحاظ سے دیں اور حضور نبی کریم ﷺ پر منافقوں کے سب اسرار اور مسلمانوں کے سب واقعات جو آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں اور آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد پیش آئے منکشف اور ظاہر تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،326)

Marfat.com

(15) اللہ تعالیٰ کے فرمان " قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ " سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی روح کی حقیقت کا علم رکھتی ہے دوسرے کسی کو اس کی حقیقت کی معرفت تک پہنچ نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ آیت میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی ماہیت روح پر مطلع نہ کیا ہو بلکہ آیت میں یہ احتمال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع فرمایا ہوگا اور یہ حکم دیا ہوگا کہ یہ (اسرار و رموز دوسروں کو) نہ بتائیں، بعض علماء نے قیامت کے علم کے بارے میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے (یعنی قیامت کا علم تھا لیکن بتانے کی اجازت نہ تھی)۔ (مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،58)

(16) بندۂ مسکین (شیخ عبدالحق) خَصَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنُوْرِ العِلْمِ وَالیَقِیْنِ کہتا ہے:

کوئی مومن عارف کیسے جرات کر سکتا ہے کہ حقیقت روح کے متعلق سید المرسلین امام العارفین ﷺ کے علم کی نفی کرے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی ذات و صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین و آخرین کے علوم کا دروازہ کھول دیا ہے تو روح انسانی کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے، یہ تو اس کی جامع حقیقت کے مقابل ایک قطرہ ہے، دریا میں سے ایک کوزہ ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،59)

(17) لیکن یہ امر بھی تو بعید نہیں ہے کہ آپ ﷺ کو صنعت و طریق کتابت بھی عطا فرمائے گئے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شے کا علم عطا فرمایا ہے۔

(مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،301)

(18) حدیث " وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ " کی وضاحت میں شیخ محقق فرماتے ہیں:

اس فرمان کا ظاہر بتا رہا ہے کہ انجام مبہم ہے کوئی نہیں جانتا کیا ہوگا کیا نہیں

Marfat.com

ہوگا؟ لیکن یہ بات حضرات انبیاء و رُسل خصوصاً سید المرسلین

کے حوالے سے منفی ہے کیونکہ دلائل قطعی یقینی سے ثابت ہے کہ ان ذوات کو اپنی حسن عاقبت کا یقین ہوتا ہے۔

نیز مزید ارشاد فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ یہ (مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلا بِكُمْ) کنایہ ہے ازراہِ ادب علم غیب کی تصریح نہ کرنے سے، کلام کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے (یعنی آپ نے ادب کی وجہ سے علم غیب کی نفی فرمائی ہے ورنہ کلام کا حقیقی معنی کہ آپ کو علم غیب ہے ہی نہیں، یہ مطلب اس جگہ مراد نہیں ہے)۔ (اشعۃ اللمعات، باب البکاء والخوف، ج،6، صفحہ،350)

(19) حدیث **"خلافت معاویہ"** کے ذیل میں شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

شارحین حدیث فرماتے ہیں: کلمہ "اِنْ" اس جگہ جزم کے معنی میں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو یقیناً معلوم تھا اور آپ ﷺ نے واقع کے مطابق خبر دی تھی کہ یہ بات ہو کر رہے گی، اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے، لہٰذا آخر کار حکومت اِن کے سپرد ہوگئی، یہاں ظن علم و یقین کے معنی میں ہے نیز یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل اور معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ نے غیب کی خبر دی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الامارۃ والقضاء، ج،4، صفحہ،770)

(20) حدیث **"زید بن اسلم رضی اللہ عنہ"** کے تحت شیخ لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی غیب کی خبر دینے کا معجزہ دیکھا۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،98)

Marfat.com

(21) حدیث انس جو کہ جنگ بدر سے متعلق ہے، اس کے تحت شیخ فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے مرنے سے ایک دن قبل خبر دے دی کہ فلاں بد بخت کہاں مرے گا (یعنی مغیبات خمسہ میں سے موت کے علم کے بارے میں بیان فرمادیا اور اس حدیث انس میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: قال عمر والذی بعثہ بالحق ما أخطأ الحدود التی حدّھا رسول اللہ ﷺ اس کی قسم جس نے انھیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی ﷺ نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے یعنی اسی جگہ پر مرے جس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن قبل نشاندہی کردی تھی)۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب المعجزات، ج، 7، صفحہ، 324)

(22) اس واقعہ بدر کے متعلق جو غیبی ارشادات احادیث میں آئے ہیں، ان کے تحت شیخ محقق لکھتے ہیں:

یہ بطریق معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیبی خبر کے ذریعہ مطلع فرمادیا تھا۔

نیز مزید فرماتے ہیں:

یہ وحی آسمانی اور غیب کی خبروں پر مطلع ہونے کی وجہ سے ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب المعجزات، ج، 7، صفحہ، 257,258)

(23) حدیث عمر "اَخبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ" کے تحت شیخ لکھتے ہیں:

مبداء و معاد کے احوال یعنی از ابتدا تا انتہاء تمام کو بیان فرمادیا۔

(اشعۃ اللمعات، باب بدء الخلق، ج، 7، صفحہ، 104)

Marfat.com

(24) آیت "مِنۡهُمۡ مَنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ مِنۡهُمۡ مَنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ" (یعنی کچھ انبیاء کے واقعات ہم نے آپ پر بیان فرمائے ہیں اور کچھ بیان نہیں کیے) کے تحت شیخ لکھتے ہیں:

ممکن ہے کہ یہ خبر کسی خاص وقت میں ہو اور اسکے بعد بیان فرما دیئے گئے ہوں اگر چہ کتاب الٰہی کی نص میں (اسکا بیان) نہ ہو۔ (تکمیل الایمان، صفحہ 76)

(25) شیخ محقق کی جانب منسوب حدیث **"مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں"** پر حضرت شیخ کی مکمل عبارت پیش خدمت ہے (مخالفین فقط آدھی عبارت پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ تحریف اور حضرت شیخ کی ذات اقدس پر بہتان عظیم ہے، نعوذ باللہ من ذالک)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ تعالیٰ مجھے بتلاتا ہے، ابھی ابھی مجھے میرے ربّ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے، یہ بھی فرمایا: میں بشر ہوں، نہیں جانتا کہ دیوار کہ پیچھے کیا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے بتلائے بغیر میں نہیں جانتا اور بلا شبہ نماز چونکہ حضور ﷺ کے حالات میں سے سب سے افضل وارفع حالت ہے تو اس حالت میں آپ ﷺ کو انکشاف حقائق اشیاء اور اعیان موجود پر اطلاع اتم اور اکمل ہوتی تھی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،184)

ایک تو مخالفین نے اس حوالے کو حضرت شیخ کے زمرے میں زبردستی ڈالنے کی کوشش کی اور دوسرا یہ کہ پھر حوالہ وعبارت بھی مکمل نہ لکھی تاکہ کہیں اصل حقیقت واضح نہ ہو جائے کیونکہ شیخ نے ذاتی علم غیب کی نفی کی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے، عطائی علم غیب کو تو حضرت شیخ نے ثابت فرمایا ہے۔ فافہم

Marfat.com

نیز اس حدیث مذکور کے متعلق شیخ محقق نے ''**مدارج النبوۃ، فارسی، ج، 1، صفحہ، 7**'' پر صراحتاً لکھا ہے:

''ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ''

یعنی اس بات کی کوئی اصل نہیں اور اس کی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ فافہم

ایسی تمام باتوں کے متعلق شیخ محقق نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہم اسے بھی تحریر کر دیتے ہیں حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

یہاں پر معلوم ہونا چاہیے کہ جو ادب اور قاعدہ صوفیاء اور اہل تحقیق نے بیان کیا ہے اسے اپنے شعور میں رکھنا اور رعایت کرنا ہی اس اشکال کے حل اور سلامتی حال کا موجب ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ربّ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خطاب، عتاب، دبدبہ، غلبہ یا کوئی بات اس قسم کی جیسا کہ آیت " انك لاتهدى"، " وليحبطن عملك"، "وليس لك من الامر شئى"، " تزيد زينة الحيوة الدنيا " اور اس قسم کی مزید مثالیں موجود ہیں، یا پھر نبوت کی طرف سے بندگی، عاجزی و احتیاج اور مسکینی ظاہر ہو جس طرح کے " انما انا بشر مثلكم "، "واغضب كما يغضب العبد"، " وما أدرى ما يفعل بى ولا بكم"، "ولا أعلم ما وراء الجدار" وغیرہ اس طرح کے جو ارشادات آئے ہیں، ہمارے لئے ضروری نہیں اور نہ ہی ہمارا مقام ہے کہ اس میں دخل و اشتراک تلاش کریں اور خوشی ظاہر کریں۔

بلکہ ہمارا مقام تو یہ ہے کہ ادب و خاموشی کے ساتھ اعراض ظاہر کریں کیونکہ آقا کا اپنے بندہ پر حق ہے کہ جو چاہے کرے اور اپنی برتری اور غلبہ ظاہر کرے اور اسی طرح بندہ بھی اپنے آقا کے آگے بندگی اور عاجزی پیش کرتا ہے دوسرا کوئی کیا طاقت

Marfat.com

رکھتا ہے کہ اس مقام میں دخل ڈھونڈے، دخل اندازی کرے اور ادب کی حد سے نکلے یہ تو ایسا مقام ہے جہاں کمزور اور جاہل اشخاص کے پاؤں ڈگمگانے سے اُن ہی کا نقصان ہوتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،137، 138)

(26) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی اولیاء اللہ کے لیے بھی علم غیب عطائی کا عقیدہ رکھتے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر آپ سیدنا غوث اعظم، قطب ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے قول کو ان الفاظوں میں تحریر کرتے ہیں:

اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمہیں اُن چیزوں کی بھی خبر دیتا جو تم کھاتے ہو، پیتے ہو اور گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو، اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی (یعنی پاس شرع نہ ہوتا) تو میں حضرت یوسف کے پیالے کی خبر دیتا، غرض کے دلوں کی ہر خبر واضح کر دیتا مگر چونکہ علم دامانِ عالم میں پناہ حاصل کرتا ہے اور ان کی خفیہ چیزوں کو ظاہر نہیں کرتا۔

نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ہر اس خبر کو جانتا ہوں جو تمہارے ظاہر میں ہے، میں اس چیز کی خبر رکھتا ہوں جو تمہارے باطن میں پوشیدہ ہے، میری نگاہ میں تم لوگ شیشے کی طرح صاف ہو۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ، 77، 78 و اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 15، اردو، صفحہ، 42)

(27) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک اور مقام پر غوث پاک کے متعلق مزید تحریر کرتے ہیں:

مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکمرانی، لوگوں کے راز اور پوشیدہ اُمور سے واقفیت، عالم ملکوت کے بواطن کی خبر،

Marfat.com

عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالم لاہوت کے سر بستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذنِ الٰہی حوادث زمانہ میں تصرف وانقلاب، مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کو صحیح کرنا، بیماروں کی شفا، طی زمان ومکان، زمین وآسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی ومستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اسی طرح کی دوسری کرامات، مسلسل اور ہمیشہ عام وخاص کے درمیان آپ کے قصد وارادہ سے بلکہ اظہارِ حقانیت کے طریقے پر ظاہر ہوئیں۔

(اخبار الاخیار، اردو، صفحہ، 45)

علم غیب سے متعلق سابقاً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مختلف کتب سے 27 حوالہ جات **"اثبات علم غیب"** پر لکھے گئے جن سے قارئین کرام بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت شیخ محقق کا مسلک وعقیدہ اس بارے میں کیا تھا یعنی شیخ محقق بھی اسی عقیدے ومسلک پر کاربند تھے جس پر جمہور علمائے اسلام، سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت ہمیشہ سے عمل کرتے چلے آئے ہیں۔

یہاں سے اُن لوگوں کو بھی سبق لینا چاہیے جو کہ خود کو شیخ محقق کی جانب منسوب کرتے ہیں مگر عقائد ومسلک کے معاملے میں یکسر شیخ سے مخالف ومتصادم نظر آتے ہیں، انہیں چاہیے کہ یا تو اپنے عقائد ومسلک کو شیخ کے طریقہ کے مطابق درست کریں یا پھر علی الاعلان شیخ کے مسلک سے دوری کا اظہار کریں اور آئندہ شیخ کے نام ونسبت کو خود سے منسوب نہ کریں۔

Marfat.com

حاضر و ناظر

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

یہ خطاب (اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ) اسی بنا پر ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ جملہ موجودات کے ذروں اور تمام افرادِ ممکنات میں سرایت کیے ہوئے ہے، پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذوات کے درمیان حاضر و موجود ہوتے ہیں تو نمازی کو چاہیے کہ اس معنی اور حقیقت سے آگاہ رہے اور مشاہدہ سے غافل نہ ہو تا کہ انوارِ قرب اور اَسرار معرفت سے متنور (روشن) اور فیضاب ہو۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،258 و مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،212)

(2) شیخ محقق صوفیائے کرام کا مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

اہل تحقیق حضرات اس طرح کہتے ہیں:

سب ذرّات و موجودات میں حقیقت محمدیہ ﷺ سرایت شدہ ہونے کی وجہ سے یہ خطاب (اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ) ہے اور آپ ﷺ بندہ کے باطن میں حاضر و موجود ہیں، بندہ کی اس حالت کا انکشاف اس پر دوران نماز ہوتا ہے، اس لئے کہ حالت نماز کے دوران ہونا دراصل افضل حالات و مقامات میں ہونا ہے۔

(رسالہ تحصیل البرکات، فارسی، صفحہ،316، مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،540)

(3) آپ ﷺ کے انوار نے تمام عالم کو گھیرا ہوا ہے اور تمام عالم کو روشن کیا ہے، آپ ﷺ کے ظہور کی مثل کسی کا ظہور نہیں اور آپ ﷺ کے نور کی مثل کوئی نور نہیں، آپ

Marfat.com

ﷺ کے اسرار باطن ہیں، کسی شخص کو آپ ﷺ کے حال کی حقیقت کا ادراک نہیں، دور ونزدیک کی ہر شے حضور ﷺ کے کمال و جمال کے نظارہ میں حیران ہے۔

(مدارج النبوۃ، ج، 1، صفحہ، 2)

(4) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک اسم "اَلشَّہِیْدُ" ہے، قاضی عیاض مالکی نے اس کے معنی **"عالم"** لکھے ہیں یعنی جاننے والا، دوسرے قول کے مطابق اس کا معنی ہے لوگوں پر گواہ۔

اور حضور نبی کریم ﷺ کو "شَاھِدٌ و شَھِیْدٌ" فرمایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: " اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا شَاهِدًا "۔(سورۃ الاحزاب :٤٥)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔

مطلب ہے جاننے والا اور اُمت کی حالت، اُن کی تصدیق و تکذیب اور نجات و ہلاکت کو خود حاضر ہو کر ملاحظہ فرمانے والا۔ (اسی بابت) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔(سورۃ البقرۃ :١٤٣)

ترجمہ: اور رسول کو تم پر نگہبان کیا۔

(مدارج النبوۃ، ج، 1، صفحہ، 394)

(5) شیخ محقق اسی لفظ **"شاہد"** کی مزید تشریح ایک اور مقام پر یوں فرماتے ہیں:

" شَـــاھِـدٌ " کا لفظ جو حضور نبی کریم ﷺ کی بلندی، مقام و مرتبہ کی رفعت، عظمت شان اور حفظ ادب پر صادق آتا ہے اور یہ کلمہ (شاہد) دلالت کرتا ہے کہ کوئی بزرگی آپ ﷺ کی بزرگی کے برابر نہیں ہے اور نہ کوئی قدر آپ ﷺ کی قدر کے برابر ہے اور بڑی عظیم قدرت و منزلت ہوتی ہے جس کی **"مدح وثنا"** رب العالمین اور مالک

Marfat.com

عرش عظیم فرماتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،98)

(6) "مَا کُنتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُل" میں "هٰذَا الرَّجُل" سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مراد ہے، حضور نبی کریم ﷺ کی طرف لفظ "ھٰذَا" سے اشارہ کرنا آپ کے غائب ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے مشہود (جلوہ گر) ہونے اور ہمارے ذہنوں میں آپ کی ذات مقدس کے حاضر وموجود ہونے کی بنا پر ہوتا ہے، یا آپ ﷺ کی ذات مبارک کو قبر میں مثال کی صورت میں سامنے لایا جاتا ہے تا کہ آپ ﷺ کے جمال جانفزا کے مشاہدے سے اس کی گھبراہٹ و دہشت کے مشکل عقدے کو کھولا جائے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،396)

(7) حضور نبی کریم ﷺ کے لیے زمین کو لپیٹ کر کھینچ لیا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کے مشارق و مغارب (اطراف و جوانب) کو دیکھ لیں اور اُن دو اشخاص میں بڑا فرق ہوتا ہے جن میں سے ایک تو خود کوشش کر کے زمین کی طرف جاتا ہے اور دوسرے کی طرف خود زمین کوشش کر کے آتی ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،181)

(8) حضور ﷺ کو وصال شریف کے بعد دیکھنا، یہ مثالی طور پر ہے جس طرح کہ عالم خواب میں ہوتا ہے اور اسی طرح بیداری میں بھی زیارت ہو سکتی ہے اور آپ ﷺ کا جو جسم مقدس مدینہ شریف میں قبر انور میں ہے وہی وجود مبارک مُتمثّل ہوتا ہے اور مختلف اور متعدد صورتوں میں ایک آن (وقت) میں متعدد مقامات پر عوام خواب کے دوران اور خواص بیداری میں زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،208)

(9) شیخ محقق "حدیث معراج" کے ایک جزء کے بارے میں اپنے علمی نظریات

Marfat.com

کا یوں اظہار کرتے ہیں:

''پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میری نظروں کے سامنے کر دیا حتیٰ کہ جو کچھ وہ مجھ سے پوچھتے تھے میں جواب دیتا تھا''۔۔۔الحدیث

علماء اس بارے میں دو احتمال بیان کرتے ہیں یا تو مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا جیسا کہ تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے قبل سلیمان علیہ السلام کے سامنے لایا گیا، یا پھر اس کی تمثیل حضور ﷺ کے سامنے پیش کی گئی جیسا کہ نماز میں بہشت و دوزخ کو مُتمثّل کیا گیا تھا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ درمیان میں سے پردہ اٹھا دیا گیا اور بیت المقدس جہاں وہ ہے وہیں سے اسے ملاحظہ فرمایا (اگر بیت المقدس کے مابین پردے اٹھائے جا سکتے ہیں تو امتی کے مابین حائل پردے اگر حضور ﷺ کے لیے اٹھا دیے جائیں اور آپ براہ راست امتی کو ملاحظہ فرمائیں تو کونسی تعجب کی بات ہے)۔ (مدارج النبوۃ، ج1، صفحہ 264)

(10) شیخ محقق حدیث مبارکہ کو نقل فرماتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! مجھے شام کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں، خدا کی قسم! میں نے اس ضرب میں شام کے سرخ رنگ کے محلات دیکھ لئے ہیں پھر آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی چٹان ٹوٹ کر بکھر گئی پھر فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں، خدا کی قسم! میں نے مدائن کے سفید کنگرے اس وقت دیکھ لئے ہیں پھر آپ ﷺ نے مدائن کے کنگروں کی علامات بیان فرمائیں تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس خدا کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، بیشک وہ کنگرے اسی طرح کے ہیں جس طرح آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔

Marfat.com

مدائن ملک فارس کا ایک شہر ہے اس کو انوشیرواں نے آباد کیا تھا۔

ازاں بعد آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اس سے باقی پتھر بھی ریزہ ریزہ ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ! مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں، خدا کی قسم! اس جگہ سے جہاں پر میں اس وقت کھڑا ہوں صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

(مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،238)

(11) شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''جنگ موتہ'' کے دوران محبوب کریم ﷺ کا مدینہ میں بیٹھ کر جنگ کو مشاہدہ فرمانے کی کیفیت تفصیلاً احادیث کی روشنی میں بیان فرمارہے ہیں جس سے ان کے اپنے مسلک کی بھی ترجمانی ہوتی ہے:

جس وقت اسلامی لشکر کفار کی فوج کے مقابل ہوا اس وقت نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کی نظر کے سامنے سے تمام پردے ہٹ چکے تھے اور آپ اہل موتہ کے حالات کا مشاہدہ ایسے فرمارہے تھے جیسا کہ بذات خود میدان جنگ میں ہوتے ہوئے معائنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ صحابہ کو ساتھ ساتھ بتاتے جاتے تھے کہ زید بن حارثہ نے علم سنبھالا اور وہ شہید ہوگئے، بعد ازاں جعفر برادرِ علی نے علم سنبھالا اور انہوں نے بھی شہادت پائی، اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہادت پاگئے، آپ ﷺ اسی طرح بیان فرمارہے تھے اور آنکھوں سے آنسوں بہارہے تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،375)

(12) حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بھی غائب پر نماز نہیں ہوئی تھی بلکہ نجاشی کا جنازہ زمین لپیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کردیا گیا تھا اور وہ جنازہ حضور ﷺ کے رُو برو لایا گیا تھا، مقتدیوں کا جنازہ دیکھنا شرط نہیں۔

Marfat.com

نیز اس بارے میں واقدی اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیا گیا تھا حتی کے آپ نے اسے ملاحظہ فرما کر نماز جنازہ ادا کی تھی۔

(مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،513)

(13) شیخ محقق نگاہ نبوت کی معجزانہ کیفیت کو بیان فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا ہوں کہ بنی اسرائیل کے ستر ہزار افراد کے ساتھ حج کے لئے آرہے ہیں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اتنے افراد کے ساتھ حج کو آنا حضور ﷺ اپنی زندگی میں دیکھتے تھے، یہ نہیں کہ ماضی کے واقع کی خبر دے رہے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،386، شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ،338)

(14) اس سابقہ عبارت کی مزید وضاحت ایک اور مقام پر یوں فرماتے ہیں:

عالم روحانی میں زمانہ ماضی، حال، استقبال کی تقسیم نہیں ہے، سیدنا یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں ہونا، موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل کو عبور کرنا اور حضور علیہ السلام کے وجود کی حالت یہ سب ایک ہے، پس حضور ﷺ کا ان حضرات کو حج اور تلبیہ کی حالت میں دیکھنا وہی اصل حالت ہے جو اُن حضرات نے اپنی حیات میں حج کیا اور تلبیہ کہا تھا، اس حالت کی حقیقت اور اس کا ادراک اس کے مُتمثّل ہونے کے قائل ہونے سے اعلیٰ وارفع ہے (یعنی عالم مثال میں مشاہدہ کا قائل ہونے سے بہتر یہ ہے کہ اس واقعہ کو حقیقی مشاہدے پر محمول کیا جائے اور مقام رسالت کے پیش نظر اس میں کوئی تعجب بھی نہیں)۔

Marfat.com

(شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ، 338، جذب القلوب، صفحہ، 280)

اب چند حوالہ جات اولیاء و مقربین بارگاہِ ربّ العزت کے متعلق پیش خدمت ہیں کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے حسب مراتب یہ طاقت وقوت بخشی ہے کہ ایک ہی وقت میں متعدد جگہ حاضر ہوسکیں اور کائنات کے اکناف واطراف کا اپنی جگہ پر موجود رہتے ہوئے مشاہدہ کرسکیں۔

(15) شیخ محقق ایک مقام پر سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی بے مثال قوت وطاقت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

بحکم الٰہی جبریل چاہیں تو ایک ہی وقت میں ہزاروں صورتوں میں ظاہر و نمودار ہوسکتے ہیں۔ (اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 304 اردو صفحہ، 596)

(16) اولیاء اللہ کے کمال مشاہدہ کے بارے میں شیخ فرماتے ہیں:

عارفین (اولیاء اللہ) کا بڑا بلند مقام ہے، جب وہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ 23، اردو، صفحہ، 57)

(17) شیخ محقق نگاہِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بلندی کا ذکر یوں کرتے ہیں:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں کشف واقع ہوا حالانکہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ **"نہاوند"** میں تھے (یہ اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جب سیدنا ساریہ رضی اللہ عنہ ایک غزوہ میں مقام نہاوند میں مشغول جہاد تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ میں تشریف فرما تھے دریں حالت میدان جہاد میں دشمنوں نے پہاڑ کی اوٹ سے حملہ کرنا چاہا جس کی جانب اسلامی لشکر کی توجہ نہ تھی تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہی سے ارشاد فرمایا: "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف متوجہ ہو، اے ساریہ! پہاڑ کی طرف متوجہ ہو")۔

Marfat.com

(اشعۃ اللمعات، باب الکرامات، ج،7، صفحہ،339)

(18) شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک مقام پر امام قسطلانی کا قول نقل کرتے ہیں:

صاحب مواہب لدنیہ (امام قسطلانی) فرماتے ہیں:

اولیائے کرام کی کرامات کو سچ سمجھنے والا شخص جو یہ بھی جانتا ہے کہ اولیائے کرام کا مقام و مرتبہ کیا ہوتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اُن پر زمین و آسمان کی ہر شے منکشف ہوتی ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،1، صفحہ،208)

(19) محبوب کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے اور مشاہدہ فرمانے کے بارے میں شیخ محقق کا نہایت تفصیلی کلام ملاحظہ فرمائے:

حضور نبی کریم ﷺ کی صورت بدیع امثال (چہرۂ مبارکہ کا ایسا تصور کہ اس سے خوبصورت کسی کے لیے بھی متصور نہ ہو) دائماً پیش نظر رکھی جائے، اگر کبھی تمہیں خواب میں جمال باکمال کی زیارت ہو چکی ہے تو وہ صورتِ موصوفہ جو خواب میں دیکھی اپنے سامنے حاضر رکھو اور اگر تمہیں خواب میں کبھی یہ شرف حاصل نہیں ہوا اور یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ اس صورت موصوفہ کو بعینہ اپنے سامنے حاضر رکھ سکو تو حضور نبی کریم ﷺ کا خوب ذکر کیا کرو، آپ ﷺ پر دُرود و سلام بھیجتے رہو اور دوران ذکر یوں ہو جاؤ جیسا کہ حضور ﷺ تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام خود سماعت فرما رہے ہیں اور تم حضور ﷺ کی جلال و عظمت اور حیاء و ادب کے ساتھ زیارت کر رہے ہو اور یہ کہ حضور ﷺ خود بھی تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں کیونکہ حضور ﷺ صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہیں اور ان صفاتِ الٰہیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "انا جَلِيسٌ مَنْ ذَكَرَني۔ جو میرا ذکر کرے میں اس کا ہم نشیں ہوتا ہوں" اور حضور ﷺ کو اس صفت الٰہی سے کافی حصہ میسر ہے،

Marfat.com

کیونکہ وصف الٰہی کی معرفت آپ کی معروف صفت ہے اور سب لوگوں سے بڑھ کر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عارف ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،860)

یہاں ہم حاضر و ناظر کے بارے میں شیخ محقق کا ایک نہایت واضح و فیصلہ کن حوالہ پیش کررہے ہیں، اہل انصاف اسے پڑھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

(20) علمائے امت کے کثیر مذاہب اور اختلافات کے باوجود کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تاویل و مجاز کے شائبہ کے بغیر حقیقی حیات کے ساتھ دائم و باقی اور اعمال اُمت پر حاضر و ناظر ہیں، طالبان حقیقت اور بارگاہِ رسالت کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے فیض رساں اور مُربی ہیں۔

(رسالہ، سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ،155، مکتوبات، اردو، 109)

ان سابقہ حوالہ جات و عبارات سے حضرت شیخ عبدالحق کے مسلک و مذہب کا بخوبی تعین ہوجاتا ہے کہ حضرت شیخ بھی "حاضر و ناظر" کے نا صرف قائل تھے بلکہ انہوں نے جا بجا اپنی کتب میں اسکی وضاحت و تائید بھی فرمائی ہے، اب حضرت شیخ سے اپنی نسبت کو جوڑنے والے اور حضرت شیخ کی عبارات کو کانٹ چھانٹ کر پیش کرنے والے افراد ذرا غور کریں کہ حضرت شیخ ان عباراتِ سابقہ میں کتنی وضاحت سے اپنے مؤقف کا اظہار فرمارہے ہیں، لہٰذا ان افراد کو چاہیے کہ اپنے عقیدے کو حضرت شیخ کے عقائد کے مطابق کریں تاکہ صراط مستقیم حاصل ہو یا پھر اعراض کرتے ہوئے اپنے لئے نارِ جہنم کو اختیار کریں۔

؎ ہم نے یہ اختیار تم کو دیا
پھول چن لو یا خار و سنگ زمیں

Marfat.com

نورانیت مصطفیٰ ﷺ

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سر سے قدم تک کو سراپا نور بنایا کہ ان کے جمال باکمال کو دیکھنے سے دیدۂ حیرت خیرہ (سرشار وشادمان) ہو جاتا اور حضور ﷺ کا جمال آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن تھا اگر آپ ﷺ کے جسم اطہر پر بشریت کا نقاب نہ ہوتا تو کسی کو آپ کے حسن پاک پر نظر ڈالنے اور اس کے اِدراک کی مجال نہ ہوتی آپ ﷺ کا جوہر (اصل تخلیق کا مادہ) ہمیشہ ہی نور تھا اور حضور ﷺ بذات خود عینِ نور (سراپا نور) تھے اور "نُوْرٌ" آپ ﷺ کے اسمائے شریف میں سے ایک نام ہے۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 178)

اس عبارت میں شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے حضور ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں نہایت سادہ اور واضح انداز میں عقیدہ بیان فرمادیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کی نورانیت پر اعتراض کرنا دراصل حماقت و جہالت پر مبنی ہے کیونکہ یہ بات علمائے اسلام کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اس پر کسی نے کوئی کلام نہ کیا، ہاں! اب گذشتہ صدیوں سے اس مسئلے کے بارے میں بھی عوام الناس کو گمراہ اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، مثلاً کبھی کہا جاتا ہے: ایک ہی شخص ایک ہی وقت میں **"نور و بشر"** کیسے ہوسکتا ہے (یعنی یا تو وہ شخص نور ہوگا یا پھر بشر بیک وقت دونوں صفات فرد واحد میں جمع نہیں ہوسکتیں) اب اس کا جواب بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اس عبارت میں موجود ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔۔

Marfat.com

(2) کبھی جبرائیل امین کی ملکیت اور روحانیت حضور ﷺ پر غالب آجاتی اور آپ ﷺ حالت بشری سے غائب و دور ہو جاتے اور کبھی حضور ﷺ کی بشریت جبرائیل پر غالب آجاتی اور حضرت جبرائیل صفت بشریت سے متصف ہو کر تشریف لاتے۔

(شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ 25، واشعۃ اللمعات، باب بدء الوحی، ج 7، صفحہ 206)

(3) شیخ محقق اسی مطلب کو ایک مقام پر یوں لکھتے ہیں:

انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیھم اجمعین کو عوارضی بدنی اور صفات جسمانی پر بشری حد میں رکھا گیا ہے تا کہ اللہ تعالی کی صفاتِ جلالی کا مشاہدہ کر کے اس کا حق بندگی بجالائیں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج 2، صفحہ 437)

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

علمائے کرام فرماتے ہیں: حصہ بشریت و طبعیت جو دینی و دنیوی حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر آپ ﷺ کی ذات شریف میں رکھا گیا اس کی وجہ سے آپ ﷺ سے غصے کا ظہور ہوتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج 2، صفحہ 546)

(5) اسی میں صفت نوریت کی اصل منحصر ہے اور ان کے اسمائے گرامی میں سے "نُــورٌ" ہے گو جمیع انبیاء و اولیاء اسی صفت نوری سے متصف ہیں جبکہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ اس صفت (نور) کی اصل اور حقیقت ہیں، حقیقت شئی اور متصف بالشئی میں فرق عظیم ہے، جملہ موجودات اسی نور کے مظاہر اور محل ظہور ہیں، حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے: اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِي۔

یعنی میں اللہ تعالی کے نور سے (جیسا اس نے چاہا تخلیق ہوا) ہوں اور دیگر تمام مومنین میرے نور سے (پیدا ہوئے) ہیں۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج 2، صفحہ 844)

Marfat.com

(6) اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام مبارک اس لئے " نُوْرٌ " اور " سِرَاجٌ مُنِیْرٌ " رکھا کہ وہ غایت درجہ روشن تھے اور روشن کرنے والے تھے، آپ ﷺ سے وصولِ حق (معرفت خداوندی) کا راستہ روشن ہوگیا، ان کے جمال وکمال سے آنکھیں روشن ہوگئیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَ کِتَابٌ مُبِیْنٌ ۔(سورۃ المائدۃ :۱۵)

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،101)

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

چونکہ نبی کریم ﷺ عینِ نور (سراپا نور) ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،118)

(8) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور ﷺ نے ایک صحابی کو اپنی قوم میں دعوتِ اسلام کے لیے بھیجا، اس نے عرض کی حضور کوئی نشانی عطا فرمائیں تاکہ حجت ہوجائے، پس حضور ﷺ نے اپنی انگلی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگائی تو اس جگہ سے سفیدی اور نور ظاہر ہوگیا، اس صحابی نے عرض کی، لوگ اسے برص کی بیماری نہ خیال کریں تو حضور ﷺ نے ان کی روشنی کو اُن کے تازیانے (عصاء) میں منتقل فرمادیا۔ یہ حدیث حضور ﷺ کی نورانیت کی دلیل ہے اور اس بات پر کہ یہ نورانیت آپ ﷺ کی بارگاہ کے خدام کے عصاء میں سرایت کرتی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ذات اور ان کے اعضاء شریف " نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ " ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،179)

Marfat.com

حدیث نور اور شانِ اوّلیت

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ اوّل الخلق (سب سے پہلی مخلوق) اس لئے ہیں کہ عالم وجود میں سب سے پہلی تخلیق آپ ﷺ ہی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے:

"اَوَّلُ مَا خلق اللّٰهُ نُوْرِيْ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

آپ ﷺ نبوت میں بھی سب سے اوّل ہیں۔

حدیث میں ہے:

"کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ مُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِه"

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اس لئے بھی اوّل ہیں کہ روزِ میثاق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سوال۔۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

کا جواب آپ ﷺ نے۔۔ "قَالُوْا بلیٰ"

یعنی انہوں نے کہا: ہاں (تو ہی ہمارا رب ہے)۔

کہہ کر دیا۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،1)

Marfat.com

(2) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی اعلیٰ واکمل فضیلت یہ ہے کہ حق تعالی نے آپ ﷺ کی روح کو تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا اور باقی تمام کون ومکان کی ارواح کو آپ ﷺ کی روح (کے فیض) سے پیدا فرمایا اور سب (اشیاء) کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا فرمایا۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،186)

(3) حضور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ہی اللہ تعالی کی سب سے پہلی مخلوق ہے اور صدورِ کائنات کا واسطہ ہے، حضرت آدم وجمیع مخلوقات کی تخلیق کا واسطہ ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

اور تمام علوی وسفلی کون ومکان اسی نور سے پیدا شدہ ہیں، اسی جوہر پاک سے تمام ارواح، عرش وکرسی، لوح وقلم، بہشت ودوزخ، ملک وفلک، انس وجن، آسمان وزمین، سمندر وپہاڑ اور درخت وغیرہ پیدا ہوئے ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،1)

Marfat.com

زیارتِ مزارِ نبوی ﷺ

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور سید المرسلین ﷺ کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً وفعلاً بہترین سنن مؤکدہ میں سے ہے۔

قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی قبرانور کی زیارت ایک متفقہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے اور بعض علمائے مالکیہ تو اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں اور دیگر علمائے اسلام نے اس قول کی تاویل ''سنت واجبہ'' سے کی ہے۔ (جذب القلوب، اردو، صفحہ 282)

(2) حضور نبی کریم ﷺ قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم، خاتم الانبیاء والمرسلین صلوات اللّٰہ و سلامہ علیہ و علیھم اجمعین کی قبر شریف کی زیارت مندوب ومستحب ہے۔

مستحبات میں سب سے زیادہ مؤکد اور عبادات میں سب سے زیادہ فضیلت والی، واجب کے قریب تر اُس شخص کے لیے جس کو وسعت ہو کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کو وسعت ہو اور وہ میری زیارت کو نہ آئے یقیناً اس نے مجھ پر ظلم کیا''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''میری اُمت کا ہر وہ شخص جس کو وسعت ہو اور وہ میری زیارت نہ کرے تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی عذر نہیں ہے''۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری زیارت کو آیا اور اس کا مقصود صرف میری زیارت ہی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ بروزِ قیامت اس کی شفاعت کروں''۔

(ماثبت من السنۃ، اردو، صفحہ، 134)

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وصال کے بعد سرورِ عالم ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت ایسے ہی ہے جیسے حیاتِ ظاہری میں، لہٰذا اس نعمت کے حصول کا امیدوار رہنا چاہیے اور غم کی گرہ دل سے کھول دینی چاہیے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب القصاص، ج،4، صفحہ،548)

(4) حضور نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کرنا عظیم عبادات اور اعلیٰ درجات میں سے ہے، کچھ علمائے مذہب کہتے ہیں: یہ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر واجب ہے۔ علمائے کرام نے واجب سے اُن کی مراد ''**سنت مؤکدہ**'' بیان کی ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ، 604)

(5) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ایک جگہ حدیث ''لَا تُشَدُّوا الرِّحَالُ'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

قبر شریف کی زیارت کے لئے سفر اختیار کرنا اور اس سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لیے اونٹوں کے کجاوے باندھنا جبکہ زیارت کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا تو سفر کا جواز اور اسکا مستحب ہونا بھی لازم آیا، دلائل کے آمر (ثابت) ہونے کی وجہ سے قرب وبُعد دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ، 288)

Marfat.com

(6) اسی طرح "اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ" میں ایک جگہ اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

بندۂ مسکین، کاتب حروف، عبدالحق بن سیف الدین کہتا ہے:

ہوسکتا ہے کہ اس (حدیث "لا تُشَدُّوا الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلاثَۃِ مَسَاجِدَ") سے ان تین مقامات مقدسہ (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کی شان کا اہتمام بیان کرنا اور ان کی جانب سفر سے عظمت بیان کرنا مطلوب ہو کیونکہ یہ تینوں مقامات متبرک ترین مقامات ہیں یعنی اگر سفر مطلوب ہو تو ان تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہیے ان کے علاوہ کسی اور جانب لوگ سفر کا بوجھ برداشت نہیں کرتے، یہ مطلب نہیں کہ ان تین مقامات کے سوا کسی اور طرف سفر کرنا ہی جائز نہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،102)

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ حسام الدین خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کے بعد دہلی میں آکر اپنے شیخ خواجہ نظام الدین اولیاء سے ملے تو شیخ نظام الدین اولیاء نے فرمایا:

جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جائے تو وہ روضۂ رسول کی زیارت کی جداگانہ نیت کرے، خانۂ کعبہ کی زیارت کے ضمن میں روضۂ رسول کی زیارت نہ کرے (بلکہ علیحدہ نیت کرکے زیارتِ روضہ شریف کرے) اپنے شیخ کی یہ بات سنتے ہی شیخ حسام الدین فوراً روضۂ رسول کی زیارت کی نیت سے واپس لوٹ گئے۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ،89 اردو، صفحہ،196)

Marfat.com

معراج جسمانی

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تحقیقی بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان اور آسمان سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جسم کے ساتھ معراج ہوئی، یہی مذہب جمہور فقہاء، متکلمین اور صوفیاء کا ہے۔

احادیث صحیحہ کے ظواہر اور اخبارِ صریحہ اَز صحابہ کثرت کے ساتھ اس بارے میں مروی ہیں، اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو باعث آزمائش واختلاف نہ بنتا، جسم شریف کے ساتھ معراج آپ ختمی مرتبت ﷺ ہی کا خاصہ ہے، یہ مقام سوائے آپ ﷺ کے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تشریف وتکریم آپ ﷺ ہی کے لیے ہے اور اس کی حقیقت کا فہم حس وعادت کی تنگدامنی کے گرفتار لوگوں کے اِدراک سے ماوراء ہے، یہاں تو ایمان سے آنا چاہیے باقی کیفیت کو علم الٰہی کے سپرد کر دینا چاہیے۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعراج، ج،7، صفحہ،231.232)

(2) شیخ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

صحیح قول یہ ہے کہ اسراء اور معراج تمام تر بیداری کے دوران جسم اقدس کے ساتھ تھا، جمہور علماء، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور بعد ازاں محدثین، فقہاء اور علمائے متکلمین سب اس پر متفق ہیں، اس بارے میں صحیح احادیث واخبار متواتر موجود ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج 1 صفحہ، 244)

Marfat.com

حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ ہوتا تھا، نہ ہی سورج کی روشنی میں اور نہ ہی چاند کی چاندنی میں''۔

اسے **''نوادر الاصول''** میں حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کیا ہے۔

تعجب وحیرانی ہے کہ ان بزرگوں نے چراغ کا ذکر نہیں کیا (یعنی چراغ کی روشنی میں بھی سایہ نہیں ہوتا تھا) اور حضور ﷺ کے اسماء میں سے ایک نام "نُوْرٌ" ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،33)

Marfat.com

ایمانِ والدین کریمین رضی اللہ عنہما

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

متاخرین علمائے اسلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے والدین بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے تمام آباء واُمہات کا ایمان ثابت کیا ہے، اس اثبات کے لئے انہوں نے تین طریقے اختیار کئے ہیں۔

(۱) یہ سب حضرات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔

(۲) ان حضرات کو دعوت اسلام نہ پہنچی بلکہ یہ حضرات فترت کے زمانے (حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد سے لے کر حضور نبی کریم علیہ السلام کے اعلان نبوت سے قبل کے زمانے) میں ہی انتقال کر چکے تھے ان کو حضور علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ نہ ملا۔

(۳) آپ ﷺ کے والدین کریمین کو خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

حضور ﷺ کے والدین کے زندہ کرنے کی حدیث اگرچہ اپنی ذات میں ضعیف ہے، لیکن متعدد طریقوں سے اس کی تصحیح اور تحسین کردی گئی ہے (اس لئے اب اس کا ضعف ختم ہو گیا ہے اور قواعد حدیث کی رُو سے اس سے استدلال وحجت پکڑنا درست ہے) اور یہ بات اگرچہ متقدمین (علمائے اسلام) سے پوشیدہ رہی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت متاخرین (علمائے اسلام) پر کھول دی۔

Marfat.com

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ فَضْلِهٖ ـ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہے اور جس نعمت سے چاہے اپنے فضل سے خاص فرمادے۔

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں (تقریباً 11) رسائل تصنیف کیئے ہیں اور دلائل سے اس مسئلے کا اثبات فرمایا اور مخالفین کے شبہات کے جوابات دیئے ہیں۔ (امام سیوطی کی ایمان والدین پر تصانیف میں سے مسالك الحنفاء في ايمان والدي المصطفى، التعظيم و المنة، السبل الجلية وغیرہ ہیں، ان کے بارے میں مزید تفصیل اعلیٰ حضرت کی ایمان والدین کے موضوع پر شاہکار تصنیف "شُمُوْلُ الاِسْلَام لِأُصُوْلِ الرَّسُوْلِ الكِرَام" کے مقدمہ میں راقم الحروف نے قدرے تفصیل کے ساتھ لکھ دی ہے جو شاید اس کے علاوہ یکجا نہ ملے، مکمل کتابِ مذکور راقم کی تحقیق کے ساتھ، اداۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اور دار المبرور کی جانب سے مشترکہ طور پر سالانہ امام احمد رضا کانفرنس، ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی)۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج،2، صفحہ،927)

ایمان والدین کے بارے میں شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اشعة اللمعات" میں ایک اور مقام پر واشگاف الفاظ میں یوں لکھتے ہیں:

(2) رہا معاملہ آپ ﷺ کے آبائے کرام کا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام کفر کی میل اور شرک کی نجاست سے پاک رہے جیسا کہ (حدیث میں) فرمایا:

"میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل ہوتا رہا ہوں"۔

اس پر متاخرین علمائے حدیث نے بہت سے دلائل تحریر کیئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ ایسا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو متاخرین کے ساتھ مخصوص فرمایا یعنی اس بات کا علم کہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد دین توحید و اسلام پر تھے حالانکہ متقدمین کے کلام

Marfat.com

سے اس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے (لیکن ان شاء اللہ وہ حضرات بھی اس معاملے میں قابل معافی ہی رہیں گے کیونکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اس میں اُن کی ذاتی عداوت ہرگز نہیں تھی، بس وہ اس مسئلہ کی حقیقی مراد نہ پاسکے، واللہ غفور رحیم)

یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس مسئلہ پر (تقریباً گیارہ) رسائل لکھے اور خوب واضح فرمادیا، حَاشَا لِلّٰہ ! ایسا نہیں ہوسکتا کہ اُس نورِ پاک کو تاریک جگہ رکھا جاتا اور روزِ قیامت آپ کے آباء کی تحقیر و رسوائی ہوتی۔

(اشعۃ اللمعات، باب الفضائل، ج 7، صفحہ 136)

Marfat.com

’’امام جلال الدین سیوطی کی ایمان والدین پر تصانیف‘‘

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہم مزید کلام نقل کرنے سے قبل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے ایمان والدین پر لکھے گئے گیارہ رسائل کے نام اور دیگر تحقیقی تفصیلات لکھ کر دوبارہ محفوظ کر دیں تا کہ محققین اور طلبائے کرام کو تلاش میں دشواری نہ ہو۔

(۱) اَلْمَقَامَةُ السُّنْدُسِيَّة فِي اِيْمَانِ أَبُوي خَيْرِ الْبَرِيَّة :

ایمان والدین کریمین پر یہ ایک شاندار تصنیف ہے، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے مخطوطات کا مجموعہ جو کہ Princeton University Library میں موجود ہے، اس مجموعے کے صفحہ ۱۱۸ سے ۱۳۶ تک مذکورہ بالا رسالے کا مخطوطہ موجود ہے، ہر صفحہ اوسطاً ۱۷ سطروں پر مشتمل ہے، راقم الحروف کے پاس اس کا عکس محفوظ ہے، اس کا ایک ایڈیشن ’’مطبعة قسطنطنية‘‘ نے ۱۲۹۸ھ میں شائع کیا، اس کے صفحات کی تعداد ۱۸ ہے، اسکا عکس بھی راقم کے پاس موجود ہے۔

(۲) اَلسُّبُلُ الْجَلِيَّة فِي آبَاءِ الْعلِيَّة :

یہ رسالہ بھی اپنی نوعیت کا ایک شاندار نمونہ ہے، اس رسالے کا سب سے قدیم مطبوعہ ایڈیشن مطبع محمدی، لاہور سے قریباً ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا جسے مجموعہ ’’رسائل عشرة للسیوطی‘‘ کے ضمن میں شائع کیا گیا، اس پر درج تفصیلات کے مطابق کل صفحات ۵۶ تھے لیکن کسی سبب سے ناقص ہونے کی بنا پر مکمل طبع نہ ہو سکے

Marfat.com

البتہ ۸ صفحات کو اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے، اس کا عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

اسی طرح ایک اور قدیمی ایڈیشن "مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية" حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۶ھ میں شائع ہوا، جس میں کل صفحات کی تعداد ۲۵ ہے اور ہر صفحہ اوسطاً بیس سطروں پر مشتمل ہے، اس رسالے کا ایک نفیس تحقیقی ایڈیشن پہلی مرتبہ ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو دار الامین مصر سے شائع ہوا تحقیق و تخریج کی وجہ سے اس کے کل صفحات کی تعداد ۴۵ ہے، ان دونوں کے عکس بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

(۳) مَسَالِكُ الحُنَفَاء فِي اِيْمَانِ وَالِدَى المُصْطَفٰى:

ایمان والدین پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا یہ مقبول عام رسالہ ہے جسے "الحاوی للفتاوی" میں شامل کیا گیا ہے، پاکستان میں مطبوعہ "الحاوی للفتاوی" جسے مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ نے شائع کیا ہے اس کی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ سے ۲۲۱ تک یہ رسالہ موجود ہے، کل صفحات کی تعداد تیس ہے۔

دار الامین بیروت سے ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء میں اس کا ایک تحقیقی ایڈیشن شائع ہوا اس کے محقق محمد زینہم محمد عزب ہیں، تحقیق و تعلیق کے بعد اس کے کل صفحات کی تعداد ۹۲ ہے۔

اس رسالے کا مخطوطہ مکتبہ "جامعة الرياض" سعودی عرب کی قسم المخطوطات کے "رقم ۱۲۳۱" کے تحت موجود ہے اور کل صفحات کی تعداد ۲۷ ہے، مطبوع و مخطوط تمام کے عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

Marfat.com

(٤) اَلتَّعْظِیْمُ وَ المِنَّۃُ فِي اَنَّ أَبوَی النَّبِیِّ فِي الجَنَّۃ :

یا--- اَلفَوائِدُ الکَامِنَۃ فِي اِیْمَانِ السَّیِّدۃ آمنۃ :

والدین کریمین کے جنتی ہونے کے بارے میں ایک بے مثال تحقیقی تصنیف ہے، اس میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے علم حدیث کے دلائل وشواہد کی روشنی میں اپنے مدعا کا اثبات کیا ہے اور اس مسئلے سے متعلقہ احادیث کی صحت پر بہترین کلام فرمایا ہے۔

اس کا ایک نفیس تحقیقی ایڈیشن "دار جوامع الکلم بیروت" نے ۲۰۰۰ء میں شائع کیا اور اس کے محقق مصر کے عظیم مفتی شیخ حسنین محمد مخلوف ہیں۔

اس رسالہ کا مخطوطہ Princeton University Library مجموعہ "رسائل سیوطی" کے صفحہ ۱۵۰ سے ۱۹۷ تک موجود ہے، کل صفحات کی تعداد ۴۷ ہے ان دونوں کے عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

(٥) اَلدُّرَّۃُ المُنِیْفَۃ فِي الآبَاءِ الشَّرِیْفَۃ :

اس کا مخطوطہ شاہ سعود یونیورسٹی میں "تحت الرقم ۲۲۷۴/۱" موجود ہے، کل صفحات کی تعداد انیس ہے، ہر صفحہ اوسطاً ۱۷ اسطروں پر مشتمل ہے۔ اس مخطوطہ کا عکس بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

(٦) اَلدُّرَجُ المُنِیْفَۃ فِي الآبَاءِ الشَّرِیْفَۃ :

ایمان والدین پر یہ شاندار دلائل سے مزین تحقیقی رسالہ ہے، اس میں مخالفین کے پیش کردہ شبہات کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے، اس کا مخطوطہ شاہ سعود یونیورسٹی میں رقم "۲/۲۱۴" کے تحت موجود ہے، کل صفحات کی تعداد ۲۴ ہے۔

Marfat.com

دارالامین، بیروت نے اسکا تحقیقی ایڈیشن شائع کیا ہے، کل صفحات کی تعداد ۲۶ ہے، فہرست کتب سیوطی مطبوعہ ''مظہر العجائب، مدراس انڈیا، سن ۱۲۷۹ھ'' کے ''صفحہ ۶'' اور یورپی یونیورسٹی کی مطبوعہ فہرست کے '' صفحہ ۵ رقم ۱۰۷'' پر اس کا حوالہ موجود ہے، ان تمام کے عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

(۷) نَشْرُ العَلَمَيْنِ المُنِيْفَيْن فِي اِحْيَاءِ الأَبوَيْنِ الشَّرِيْفَيْن:

والدین کریمین کے دوبارہ زندہ کیے جانے اور ایمان لانے کے بارے میں تفصیلی گفتگو سے مزین ایک بہترین علمی تصنیف ہے، اس کا مخطوطہ شاہ سعود یونیورسٹی سعودی عرب ''رقم مسلسل ۲۲۷۹'' اور ''رقم الخاص ۲۱۳'' کے تحت موجود ہے۔

کل صفحات کی تعداد ۲۱ ہے، ہر صفحہ اوسطاً ۱۹ سطروں پر مشتمل ہے، اس کا ایک ایڈیشن "مطبعة النظامية"، حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۶ میں شائع ہوا تھا اور پھر ۱۹۶۱ء میں اسے دوبارہ شائع کیا گیا، اس کے مخطوطے کا عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

(۸) اَلْمَقَامَاتُ القُدْسِيَّة فِي (اِيْمَانِ) وَالِدَي أَشْرَفِ البَرِيَّة:

ایمان والدین مطہرین پر یہ ایک لاجواب تصنیف ہے، مطبع محمدی، لاہور سے طبع شدہ ۱۲ رسائل سیوطی کے مجموعہ میں صفحہ ۸ پر اس کا حوالہ موجود ہے، اس مجموعے کو قریباً ۱۹۰۰ء میں شائع کیا گیا، مجموعہ کا عکس بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی فہرست کتب میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے، البتہ ہمیں تاحال اس کے کسی مطبوع یا مخطوط نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔

(۹) مَسَالِكُ الحِنَان فِي وَالِدَي سَيِّدِ الأَكْوَان:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی فہرست کتب مرتبہ، سید احمد الخازندار

Marfat.com

اور سید محمد ابراہیم شیبانی میں اس کا حوالہ موجود ہے۔ دیگر فہرستوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے، البتہ ہمیں تا حال اس کے کسی مطبوع یا مخطوط نسخے کا علم نہیں ہوسکا۔

(۱۰) الاصْطِفَاء فِی اِیْمَان أَبی المُصْطَفیٰ :

ماقبل مذکور فہرست اور دیگر فہرستوں میں اس کا ذکر ملتا ہے، البتہ ہمیں تا حال اس کے کسی مطبوع یا مخطوط نسخے کا علم نہیں ہوسکا۔

(۱۱) سُبُلُ النَّجَاة أَوْ نَجَاةُ أَبوَی الرَّسُوْلِ:

اس رسالہ مبارکہ کا کئی اکابرین کی کتب میں حوالہ ملتا ہے، مثلاً امام زرقانی نے ''زرقانی شرح مواہب'' جلد اول، بحث ایمان والدین کے ذیل میں اس کے کئی اقتباسات ذکر کیے ہیں اور خود امام اہل سنت نے ''شمول الاسلام'' میں اس کا حوالہ نقل فرمایا ہے، مذکورہ بالا فہرستوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے، البتہ ہمیں تا حال اس کے کسی مطبوع یا مخطوط نسخے کا علم نہیں ہوسکا۔

اس اجمالی تعارف سے آپ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی قلبی عقیدت و محبت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، ہم نے اس باب میں دیگر ائمہ اسلاف و اخلاف کی تصانیف کا تو شمار ہی نہیں کیا کیونکہ انکے لیے ایک الگ مستقل کتاب درکار ہے، مگر سر دست چند ممتاز اکابرین ائمہ کی تصانیف کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

(۱) رِسَالَةُ فِي اِیْمَان أَبوَی النَّبِیِّ :

احمد بن سلیمان شمس الدین المعروف بابن کمال پاشا ۹۴۰ھ، علیہ الرحمہ

(۲) سَدَادُ الدِّیْن وَ سِدادُ الدَّیْن فِي اِثْبَاتِ النَّجاۃِ لِلْوالِدَیْن :

امام محمد بن عبدالرسول برزنجی ۱۱۰۳ھ، علیہ الرحمہ صاحب کتاب ''الاشاعۃ''

Marfat.com

(۳) جُزْءٌ فِي إِسْلَامِ الْوَالِدَيْنِ الْكَرِيْمَيْن :

امام حافظ الحدیث محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ۹۰۲ھ، علیہ الرحمہ

(٤) اَلانْتِصَار لِوَالِدَى النَّبِيِّ الْمُخْتَار :

امام ادب ولغت سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی ۱۲۰۵ھ، علیہ الرحمہ

(٥) اَلْجَوَاهِرُ الْمَضِيَّة فِي حَقِّ أَبَوَى خَيْرِ الْبَرِيَّة :

امام علامہ محمد تمرتاشی حنفی علیہ الرحمہ

(٦) مِنْهَاجُ السُّنَّة فِي كَوْن أَبَوَى النَّبِيِّ فِي الْجَنَّة :

مؤرخ شام امام محمد بن علی بن احمد بن طولون دمشقی حنفی ۹۵۳ھ، علیہ الرحمہ

(٧) سَعَادَةُ الدَّارَيْن بِنَجَاةِ الْأَبَوَيْن :

علامہ شیخ محمد بن حسین مالکی علیہ الرحمہ

(٨) إِسْلَامُ أَبَوَى النَّبِيِّ :

شمس الدین محمد حصکفی علیہ الرحمہ المعروف ''بابن ملا'' ۱۰۱۰ھ

(٩) تَحْقِيْقُ آمَالِ الرَّاجِيْن فِي أَنَّ وَالِدَى الْمُصْطَفٰى ﷺ بِفَضْلِ اللّٰه تَعَالٰى فِي الدَّارَيْن مِنَ النَّاجِيْن :

شیخ نورالدین علی بن جزار مصری علیہ الرحمہ (اس کتاب کا ذکر امام اہلسنّت نے شمول الاسلام میں بھی کیا ہے)۔

(١٠) مَطْلَعُ النَّيِّرَيْن فِي إِثْبَاتِ نَجَاةِ أَبَوَى سَيِّدِ الْكَوْنَيْن :

امام علامہ محمد المعروف منینی علیہ الرحمہ

Marfat.com

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات کے بعد حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں۔

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے مقام حَجُوْن پر جس قدر مشیت الٰہی تھی قیام فرمایا، اس کے بعد خوشی خوشی مراجعت فرمائی تو ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ربّ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر فوت ہوگئیں ۔(ہوسکتا ہے کہ کسی مخالف کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو جائے کہ حجون تو مکہ مکرمہ میں واقعہ ہے جبکہ سیدہ آمنہ کی قبر مقام ''ابواء'' میں ہے اور والد ماجد کی قبر مدینہ منورہ میں ہے تو یہاں زندہ کیسے ہوئے؟ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ جو ربّ تعالیٰ انہیں زندہ فرمانے پر قدرت رکھتا ہے وہ اپنے نبی کے لیے اِن کے والدین کو اُن کی قبروں سے یہاں تک لانے پر بھی قادر ہے اور ویسے بھی یہ سارا واقعہ معجزہ ہے اور معجزہ ہوتا ہی ایسا ہے کہ عقل کی رفتار اس کے سامنے دم توڑ دیتی ہے)۔

اور امام ابو حفص بن شاہین نے اپنی کتاب **''ناسخ و منسوخ''** میں بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے، حافظ ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بہت فضیلت مرحمت فرمائی کہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کیا تاکہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں یہ خاص فضل ہے پس سلام عرض کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے۔ (ما ثبت من السنہ، اردو، صفحہ 80,81)

حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کے ایمان کے متعلق علمائے اسلام نے نہایت تحقیق کے ساتھ اس مسئلے کو قرآن و حدیث کی ''نصوص ظاہرہ'' اور ائمہ تفسیر

Marfat.com

وحدیث کے بیان کردہ ''دلائل قاہرہ'' سے ثابت کیا ہے، جن میں امام اجل محدث جلیل علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں، آپ نے اپنی تصانیف میں عموماً اور بعض رسائل میں خصوصاً اس مسئلے کو نہایت مدلل انداز میں تحریر کر کے مخالفین کے شبہات کا ازالہ کیا اور ایمان والدین کریمین تا آدم علیہ السلام کو ثابت کیا ہے۔

اور حق بھی یہ ہی ہے کیونکہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انکے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو زندہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے (اشعۃ اللمعات، ج،1، صفحہ،325) پر ذکر کیا ہے تو حضور ﷺ کے لیے آپ کے والدین کو زندہ کرنے میں کون سے تعجب کی بات ہے!

اور جبکہ یہ بات مسلّم ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ ہے۔

علمائے اسلام بیان فرماتے ہیں: صرف آپ ﷺ کے نام کی برکت سے مردے زندہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات، ج،5، صفحہ، 409 پر ذکر کیا ہے، جب نام کی اتنی برکت ہے تو اگر خود حضور ﷺ بارگاہِ ربّ تعالیٰ میں اس کے لیے عرض گزار ہوں تو وہ عرض کیونکر قبول نہ ہوگی۔

اس مسئلہ میں حق وصواب وہی ہے جو کہ امام جلال الدین سیوطی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور مخالفین کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا کرے۔

ے گر نہ چراغ لطف تو راہ نماید از کرم
قافلہ ہائے شب رواں پے نبرد بمنزلے

Marfat.com

تَوَسُّل ، اِسْتِمْدَاد، اِسْتِغَاثَه

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی جناب میں توسل واستغاثہ اور استمداد اَز انبیاء و مرسلین یہ متقدمین ومتأخرین بزرگوں کا معمول ہے، خواہ یہ آپ ﷺ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد، حیات دنیویہ ہو یا عالم برزخ، خواہ میدان قیامت ہو کہ جس دن انبیاء و مرسلین کو دم مارنے کی جگہ نہ ہوگی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ باب شفاعت کھلوا کر اوّلین وآخرین کو نعمت کے دریاؤں اور رحمت کے انوار سے مستفیض فرمائیں گے اور حضور ﷺ سے استمداد (مدد) حاصل کرنے میں ان چاروں مقامات کے لیے بہت سے اخبار وآثار موجود ہیں۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ، 294)

(2) شیخ محقق ایک مقام پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے مسئلہ توسل، استعانت اور اِستمداد میں مسلک اہلسنّت وجماعت کے مؤقف کو ان الفاظوں میں تفصیلاً بیان فرماتے ہیں:

اہل قبور سے اِستمداد (مدد طلب کرنے) کا بعض فقہاء نے انکار کیا ہے، ان کا انکار اگر اس بنا پر ہے کہ اہل قبور کو زائرین اور ان کے احوال کا علم نہیں ہے اور وہ (اہل قبور) ان کی بات نہیں سنتے تو اس کا بطلان (باطل ہونا) ثابت ہو چکا ہے اور اگر انکار اس بنا پر ہے کہ اہل قبور کو اس جگہ قدرت وتصرف حاصل نہیں ہے کہ امداد کریں بلکہ وہ

Marfat.com

قید میں ہیں انہیں منع کیا گیا ہے اور وہ لاحق ہونے والی محنت اور سختی میں مصروف ہیں جس نے انہیں دوسرں سے روک رکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، خصوصاً متقین کے حق میں جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کی روحوں کو برزخ میں قرب اور قدر و منزلت حاصل ہو جائے اور ان کا وسیلہ پکڑنے والے زائرین کی حاجتوں کی طلب، دعا اور شفاعت پر قدرت مل جائے جیسا کہ قیامت کہ دن ہوگا تو اس کی نفی پر کونسی دلیل ہے!

قاضی بیضاوی نے " وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا " کی تفسیر بدن سے جدا ہوتے وقت نفوس فاضلہ کی صفات کے ساتھ کی ہے کہ انہیں جسموں سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور وہ خوشی خوشی عالم ملکوت کی طرف چلے جاتے ہیں، وہاں سیر کرتے ہیں اور حضائر قدس (جنت کے باغات) کی طرف سبقت کرتے ہیں پس وہ شرافت اقوت میں "مُدَبِّرَاتٌ " میں سے ہو جاتے ہیں۔

کاش ہمیں علم ہوتا کہ یہ فرقہ (شیخ کے زمانے میں اس فرقے سے مراد ابن تیمیہ کا ماننے والا گروہ تھا اور موجودہ دور میں اس کی مثال وہابی و دیوبندی وغیرہ ہے) جس اِستمداد و اِمداد کا انکار کرتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جہاں تک ہم (زائرین کی حالت و اعتقاد کو) سمجھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج و فقیر دعا کرنے والا (بندہ) اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور بارگاہ رب العزت سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب، معظم ہستی کی روحانیت کو وسیلہ بناتے ہوئے کہتا ہے، اے مولیٰ! اس بندۂ کریم کی برکت سے جس پر تو نے رحمت اور سرفرازی فرمائی ہے اور تیرا خاص لطف و کرم اس کی طرف متوجہ ہے،

Marfat.com

میری حاجت پوری فرما دے کہ تو کریم حاجت روا ہے، یا اس بندۂ مکرم کو نداء کرتا ہے کہ اے بندۂ خدا! اے اللہ تعالیٰ کے ولی! میری سفارش کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا مقصد و مدعا پورا فرمائے اور میری حاجت بر آئے۔

پس عطا فرمانے والا اور جس سے سوال کی امید ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے **"قادر"، "فاعل"** اور **"وجود میں تصرف فرمانے والا"** صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، اولیاء اللہ اپنے ربّ کے فضل، اس کی قدرت اور اس کے غلبے کے سامنے فانی و عاجز ہیں۔

ان کے لئے (حقیقی) فعل قدرت اور تصرف نہ اَب ثابت ہے اور نہ ہی اس وقت ثابت تھا جب وہ دنیا میں زندہ تھے (یعنی ذاتی تصرف، ورنہ عطائی کی شیخ اگلی عبارات میں خود وضاحت کر رہے ہیں)۔

اِمداد و اِستمداد اس معنی کے لحاظ سے جو ہم نے ذکر کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے) اگر موجب شرک اور ماسوی اللہ کی طرف توجہ کا سبب ہے جیسا کہ منکر گمان کرتے ہیں تو چاہیے کہ صالحین اور اولیاء اللہ سے ان کی ظاہری حیات میں بھی توسل اور ان سے دعا کی درخواست ممنوع ہو حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں متعارف ہے۔

اور اگر منکرین (مسئلہ امداد و توسل) کہیں کہ یہ حضرات وفات کے بعد معزول ہو گئے ہیں اور اس حالت اور کرامت سے باہر جا چکے ہیں جو کہ انہیں دنیاوی زندگی میں حاصل تھی تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

Marfat.com

اور اگر کہیں کہ وفات کے بعد لاحق ہونے والی آفات کے سبب انہیں روک دیا گیا ہے اور وہ ان آفات کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ یہ مشغولیت قیامت کے دن تک مسلسل جاری رہے گی، زیادہ سے زیادہ یہ کہ مخلوق کی طرف توجہ ہمیشہ نہ ہو اور اِستمداد کا فائدہ عام نہ ہو بلکہ ممکن ہے کہ بعض حضرات عالم قدس کی طرف منہمک ہوں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرف انکی محویت کا یہ عالم ہو کہ نہ تو ان کی توجہ دنیا کی طرف ہو اور نہ ہی انہیں احساس ہو اور وہ (اس محویت کے باعث) دنیا میں کوئی تصرف اور تدبیر بھی نہ کر سکتے ہوں جیسا کہ اس جہان میں بھی مجذوبوں اور اصحاب ہوش کے حال کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ اختلاف انبیائے کرام کے علاوہ میں ہے کیونکہ انبیائے کرام زندہ ہیں، حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ اور اولیاء اللہ زندہ ہیں اُخروی و معنوی زندگی کے ساتھ۔

کچھ عرصہ سے ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو اولیاء اللہ سے اِستمداد و اِستعانت کا منکر ہے، اولیاء اللہ دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کر چکے ہیں، اللہ کی بارگاہ میں خوشحال اور رزق دیے جاتے ہیں لیکن لوگوں کو شعور نہیں ہے، منکرین ان حضرات کی طرف توجہ کرنے والوں کو مشرک اور بت پرست جانتے ہیں (جیسا کہ دیوبندی، وہابی وغیرہ اور شیخ کے زمانے میں ہی ایسے فرقوں نے عروج پکڑا اور اختلافات رونما ہوئے) اور جو ان کی زبان پر آتا ہے کہتے ہیں (جیسا کہ موجودہ زمانے میں ان کی کتب مثلاً تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، فتاوی رشیدیہ وغیرہ میں مذکور ہے)۔

Marfat.com

عرصہ دراز سے اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل میرے دل میں تھی آج توفیق الٰہی سے بیان کردی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اسکی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

(اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، ج،5 صفحہ،234-231)

شیخ محقق کی گفتگو سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ انبیائے عظام اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدد فرماتے ہیں، اس میں زندگی اور موت کے بعد کی حالتیں یکساں ہیں بلکہ بعد از موت تو ان کی روحانی طاقتوں میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ نیز شیخ نے ارشاد فرمایا:

جو بعض فقہاء نے انکار کیا بھی ہے تو وہ فقط اولیاء اللہ کے بارے میں ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں سابقہ زمانوں میں کسی کا بھی ایسا عقیدہ نہیں تھا کہ یہ حضرات زندہ نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد وصال بھی حقیقی زندگی سے موصوف ہیں، البتہ ہمارے زمانے میں اب بہت سے گمراہ فرقوں نے انبیائے کرام کے بارے میں بھی ایسا باطل عقیدہ اپنا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق بخشے۔

اب ذیل میں شیخ الاسلام کی عبارت کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں شیخ نے مطلقاً استمداد وتوسل کیلئے قاعدہ کلیہ امام غزالی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان فرمایا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں:

(3) امام حجۃ الاسلام سیدنا محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جس شخص سے حالت زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں وفات کے بعد بھی اس سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج،2، صفحہ،923)

Marfat.com

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

(قاعدہ یہ ہے کہ) جس شخص سے حالت زندگی میں برکت حاصل کرتے ہیں بعد موت بھی اس سے برکت حاصل کر سکتے ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر قبولیت دعا کے لیے تریاق اکبر ہے۔

اور بعض مشائخ نے فرمایا:

ہم نے چار اولیاء اللہ کو پایا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح سے حالت حیات میں کرتے تھے (ان چار ہی میں حصر مقصود نہیں بلکہ کہ مشائخ میں سے بعض نے ان چار بزرگوں کو زیادہ تصرف کرتے دیکھا سو بیان کر دیا اس سے باقی اولیاء اللہ کی کرامات و تصرفات کا انکار لازم نہیں آتا)۔ (جذب القلوب، اردو، صفحہ 286)

(5) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان نیک لوگوں کا توسل بھی پکڑا جا سکتا ہے جن کا حضور ﷺ کے دربار سے کسی قسم کا تعلق ہو، اس بات کے متعلق بھی بہت سی احادیث ہیں، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے اِستسقاء (بارش طلب کرنے) کے لیے توسل کرنا اس بات کی تائید کرتا ہے اور یہ صحیح احادیث میں مذکور ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط سالی ہوتی تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اِستسقاء (بارش طلب کرنے) میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل پکڑتے، اور کہتے: اے اللہ! اس سے پہلے جب قحط سالی ہوتی تھی تو ہم تیرے نبی علیہ السلام کا توسل پکڑتے اور تو پانی برساتا تھا اب تیرے نبی کے چچا کا توسل

Marfat.com

پکڑتے ہیں لہٰذا ہمیں بارش عطا فرما، تو بارش برسنا شروع ہو جاتی۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ، 300-299، اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج، 2، صفحہ، 726)

(6) بندۂ مسکین شیخ عبدالحق (محدث دہلوی) کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے تمسک وتوسل بایں وجہ جائز ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قرب ومنزلت حاصل ہوتی ہے اور ان کی تعظیم بھی صرف اسی وجہ سے ہی کرتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور رسول مقبول ﷺ کی اتباع خوب کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 345)

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

مشائخ وصوفیاء قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں: عالم برزخ میں بعض اولیاء کا تصرف دائم وباقی ہے اور ان کی ارواح مقدسہ سے توسل و استمداد (وسیلہ پکڑنا اور مدد طلب کرنا) ثابت وموثر ہے۔ (تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 81)

(8) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اور یہ فطری بات ہے کہ بزرگوں کے حالات سن کر ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ان کو یہ سعادت ابدی صرف اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ حسن عمل کے پیکر تھے، جس سے خود اس کے دل میں لامحالہ حسن عمل کی طرف قدم بڑھانے کا ایک لازوال جذبہ پیدا ہو جائے گا، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پاکیزہ ارواح ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں وہ ہمیں بھی عالم آخرت میں یاد کرلیں، اور مدد کے لیے اپنے دروازہ کو طالب کے لیے کھول دیں۔

(اخبار الاخیار، فارسی 7 صفحہ، اردو، صفحہ، 28)

Marfat.com

(9) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ان بزرگوں کے مناقب وفضائل میں لب کشائی کروں اور حضرات مشائخ قدس اللہ اسرار ہم سے تعاون کی درخواست کرتے ہوئے انہیں پیرِ دستگیر وفریاد رس بنی آدم کے دربار میں وسیلہ بناؤں۔ (اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ 7، اردو، صفحہ، 29)

(10) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ایک مقام پر قطب الاولیاء، شہنشاہِ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک نقل فرماتے ہیں:

آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تا کہ مراد پوری ہو۔ اور فرمایا:

جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے امداد چاہے تو اسکی مصیبت دور ہو جو کسی سختی میں میرا نام پکارے اسے کشادگی حاصل ہو جو میرے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں۔ (اخبار الاخیار فارسی، ص 19، اردو، ص 50)

(11) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

خصوصاً صالحین کی زیارت کے وقت ادب کی رعایت حسب مراتب ضروری ہے، جس طرح ان کی زندگی میں کیونکہ صالحین ان کی زیارت کرنے والوں کے ادب کے مطابق ان کی زبردست مدد کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج، 2، صفحہ، 931)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک مقام پر اولیاء اللہ کی حیات اور بعد وصال اُن سے توسل و اِستمداد اور ان کے تصرفات کے بارے میں نہایت نفیس گفتگو لکھتے ہیں ہم وہ تمام من وعن یہاں نقل کر رہے ہیں۔

Marfat.com

(12) مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام نے اولیاء اللہ سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاملین کے یہاں طے شدہ عقیدہ ہے، یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان کی ارواح سے فیوض وفتوح حاصل ہوئے ہیں، اسے صوفیہ کی اصطلاح میں ''اویسی'' کہتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاقِ مجرب ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس سے اسکی زندگی میں مدد لینا جائز ہے اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔

مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا:

میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اسی طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر، اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ معروف کرخی اور دو بزرگ اور شمار کیے جاتے ہیں اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے دیکھا اور پایا اس کا بیان کردیا۔

سیدی (ابو العباس شہاب الدین) احمد بن زرّوق (برنسی فاسی) جو کہ اعاظم فقہاء، علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں (ان کی کتاب ''قواعد التصوف'' نہایت مشہور ہے، شیخ محقق نے اس کی شرح بھی لکھی ہے وہ) فرماتے ہیں:

ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میّت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے زندہ کی امداد قوی ہے اور میں یہ کہتا

Marfat.com

ہوں کہ میّت کی امداد قوی تر ہے۔

شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے سامنے ہے، اس (امداد اولیاء اللہ کے) بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد و شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت اور اقوال سلف صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی و مخالف ہو اور اس کی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور اُن کے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے اور ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انہیں حاصل تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور انہیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے، یہ سب کچھ انکی ارواح کرتیں ہیں وہ باقی ہیں اور متصرفِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ سب کچھ حقیقتاً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے، یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلالِ حق میں فانی و مستغرق ہیں، لہٰذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز و مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (یعنی اس میں انکار درست نہیں) جیسا کہ ان کی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقتاً تو فعل و تصرف حق تعالیٰ جل جلالہ کا ہوتا ہے نیز ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جو اولیاء اللہ کی زندگی اور موت میں فرق کرے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج،2، صفحہ،923)

(13) شیخ الاسلام عبد الحق محدث دہلوی ایک جگہ امام مالک کا خلیفہ وقت سے مسجد نبوی میں کیے گئے مکالمہ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

Marfat.com

خلیفہ ابو جعفر (یہ حالت دیکھ کر) امام مالک سے کہنے لگا: اے ابو عبداللہ! (یہ امام مالک کی کنیت ہے) میں اپنا منہ اپنی دعا کے وقت قبلہ سے پھیروں یا کہ رسول اکرم ﷺ سے پھیروں؟ تو امام مالک نے ارشاد فرمایا:

تم رسول اللہ ﷺ سے کیوں اپنا منہ پھیرتے ہو جبکہ وہ تمہارے لیے وسیلہ ہیں اور قیامت کے دن تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بھی وسیلہ ہوں گے، جاؤ! حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور شفاعت طلب کرو۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ 438)

شیخ الاسلام والمسلمین سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ دلائل وحوالہ جات سے اس بات کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے اِستمداد وتوسل کرنے میں تو کسی بھی محقق عالم دین نے اختلاف نہیں کیا کیونکہ حضور ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام بعد وصال بھی زندہ ہیں اپنی حیات حقیقی دائمی کے ساتھ موصوف ہیں، ہاں اگرچہ بعض فقہاء ومحدثین نے اولیاء اللہ سے استمداد وتوسل میں کلام کیا ہے لیکن جمہور فقہاء ومحدثین نے اُن کے برخلاف اس مسئلے کا اثبات دلائل قاہرہ ونصوص ظاہرہ سے احسن طریقہ پر کیا اور توسل واستمداد کے متعلق حقیقت حال کو واضح کر کے شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

شیخ محقق نے ایک مقام پر منکرین کے نو پید فرقے کی جانب بھی اشارہ کیا ہے جو کہ اپنے ماسوا عقائد کے حامل لوگوں کو اور بالخصوص مسئلہ توسل واستمداد کے ماننے والوں کو کافر ومشرک اور قبر پرست جیسے قبیح الفاظ سے منسوب کرتے ہیں، اس فرقے کے بارے میں شیخ نے اشارۃً اور مسئلہ توسل کے اثبات میں صراحۃً ان کی

Marfat.com

خباثتوں کا بیان کر کے حق کو واضح فرما دیا ہے۔

آج ہمارے دور میں بھی اسی فرقے کے افراد نے نیا نام لیکر وہی کام شروع کر رکھا ہے جو کہ اُس دور میں اُن لوگوں نے کیا ہوا تھا، آج اس فرقے کا نام دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین وغیرہ ہے، یہ اوران کی ہم عقیدہ جماعتیں شبانہ روز مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے میں سرگرم عمل ہیں۔ معاذ اللہ

مسئلہ استمداد و توسل کے انکار میں ان کی جانب سے ایک بنیادی اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ سے جو لوگ توسل و استمداد کرتے ہیں حضور ﷺ کو تو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ معاذ اللہ

ہم مزید گفتگو کرنے کے بجائے شیخ محقق ہی کے حوالے سے اس بات کا جواب تحریر کر دیتے ہیں کہ کیا حضور ﷺ سے مدد مانگنے والوں کی حضور ﷺ کو خبر ہوتی ہے اور کیا حضور ﷺ ان کی امداد دستگیری فرماتے ہیں۔

(14) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضرت سیدہ میمونہ کی حدیث جسے امام طبرانی نے **"معجم صغیر"** میں نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ایک رات میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے تین مرتبہ **"لبیک لبیک"** ارشاد فرمایا اور تین مرتبہ **"نصرت نصرت"** یعنی میں مدد کرتا ہوں، میں نے قریب آ کر حضور ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! میں نے آپ کو یہ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے کیا کوئی شخص موجود تھا جس سے آپ باتیں کر رہے تھے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص راجز بنی کعب تھا جو بنو خزاعہ سے ہے، اس نے مجھ سے مدد مانگی تھی اور وہ کہتا تھا: قریش نے بنو بکر کی مدد سے ہم پر شب خوں مارا، تین

Marfat.com

دن بعد عمرو بن سالم خزاعی اپنے چالیس سوار لئے ہوئے مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف پہنچ گیا اور جو کچھ واقعہ ہوا تھا تمام عرض کر دیا۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،386)

حدیث میں دیکھئے کہ بنو خزاعہ کا راجز (پکارنے والا) اپنے شہر میں جو کہ مکہ کے قریب تھا اس شب خوں والی رات میں حضور ﷺ کو پکارتا ہے تو حضور ﷺ اس کی پکار سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں، تین دن بعد اس قبیلے کے افراد آپکی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کے حضور ﷺ امداد دستگیری فرماتے ہیں، یہ واقعہ اگرچہ حیات مبارک کا ہے لیکن وصال کے بعد بھی ایسا ممکن ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ فافہم

اس حدیث مبارکہ میں کتنی صراحت سے مذکور ہے کہ آقائے دو عالم نے نا صرف آپ سے مدد مانگنے والوں کی درخواست خود سنی بلکہ اس کا جواب بھی دیا اور امداد بھی فرمائی اب مخالفین کو اس حدیث کے بارے میں لب کشائی کرنے کے بجائے حق کو قبول کر کے اتباع اسلام کو اپنانے ہی میں عافیت لینی چاہیے۔

نوٹ: عام طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے لیکن اصل حوالے کے لیے لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہم یہاں اس کا حوالہ لکھ دیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت آسانی ہو۔

| "معجم الکبیر للطبرانی": ج،۲۳،صفحہ،۴۳۳، رقم الحدیث،۱۰۵۲، مکتبہ ابن تیمیہ ،مصر۔ "معجم الصغیر للطبرانی": ج۲، صفحہ ۱۶۷، رقم الحدث،۹۶۷، مکتب الاسلامی ،بیروت۔ "شواھد الحق للنبھانی" اردو، صفحہ، ۴۵۷ ، حامد اینڈ کمپنی، لاھور۔ |

ندائے

انبیائے کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اس کلام کی تحقیق بعض علمائے اسلام نے اس طرح کی ہے کہ سلام بھیجنا سید اَنام ﷺ پر دو قسم کا ہے۔

اوّل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لیے نزولِ سلام و رحمت کی دعا و درخواست اللہ تعالیٰ سے ہو، پھر خواہ لفظ حاضر سے ہو یا غائب سے، اس کا کہنے والا دربارِ رسالت میں حاضر ہو یا نہ ہو، وہ کہے:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ"

یا پھر یوں کہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ"

اس قسم کو بعض علماء نے جنابِ رسالت ﷺ کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ 263)

(2) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

پروردگارِ عالم جل جلالہ کا یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ ایک فرشتہ دربارِ رسالت ﷺ میں مقرر رہتا ہوگا کہ بندوں کا سلام پہنچایا کرے جیسا کہ بادشاہوں میں دستور ہے (یعنی بادشاہ کے خدام، جس طرح کوئی شخص ملنے آتا ہے تو بادشاہ واس کے خادم پہلے جا کر خو

Marfat.com

پیغام دیتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کی بارگاہ میں خدام فرشتے ہیں اور وہ امتی کے سلام کا پیغام بادشاہ وشہنشاہ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کردیتے ہیں) اس کے باوجود بعض خاص بندوں، خاص مقربین اور تمام شکستہ دلوں کا سلام حضور ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اور بہ نفس نفیس جواب بھی دیتے ہیں۔ (جذب القلوب، اردو، صفحہ، 265)

(3) شیخ محقق بلاتبصرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہوگیا کسی شخص نے عرض کی: اپنے سب سے زیادہ محبوب شخصیت کا نام لو تو اس مصیبت سے نجات مل جائے گی پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح پکارا:

" یَامُحَمَّدَا "

تو ان کا پاؤں فوراً ہی درست ہوگیا۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 447)

(4) شیخ الاسلام والمسلمین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے قصیدے میں بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں:

خرابم در غم ہجر جمالت یارسول اللہ
جمال خود نما رحمے بجانِ زار شیدا کن

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ کے غم وفراق میں فریفتہ ہو چکا ہوں، اپنا جمال دکھائیں اس جان زار عاشق پر رحم فرمائیں۔

بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما
بہ لطف خود سرو سامان جمع بے سروپا کن

ترجمہ: جیسے بھی ہو یارسول اللہ! اپنے کرم سے نوازیں اور اپنی عنایت سے

Marfat.com

اس بے یار و مددگار کو سامان بخشیں۔(اخبار الاخیار، فارسی، 323، اردو، صفحہ، 628۔627)

(5) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

کشف ارواح کے ذکر ''یا احمد'' ''یا محمد'' کے دو طریقے ہیں:

اوّل یہ کہ ''یا احمد'' کو داھنی طرف اور ''یا محمد'' کو بائیں جانب سے پڑھتے ہوئے قلب میں ''یا مصطفیٰ'' کا خیال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ **''یا احمد''، ''یا محمد''، ''یا علی''، ''یا حسن''، ''یا حسین''، ''یا فاطمہ''** کا چھ طرف ذکر کرے۔

اس کے بعد تمام ارواح کا کشف ہو جائے گا نیز مقرب فرشتوں کے اسماء کا ذکر بھی یہی تاثیر رکھتا ہے یعنی ''یا جبرائیل''، ''یا میکائیل''، ''یا اسرافیل''، ''یا عزرائیل'' کا چہار طرفی ذکر بھی یہی اثر رکھتا ہے۔

نیز ''یا شیخ' یا شیخ'' ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ **''یا''** حرفِ ندا کو دل کی سیدھی جانب سے نکالے اور شیخ کی ادائیگی کے وقت دل پر ضرب لگائے اس سے بھی کشف ارواح ہو جاتا ہے۔ (اخبار الاخیار، فارسی، 199 صفحہ، اردو، صفحہ، 425)

(6) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی ندا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس بندۂ مکرم (ولی اللہ) کو ندا کرتا ہے، اے بندۂ خدا، اے ولی اللہ! میری سفارش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرا مقصد و مدعا پورا فرمائے اور میری حاجت بر آئے۔

پس عطا فرمانے والا اور جس سے سوال و امید ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ بندہ تو درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔(اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، ج، 5، صفحہ، 232)

Marfat.com

جشن میلاد النبی ﷺ

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کی سلامتی پر خوشی کا اظہار کرنا "قربت وعبادت" ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب المناقب، ج، 7، صفحہ، 416)

(2) شیخ محقق میلاد کے حوالے سے امام ابن جوزی کا قول نقل فرماتے ہیں:

امام ابن جوزی کہتے ہیں:

جب اُس کافر ابولہب کو جس کی مذمت قرآن میں آئی اُسے خوشی کا صلہ ملا (کہ ہر پیر کے روز عذاب میں کمی ہوتی ہے) جبکہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کیا تھا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی امت میں ہو کر آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی محبت میں جتنا ہو سکتا ہے خرچ کرتے ہیں، مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً خدائے کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہو گی کہ وہ اپنے عام فضل وکرم سے انہیں جنت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔

اور ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور ﷺ کے ولادت کے مہینے میں محفلیں کرتے ہیں اور کھانے پکا کر اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے تحفہ جات خوب تقسیم کرتے ہیں اور ان لوگوں پر اس عمل کی برکت سے بیشمار برکات کا نزول ہوتا ہے، اس محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ سال بھر تک امان پاتے ہیں اور اس

Marfat.com

سے حاجت روائی و مقصود بر آری کی بڑی بشارت ہے، پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد مبارک کے دن کو عید بنایا تا کہ جس کے دل میں بغض و عناد ہے وہ اسے دیکھ کر مزید جل اٹھے۔ (ما ثبت من السنہ، اردو، صفحہ، 74)

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

جو حضرات حرمین شریفین میں محافل میلاد مبارک کا انعقاد کرتے ہیں اور میلاد شریف کے ذکر و بیان کرنے کا معمول رکھتے ہیں، ان کا درود شریف سے قبل اس آیت کو پڑھنے کا معمول ہے:

" اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَا ئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ "۔(سورۃ الاحزاب:۵۶)

اور پھر وہ اس حکم کو بجالانے کے لیے پڑھتے ہیں:

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلِّمْ "

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ، 493)

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

(ربیع الاوّل کی) بارہویں تاریخ ہی آپ ﷺ کا یوم میلاد ہے اور یہی مشہور ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے کہ اسی تاریخ کو وہ حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔ (ما ثبت من السنہ، اردو، صفحہ، 71)

(5) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اگر ہم یہ کہیں کہ وہ رات جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں لیلۃ القدر سے بلا شبہ افضل ہے، اس لیے کہ یہ رات تو حضور ﷺ کی رات ہے اور لیلۃ القدر تو حضور ﷺ کو عطا ہوئی ہے اور جو چیز ذات شریف کے ظہور کے سبب سے مشرف ہو وہ اس

Marfat.com

چیز سے زیادہ شرف والی ہوگی جوان کو عطا ہونے سے مشرف بنی ہو۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر تو اس لئے محترم ہے کہ اس رات فرشتے اترتے ہیں اور پیدائش کی رات میں تو حضور ﷺ کے ظہور کی شرافت ہے۔

اور اس لیے بھی کہ لیلۃ القدر کی فضیلت تو حضور ﷺ کی اُمت پر ہے اور شب میلادِ مصطفیٰ کی فضیلت ساری کائنات پر ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات مقدس کو اللہ تعالیٰ نے ساری جہان کے لیے رحمت بنایا اور اسی ذات مقدس کے صدقے میں ہی تو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہیں۔

(ماثبت من السنہ، اردو، صفحہ 73 و مدارج النبوۃ، اردو، ج 2، صفحہ 17)

(6) شیخ محقق میلاد کے دونوں میں ایک بزرگ کی سخاوت کے بارے میں لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

یکم ربیع الاوّل سے بارہ ربیع الاوّل تک روزانہ ایک ہزار روپے بغرض ایصال ثواب بارگاہِ نبوت اس طرح خرچ کیا جاتا کہ روزانہ ایک ہزار روپیہ اس پر اضافہ کرتے رہتے یعنی یکم کو ایک ہزار اور دوسری کو دو ہزار، تیسری کو تین ہزار، اور بارہویں کو بارہ ہزار روپے خرچ کرتے تھے حالانکہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ مہنگائی و ارزانی کا زمانہ تھا۔ (اخبار الاخیار، فارسی، 227 صفحہ، اردو، صفحہ 472)

میلاد شریف کے بارے میں مزید عبارات پیش کرنے کے بجائے فقط ایک جامع حوالہ جو کہ دراصل شیخ کی مانگی ہوئی دعا ہے اُسے تحریر کر دیتے ہیں، اسی سے میلاد کے بارے میں شیخ کا مسلک مزید واضح و مؤکد ہو جائے گا اور اہل انصاف اس بارے میں شیخ کی محبت و عقیدت کو بھی ملاحظہ کر لیں گے۔

Marfat.com

(7) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق جانوں، میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود ہے البتہ مجھ حقیر فقیر (شیخ عبدالحق) کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی ومحبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر دُرود وسلام بھیجتا رہا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے، اس لیے اے أرْحَمُ الرَّاحِمِيْن! مجھے پورا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔

(اخبار الاخیار، فارسی، 320 صفحہ، اردو، صفحہ، 624)

Marfat.com

اَعراس بزرگانِ دین

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اگر تم یہ کہو کہ ہمارے ملک میں مشائخ کرام کی وفات کے دنوں میں عرس کا رواج ہے اس کی کیا اصل ہے اگر تمہارے علم میں اس کی اصل موجود ہے تو بیان کرو؟

تو میں جواب میں کہوں گا: میں (شیخ عبدالحق) نے یہی سوال اپنے شیخ امام عبدالوہاب متقی مکی سے کیا تھا تو انہوں نے اس کے بارے میں جواب دیا: یہ ہمارے مشائخ کے طریقے اور ان کی عادتیں ہیں اور اس بارے میں ان کی کچھ نیتیں ہیں۔

میں نے پھر عرض کی: تمام دنوں کو چھوڑ کر اسی دن کو کیوں خاص کیا؟

تو ارشاد فرمایا:

ضیافت (مہمان نوازی) مطلق سنت ہے لہٰذا تمام دنوں کی تعیین سے قطع نظر کی جائے گی، شریعت میں اس کی نظیریں موجود ہیں، مثلاً مصافحہ کہ بعض مشائخ بعد نماز کرتے ہیں، دسویں محرم (عاشورہ) کو سرمہ لگانا، کہ سرمہ لگانا تو مطلقاً سنت ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

بعض متاخرین نے مغرب کے مشائخ کرام سے نقل کیا کہ جس دن اُن کا ربّ تعالٰی کی بارگاہ میں وصال ہوا اس دن دیگر دنوں کی نسبت خیر و برکت اور نورانیت کا امیدوار ہونا بہت اچھا ہے اور یہ ان اُمور میں سے ہے جنہیں متاخرین نے مُسْتَحْسَنَات (اچھے اعمال) میں شمار کیا ہے۔ (ماثبت من السنہ، اردو، صفحہ 146)

Marfat.com

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

صاحب کتاب "ذخیرۃ" احناف سے نقل کرتے ہیں: بعض احناف کے نزدیک عرسوں میں سماع سے کوئی حرج نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک تو تمام مباح ہے۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،646)

اس عبارت میں ائمہ احناف کے حوالے سے "صاحب کتاب ذخیرہ" نے عرسوں میں سماع کا جواز نقل کیا ہے (یہاں پر یا تو قاضی ابوعلی حسن بن عبداللہ بغدادی شافعی متوفی 425ھ مراد ہے یا پھر امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی مالکی مراد ہے کیونکہ دونوں اماموں نے ذخیرہ کے نام سے کتاب لکھی ہے اور ممکن ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور ہوں البتہ زیادہ احتمال انہی کا ہے)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت بھی اَعراس بزرگان دین مروّج تھا تب ہی تو سماع کو اس میں جائز و مباح کہا گیا، اگر بالفرض عرس ناجائز ہوتا تو اس میں سماع کے بارے میں اباحت کا قول کیوں بیان کیا جاتا؟ پتہ چلا کہ اس دور میں بھی اعراس بزرگانِ دین منعقد ہوتے تھے اور اس کو ائمہ و فقہائے احناف نے بالخصوص جائز وروا رکھا ہے، اسی طرح دیگر فقہائے شوافع اور مالکیہ و حنابلہ کا بھی مذہب ہے، اب جو اعتراض کرتے ہیں انہیں شیخ کے اس حوالے پر غور وفکر کرنا چاہیے۔

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ (شیخ خواجہ حسین ناگوری جو کہ شریعت وطریقت کے مسلمہ امام ہیں) نے اپنے جدّ امجد (غالبًا خواجہ صوفی حمید الدین ناگوری) کا عرس کیا اور کھانا تیار کرا کر لوگوں کو کھلایا اور اپنے حصہ کا کھانا افطار کے لیے رکھ لیا آپ کے علاوہ اہل ناگور نے

Marfat.com

بھی آپ کے جدِّ امجد کے عرس کے موقع پر چاول اور ساگ وغیرہ کا کھانا تیار کیا آپ نے اس میں سے بھی اپنا حصہ لیا اور سب یکجا کر کے افطاری کے لیے رکھ دیا۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ 182، اردو، صفحہ، 394)

اس عبارت سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ اعراس بزرگان دین ہمیشہ سے اکابرین علماء و مشائخ اور صالحین کا طریقہ رہا ہے، وہ اسے منعقد کرتے رہے ہیں، اب جو معترض ہے وہ شیخ کے اس حوالے پر ذرا توجہ کرے اور حق کو قبول کرے، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

(4) حضرت شیخ امان پانی پتی متوفی 997ھ کے بارے میں شیخ لکھتے ہیں:

گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوث الثقلین (سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی) کا عرس کیا اور فرمایا: غوث پاک سے پہلے قدم اٹھانا درست نہیں چنانچہ اس دن عرس کے لیے جو کھانا پکوایا تھا تقسیم کر دیا، بارہ ربیع الثانی کو آپ پر سکراتِ موت کا غلبہ ہوا تو آپ نے اسی حالت میں کلمات توحید بیان کرتے ہوئے بارہ ربیع الثانی 997ھ کو انتقال فرمایا۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 242، اردو، صفحہ، 498)

(5) شیخ محقق مشہور زمانہ بزرگ کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس فرماتے ہیں: میں ایک دن آپ (یعنی سیدی شیخ میر ابراہیم متوفی 953ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا عرس ہے اگر آپ مجلس میں شرکت فرمائیں تو مناسب ہوگا۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 251، اردو، صفحہ، 512)

Marfat.com

(6) شیخ محقق اہلیان دہلی کا ایک قدیم معمول بلا تنقید نقل فرماتے ہیں:

بقرعید کے ایام میں اس علاقہ (دہلی) کے رہنے والے شہر سے نکل کر حضرت مولانا مجدالدین حاجی متوفی 623ھ کے مزار پر جمع ہوتے ہیں اور اس اجتماع کو مولانا مجدالدین کا ختم شریف (عرس) کہتے ہیں۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 50، اردو، صفحہ، 113)

Marfat.com

ایصال ثواب

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ میّت کو صدقے کا ثواب پہنچتا ہے، اسی طرح دعا و استغفار کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے، اہل حق (اہلسنّت و جماعت) کا یہی مذہب ہے، ہاں بدنی عبادات میں اختلاف ہے، مثلاً نماز اور تلاوت قرآن وغیرہ، اس میں بھی پسندیدہ و مختار قول یہی ہے کہ اس کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

امام عبداللہ یافعی نے ''روض الریاحین'' میں فرمایا:

شیخ اجل امام علامہ عزالدین بن عبدالسلام کو لوگوں نے بعد وفات خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: ہم دنیا میں فتوی دیا کرتے تھے کہ تلاوت قرآن وغیرہ کا ثواب میّت کو نہیں پہنچتا مگر اس عالم برزخ میں آکر ہم نے اسکے خلاف پایا ہے (یعنی ثواب پہنچتا ہے)۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الزکوۃ، ج،3، صفحہ، 152 و مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ، 261)

(2) شیخ محقق فرماتے ہیں:

مُردوں کیلئے زندوں کی دعاؤں اور بہ نیت ثواب صدقہ دینے میں اہل قبور کیلئے عظیم نفع ہے، اس سلسلے میں بہت سی احادیث و آثار وارد ہوئے ہیں، نماز جنازہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے (یعنی اس سے بھی میت کے لیے دعائے مغفرت و ایصال ثواب ہوتا ہے)۔ (تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 138)

Marfat.com

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ احمد مجد شیبانی متوفی 927ھ اپنے شیخ خواجہ حسین ناگوری کے اصول کے مطابق 10 محرم الحرام اور بارہ ربیع الاوّل (اس جگہ مذکورہ شیوخ غالباً حضور ﷺ کا یوم وصال مراد لے کر ایصال ثواب کا اہتمام بارہ ربیع الاول کو کیا کرتے تھے، یہ تاریخ اِن شیوخ کے نزدیک معتبر ہوگی لیکن جمہور علمائے اسلام نے یوم وصال 2 یا 13 ربیع الاوّل قرار دیا ہے، بہرحال یہاں مقصود ایصال ثواب کرنا ہے) کو نئے اور دھلے ہوئے کپڑے پہنا کرتے، ان ایام میں راتوں کو زمین پر سوتے اور سادات کے قبرستان میں اعتکاف کرتے اور دن کو ازواج مطہرات اور حضور ﷺ کی روح کو ایصال ثواب کی غرض سے لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور صحابہ کرام اور تمام مشائخ عظام کی فاتحہ خوانی حتی الامکان ہرگز ترک نہ کرتے۔

(اخبار الاخیار، فارسی، صفحہ، 184، اردو، صفحہ، 398)

(4) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: کونسا صدقہ بہتر ہے کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے دوں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پانی دو کہ بہترین صدقہ ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق کنواں کھدوا کر فرمایا:

"هَذِهِ لِاُمِّ سَعْدٍ"

یعنی یہ کنواں سعد کی والدہ کے لیے ہے۔

Marfat.com

مالی عبادت میں صدقہ بالاتفاق صحیح ہے اور میّت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے، البتہ بدنی عبادت میں اختلاف ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ اُس کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب اعتاق العبد الشترک، ج،4، صفحہ،505، تکمیل الایمان، اردو، صفحہ،138)

یہ حدیث مبارک اہلسنّت و جماعت کی دلیل ہے کہ میّت کو صدقے کا ثواب پہنچتا ہے نیز کسی کی طرف منسوب کر دینے سے وہ چیز حرام نہیں ہوجاتی جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ نے نامزد کرتے ہوئے فرمایا: "هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ"۔

نامزد کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ صدقہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے لیکن اس کا ثواب فلاں شخصیت کے لیے ہے اور جیسا کہ ختم گیارہویں شریف و دیگر معمولات اہلسنّت و جماعت میں بزرگوں کی جانب نسبت کر دی جاتی ہے وہ تمام اسی طریقے پر ہیں، دیوبندی وہابی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اس نکتے کو نہیں سمجھتے اور ایسے اُمور کو حرام قرار دیتے ہیں۔

یہ سراسر ناجائز و ممنوع طریقہ ہے، اس طرح کرنے سے امت میں انتشار وافتراق کی فضا سازگار ہوتی ہے، لہٰذا افعال واعمال مسلمین کو حتی الامکان خیر و بھلائی کی جانب ہی پھیرا جائے گا اور جب یہاں اس فعل میں مسلمانوں کی نیت کی وضاحت بھی ہوگئی ہے کہ انکی نیت میں صدقہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے اور ثواب وغیرہ کسی بھی شخصیت کے لیے تو پھر کیوں اس وضاحت کو نظر انداز کر کے اسے حرام و ناجائز قرار دیا جاتا ہے اور شریعت مقدسہ کے اُصول وقوانین کی توہین کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ

Marfat.com

مسئلہ سماع موتی

سماع موتی (مُردوں کی سماعت) کے بارے میں " اشعة اللمعات " میں شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے ایک جگہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ تحقیقی گفتگو کی ہے جس میں منکرین کے دلائل وشبہات کے جوابات تحریر کیے ہیں ہم اس تمام گفتگو کو یہاں نقل کر رہے ہیں تاکہ ہر ایک یکساں مستفید ہو سکے۔

(1) یاد رہے کہ یہ حدیث صحیح (یعنی حضرت قتادہ کی روایت جس میں جنگ بدر کے بعد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ بدر کے کنویں پر گئے جس میں ان کافروں کو ڈالا گیا تھا پھر آپ ﷺ نے ان کو پکارنا شروع کیا: یا فلاں بن فلاں۔۔۔الخ) اور امام بخاری ومسلم کی روایت کردہ (متفق علیہ حدیث) اس بات میں صریح ہے کہ مُردوں کا سننا ثابت ہے اور جس چیز کے ساتھ انہیں خطاب کیا جائے اس کا انہیں علم ہوتا ہے، اسی طرح امام مسلم کی حدیث میں آیا ہے: "جب لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مُردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے"۔

اسی طرح حدیث میں ہے:

حضور ﷺ جنت البقیع کے مدفون حضرات کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے انہیں مخاطب کر کے سلام کیا اور فرمایا: اے مسلمانوں کے گھر والوں تم پر سلامتی ہو، تمہیں وہ چیز پہنچی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

Marfat.com

کیونکہ جو شخص سنتا اور سمجھتا نہیں ہے اس کے ساتھ خطاب معقول نہیں ہے اور ایسا فعل بے فائدہ شمار کیے جانے کے لائق ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے:

جب حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی مکہ مکرمہ میں موجود قبر کی زیارت کرتیں تو انہیں مخاطب کر کے کہتیں: ''اگر میں تمہاری وفات کے وقت حاضر ہوتی تو تمہیں اسی جگہ دفن کرتی جہاں تمہاری وفات ہوئی تھی اگر میں اس وقت حاضر ہوتی تو اب تمہاری زیارت نہ کرتی''۔

علامہ ابن ہمام نے شرح ہدایہ (فتح القدیر) میں فرمایا:

اکثر مشائخ اس کے قائل ہیں کہ مردہ نہیں سنتا، انہوں " کتاب الأیمان" میں تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں شخص سے کلام نہیں کروں گا پھر اس کی وفات کے بعد اس سے گفتگو کی تو اس قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ قسم اس شخص کے بارے میں منعقد ہے جو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور مردہ اس طرح نہیں ہے (اس کی وضاحت آرہی ہے)۔

مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں آیا ہے: ''مردہ لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے''۔ اس جماعت (منکرین) نے اسکا جواب دیا ہے کہ یہ سننا اس وقت کے ساتھ خاص ہے جب میّت کو قبر میں رکھا جاتا ہے یہ سوال و جواب کے لیے تیاری ہے حالانکہ یہ تخصیص ظاہر کے خلاف ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، ظاہر حدیث یہ ہے کہ مردے کو یہ حالت قبر میں حاصل ہے، اس باب میں ذکر کی گئی حدیث نبی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے کافروں کی حسرت میں اضافہ کرنے کیلئے۔

Marfat.com

مخفی نہ رہے کہ حدیث کو اس مطلب پر محمول کرنا محض احتمال ہیں اور ایسی تاویل ہے جس پر اس وقت تک محمول نہیں کرسکتے جب تک کہ سننے کے محال ہونے پر کوئی دلیل (صریح) قائم نہ ہوجائے۔

حالانکہ اللہ تعالی سنانے پر قادر ہے اور حواس کا علم کیلئے سبب ہونا اَمر عادی اور محض اللہ تعالی کے پیدا کرنے سے ہے۔

نیز کبھی یہ (منکرین) جواب دیتے ہیں: یہ گفتگو (مردوں کو خطاب کرنا وغیرہ) بطور مثال ہے۔

یہ جواب تو پہلے جواب سے بھی زیادہ بعید اور کمزور ہے۔ باقی رہا قسم کا معاملہ تو ان کا مدار عرف وعادت پر ہے نہ کہ حقیقت پر (یعنی قسم کے بارے میں امام ابن ہمام نے جو ماقبل فرمایا، اس میں عرف کے اعتبار سے قسم نہیں ٹوٹے گی، اصلاً مردوں کے سننے کی نفی مراد نہیں)۔

اس جماعت (منکرین سماع موتی) کی مضبوط ترین دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس روایت کو رد کردیا جب انہوں نے یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تو کہنے لگیں: رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح فرما سکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اِنَّكَ لا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى ۔ (سورۃ النمل: ۸۰)

ترجمہ: بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مُردے۔

وَمَا اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ۔ (سورۃ الفاطر: ۲۲)

ترجمہ: اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔

اسی کی مثل امام ابن ہمام نے بھی فرمایا ہے۔

Marfat.com

مواہب لدنیہ میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تاویل کرتے ہوئے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اب تم جانتے ہو کہ جو کچھ ہم کہتے تھے حق ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے جس کی بنا پر انہوں نے جاننے کے بجائے سننے کا ذکر کر دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مردوں کے سننے کا انکار کیا اور قرآن پاک کی مذکورہ آیت سے استدلال کیا ہے لیکن علمائے کرام نے حضرت عائشہ کے ارشاد اور اُن کے قرآن پاک سے استدلال کا جواب دیا ہے اور حضرت عائشہ کے اس ارشاد کو (مزید روایات اور صحابہ کرام کے اقوال کے پیش نظر) قبول نہیں کیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے:

محمد بن اسحاق نے **"مغازی"** میں سند جید اور امام احمد بن حنبل نے سند حسن کے ساتھ حضرت عائشہ سے حضرت عمر کی حدیث جیسی (اثبات سماع والی) حدیث روایت کی ہے گویا حضرت عائشہ نے انکارِ (سماع موتی) سے رجوع کر لیا تھا کیونکہ ان کے نزدیک اکابر صحابہ کی روایت ثابت ہو چکی تھی اور پھر حضرت عائشہ خود اس واقعہ (جنگ بدر میں) حاضر بھی نہ تھیں۔

علماء کی وہ جماعت جو سماع موتی کی قائل ہے، انہوں نے حضرت قتادہ کے قول سے استدلال کیا ہے جو حدیث کے آخر میں واقع ہوا ہے، اس قول کا حاصل یہ ہے کہ مردوں کو قبروں میں زندگی کی ایک قسم اور ایک حالت عطا کی جاتی ہے جس سے

Marfat.com

سماع حاصل ہوتا ہے، حضرت قتادہ کے اس قول میں حضور ﷺ کی تخصیص نہیں ہے کہ یہ سماع بطور معجزہ واقع ہوا اور نہ ہی ان مردوں کی تخصیص ہے بلکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ تمام مردوں میں وہ حالت پیدا کردے، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو اور کسی بھی زمانے سے تعلق رکھتا ہو، خوب غور کرو اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ کتاب وسنت ایسی چیزوں سے پُر ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ مُردوں کو دنیا اور دنیا والوں کا علم ہوتا ہے پس اس کا انکار وہی کرے گا جو احادیث سے جاہل ہو اور دین کا منکر ہو۔

(اشعۃ اللمعات، باب حکم الاسراء، ج، 5، صفحہ، 229.231: مدارج النبوۃ، اردو، ج، 2، صفحہ، 139.141)

(2) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تمام اہلسنّت و جماعت اس پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ سب مُردوں کیلئے اور خاص کر انبیاء علیہم السلام کے لیے اِدراک مثلاً علم وسماعت ثابت ہے۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ، 270)

(3) شیخ مزید فرماتے ہیں:

جہاں تک علم اور سمع یعنی جاننے اور سننے کا تعلق ہے تو اسکے ثبوت میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ علماء کی یہ تصریح موجود ہے کہ یہ صفات تمام مُردوں کو حاصل ہوتی ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 219)

Marfat.com

اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی کرامات

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تمام اہل حق ''اولیاء اللہ'' کی کرامات کے جواز کے قائل ہیں، ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو بقدر طاقت بشری اللہ تعالی کی ذات وصفات کا عارف ہو، ہمیشہ اطاعت بجالائے اور منع کردہ لذات وشہوات سے رُکنے والا ہو، تقوی اور اتباع میں حسب مراتب کامل ہوتا ہے، وقوع کرامت پہ کتاب وسنت اور صحابہ کی اخبار متواتر سے ثابت ہے اور یہ تواتر معنوی ہے انصاف اور ترک عناد کی صورت میں ان کے انکار کی مجال نہیں ہوسکتی۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعجزات، ج، 7، صفحہ، 329)

(2) شیخ ایک مقام پر مزید فرماتے ہیں:

اولیاء کی کرامات حق ہیں، ولی اسے کہتے ہیں جو عارف باللہ، اطاعات پر مواظبت، معاصی سے اجتناب، خواہش نفسانی واغراض اور مباح لذتوں وشہوتوں سے پرہیز رکھے، اگر ایسے شخص سے خوارق عادات یعنی کوئی کرامت وقوع پذیر ہوجائے تو جائز ہے کیونکہ یہ درحقیقت نبی ہی کا معجزہ ہے جو اس نبی کے اُمتی کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے۔

بعض اولیائے محمدی سے کرامات کا صدور بطریق شہرت وتواتر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے، جن میں اصلاً تردد وانکار کی گنجائش نہیں ہے خصوصاً بعض اعاظم

Marfat.com

اولیائے کرام، مثلاً غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الربانی اور آپ کی مثل اولیائے کرام وغیرہ اور مذہب حق یہی ہے کہ جو کچھ نبی سے بطریق معجزہ صادر ہو جائز ہے کہ وہ ولی اللہ سے بطریق کرامت ظاہر ہو (اس قاعدہ کے بارے میں کچھ تفصیل بھی ہے جس کا یہ مقام متحمل نہیں، کتب علم کلام کی جانب مراجعت کریں)۔

(تکمیل الایمان، اردو، صفحہ 133.134)

Marfat.com

تبرکات انبیائے کرام وصالحین رضی اللہ عنہم

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ صالحین کے آثار وتبرکات سے برکت اور لذت حاصل کرنا جائز بلکہ مستحسن امر (پسندیدہ کام) ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الطہارۃ، ج، 1، صفحہ، 612)

(2) حضور نبی کریم کی بیٹی سیدہ زینب کے وصال پر تبرک نبوی کا ایک واقعہ مع افادہ شیخ محقق نقل فرماتے ہیں:

''اس ازار کو کفن میں رکھنا تا کہ اس کی برکت اسے پہنچے'' (یہاں حضور ﷺ کا ازار مبارک مراد ہے جسے سیدہ زینب کیلئے کفن میں شامل کرنے کا حضور ﷺ نے خود حکم دیا تھا)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صالحین کے لباس اور ان کے آثار ونشانات سے بعد موت قبر میں برکت حاصل کرنا مستحب ہے جس طرح قبل موت بھی ان کے تبرکات سے برکات حاصل کرنا مستحب ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، ج، 2، صفحہ، 829)

(3) حدیث پاک سے حضور ﷺ کے وضو مبارک کے بچے ہوئے پانی کے تبرک ہونے کا استحباب ظاہر ہوتا ہے، نیز آب زم زم کی طرح بطورِ تبرک لے جانے کا ثبوت بھی ہے، حضور ﷺ مدینہ منورہ میں ہوتے تھے اور حاکم مکہ سے آب زم زم منگوایا کرتے تھے اور تبرک کے طور پر رکھتے تھے آپ ﷺ کے وارثوں یعنی علماء، صلحاء کی فضیلت وشان

Marfat.com

بھی اس پر قیاس کرنی چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،116)

(4) پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور گرامی نامہ (خط مبارک) ان (نجاشی) کی طرف بھیجا، دونوں فرمان عالی (خطوط مبارک) ان کی اولاد کے پاس موجود ہیں جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب الکتاب الی الکفار، ج،5، صفحہ،188)

(5) ایک حدیث کے بارے میں شیخ ذکر فرماتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مبارک مقامات پر عبادت کرنا، نماز ادا کرنا، زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الملاحم، ج،6، صفحہ،425)

(6) شیخ مزید ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

- یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ متبرک مقامات اور صالحین کے قریب دفن ہونا مستحب و افضل ہے۔ (اشعۃ اللمعات، باب بدء الخلق، ج،7، صفحہ،118)

(7) دور صحابہ میں تبرک مزار نبوی کے بارے میں شیخ فرماتے ہیں:

جب حکم الٰہی کے مطابق سرور انبیاء ﷺ کا مدفن یہی حجرہ شریف قرار پایا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حجرہ میں قیام فرما تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور قبر شریف کے درمیان کوئی پردہ نہ تھا، قبر شریف کے پاس جب لوگ کثرت سے آنے جانے لگے اور یہاں کی خاک بھی بطور تبرک لے جانے لگے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مکان کے دو حصے کر دیئے۔

(جذب القلوب، اردو، صفحہ،157)

Marfat.com

(8) حضور نبی کریم ﷺ نے اس پتھر پر ٹیک فرما کر کُہنی مبارک رکھی تھی، ایک دوسرے پتھر پر انگلیوں کے نشانات ہیں، لوگ ان تمام پتھروں سے برکات حاصل کرتے ہیں۔ (جذب القلوب، اردو، صفحہ 187)

(9) حضور سید المرسلین ﷺ کی کرامات و برکات اور جن اشیاء کو حضور ﷺ کے مس کرنے یا قرب عطا کرنے کے باعث کرامات و برکات میسر ہوئی ہیں ان کے ضمن میں صحیح حدیث کی روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق نے ایک جبہ اطلس کا بنا ہوا نکالا اور بتایا کہ یہ جبہ شریف حضور ﷺ نے پہنا تھا اور اب ہم مریضوں کو اس کے کنارے کا دھون پلاتے ہیں تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کا ایک پیالہ بھی تھا، اس میں بھی مریضوں کو پانی ڈال کر پلانے سے شفا مل جاتی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک رکھے ہوئے تھے جس کو جنگ میں پہنتے تھے، جس جنگ میں اسے پہن کر شامل ہوتے انہیں فتح حاصل ہوئی تھی۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ، 311)

(10) آپ ﷺ جس وقت سر مبارک اور داڑھی شریف میں کنگھی کرتے تو اگر کوئی بال مبارک ہوتا تو صحابہ اس کو بطور تبرک بڑی عزت و تعظیم کے ساتھ لیتے اور پھر اس تبرک کو بڑا محفوظ رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ، 291)

(11) شیخ محقق ایک صحابیہ کی عقیدت اور ان کا عمل نقل فرماتے ہیں:

حضرت ام عمارہ فرماتی ہیں: میں نے بہت کوشش کی تو چند بال مبارک مجھے حاصل ہو گئے اور وہ ہمیشہ میرے پاس رہے، میں اُن کو دھو کر غسالہ کا پانی بیماروں کو دیا

Marfat.com

کرتی تھی اور ان کو شفا ملتی تھی۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،2،صفحہ،303)

(12) تبرک نبوی کے بارے میں صحابی رسول کی وصیت نقل فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے پاس رسول اللہ ﷺ کی چادر، قمیص، موئے مقدس اور ناخن شریف رکھتے تھے، ان کی وصیت تھی کہ مجھے حضرت محمد ﷺ کی قمیص پہنائیں، چادر میں لپیٹیں اور ان کا ازار مبارک اوپر رکھ کر کفنایا جائے اور میرے منہ، ناک اور مواضع سجود میں حضور ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک رکھے جائیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2،صفحہ،744)

(13) مروی ہے کہ حضور ﷺ کے چند تبرکات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے انہوں نے وہ اپنے گھر میں اچھی طرح محفوظ کیے ہوئے تھے وہ روزانہ ایک مرتبہ ان کی زیارت کرتے تھے بعض اوقات کوئی معزز شخص آتا تھا تو وہ اس کو اس مکان میں لے جا کر تبرکات کی زیارت کراتے تھے۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،2،صفحہ،842)

مندرجہ بالہ حوالہ جات میں تبرکات کے بارے میں نہایت شافی بیان ہو چکا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ تبرکات نبوی سے بالخصوص اور دیگر تبرکات سے بالعموم حصول برکت کا معمول اب سے نہیں بلکہ صحابہ و تابعین اور علماء و مجتہدین کے زمانے سے متواتر چلا آ رہا ہے اس لئے جو لوگ اِسے موردِ الزام بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور اسے بدعت وغیرہ کے زمرے میں ڈالتے ہیں تو درحقیقت یہ انکی اپنی پراگندہ سوچ اور دقیانوسی خیالات کا شیطانی کرشمہ ہے، انہیں چاہیے کہ اس شیطانی مکاریوں سے اپنے خیالات کو پاک کریں اور راہِ ہدایت پر گامزن ہونے کی کوشش کریں کیونکہ قرآن وسنت کی واضح نصوص اور ائمہ اسلام کے ارشادات اس مسئلے کے اثبات میں موجود ہیں۔

Marfat.com

اسی سلسلے میں مخالفین کی جانب سے قبورِ انبیاء واولیاء سے تبرک کے حصول کو بھی کفر وشرک کہہ دیا جاتا ہے اور قبور سے تبرک حاصل کرنے والوں کو بت پرست، قبر پرست کے الفاظ سے مخاطب کیا جاتا ہے، یہ نہایت قبیح اقدام ہے اور شریعت مطہرہ کے مقابل دیدہ دلیری کوشش ہے نعوذ باللہ۔

لہٰذا ایسا کہنے والوں کے لیے ہم چند حوالہ جات ذیل میں تحریر کرتے ہیں جن میں صحابہ وتابعین کے زمانے میں اس فعل کا ثبوت ہے بلکہ خود آپ ﷺ کے سامنے بھی یہ فعل ہوا اور حضور ﷺ نے اسے جائز رکھا لہٰذا اب تو سنت کی تائید بھی حاصل ہو چکی اب تو انکار کو چھوڑ کر ہدایت کو اپنا لینا چاہیے۔

(14) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

امام محمد بن منذر کی روایت ہے، ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی آدمی نے خاک کی ایک مٹھی اٹھائی اور اپنے ساتھ لے گیا ازاں بعد اس نے دیکھا کہ وہ مٹی مشک اذخر بن چکی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰه ! سُبْحَانَ اللّٰه۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،258)

(15) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی قبر انور مَــرَوْ کے علاقے میں ہے کیونکہ آپ وہاں جہاد اسلامی کے لیے آئے تھے، لوگ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،568)

Marfat.com

(16) حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا گیا تو آپ کی قبر انور سے نہایت اعلیٰ قسم کی خوشبو آتی تھی اور مدت دراز تک یہ خوشبو آتی رہی، لوگ زیارت کے لیے آتے تھے اور قبر مبارک کی خاک بطور تبرک لے جاتے تھے یہاں تک کہ قبر میں کافی گڑھا پڑ گیا تو قبر کے تعویذ پر لکڑی کا پنجرہ بنا کر رکھ دیا گیا تا کہ تعویذ پر سے لوگ مٹی نہ اٹھا سکیں، اب لوگ پنجرے کے باہر سے قبر کی مٹی اٹھاتے تھے اس مٹی سے بھی وہی خوشبو آتی تھی، یہ خوشبو عرصہ دراز تک زائرین کے دماغ کو معطر کرتی رہی۔

(مقدمہ اشعۃ اللمعات، حالات امام بخاری، ج1، صفحہ 147)

(17) امام شافعی کی قبر انور ''قرافہ'' میں ہے، لوگ اس کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

(مقدمہ اشعۃ اللمعات، حالات امام شافعی، ج1، صفحہ 154)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ کا سیّدہ فاطمہ سے محبت کا اظہار

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضرت جمیع بن عمیر سے روایت ہے: میں اپنی پھوپی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا، میں نے ان سے سوال کیا: حضور ﷺ کے نزدیک انسانوں میں کون زیادہ محبوب تھا؟ تو حضرت عائشہ نے فرمایا: "فاطمہ" عرض کیا: مردوں میں سے کون؟ فرمایا: ان کے شوہر (یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہم)۔

اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کا انصاف اور ان کا سچ قابل دید ہے کہ انہوں نے کیا فرمایا حالانکہ اس جگہ انہیں کہنا چاہیے تھا کہ میں اور میرے والد (جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عمرو بن عاص کی روایت میں موجود ہے) اور بعید نہیں کہ اگر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا جاتا تو وہ بھی فرماتیں: عائشہ اور ان کے والد۔

[ہاں واقعی بعید نہیں کیونکہ شیخ نے مدارج النبوۃ، ج،2، صفحہ،629، مکتبہ اسلامیہ لاہور، میں یوں بیان کیا ہے کہ ایک حدیث میں ہے: لوگوں نے سیدۂ کائنات فاطمہ سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کسے محبوب رکھتے تھے؟ تو فرمایا: "عائشہ" کو، پھر لوگوں نے عرض کی: مردوں میں کس کو محبوب رکھتے تھے؟ تو فرمایا: ان کے والد (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) کو]

برخلاف گمراہی اور تعصب والوں کے کہ وہ ان حضرات (حضرت عائشہ وحضرت فاطمہ اور صدیق اکبر و علی مرتضی) کو ایک دوسرے کا مخالف اور دشمن قرار دیتے ہیں، حاشا وکلا! ایسا ہرگز نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، باب المناقب اہل بیت، ج،7، صفحہ،504)

Marfat.com

صحابہ کرام کے باہمی تنازعات

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ادب وحقوق کے سلسلہ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی عظمت وتوقیر کی جائے، ان کے حقوق واحسان کی پہچان ہو، ان کی حقوق کی ادائیگی ہو اور ان صحابہ کی اتباع واقتداء اِختیار کی جائے، صحابہ کرام کے افعال اعمال آداب واخلاق کی سنتوں پر عمل پیرا ہوا جائے اس حد تک کہ جہاں تک عقل وشعور کی تابِ رسائی نہیں۔

ہر صحابی کو حق حاصل ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، اس کا ادب ملحوظ رکھا جائے اور انہیں دعا واستغفار سے یاد کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام کی تعریف فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اہل اسلام کو یہ حکم فرمایا گیا ہے کہ وہ سب صحابہ کے حق میں استغفار کریں۔ لیکن کچھ لوگ وہ ہیں جو گالیاں دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ

چنانچہ صحابہ کرام پر طعن کرنا ادلہ قطعیہ کے خلاف ہے جس طرح اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنا کفر ہے ورنہ بدعت اور فسق ہے (کذا فی المواہب)۔

صحابہ رسول ﷺ کے تنازعوں، مناقشوں اور ان کے گزشتہ واقعات کو ظاہر

Marfat.com

کرنے اور بیان کرنے سے گریز لازم ہے، اس سے اپنی زبان کو روکا جائے اور ان تمام باتوں سے اغماض و اعراض کرنا چاہیے جو مؤرخین بے بنیاد خبریں دیتے ہیں اور جاہل لوگ انہیں (لاعلمی میں بغیر تحقیق کے) روایت کرتے ہیں۔

غالی شیعہ اور بے دین و گمراہ رافضیوں و مبتدعین کی باتوں سے بھی اجتناب برتنا چاہیے، وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ان کے جو نقائص، برائیاں اور خطا کاریاں بیان کرتے ہیں وہ زیادہ تر جھوٹ اور افترا ہوتا ہے۔

اور کتب تاریخ میں مذکور صحابہ کرام کے مشاجرات اور لڑائیاں جو پائیں تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اچھی اور بہتر کتب تاریخ سے ان کو ڈھونڈ کر انہیں اچھائی اور بہتری پر محمول کریں، ان کی برائی یا عیب کبھی بھی اپنی زبان پر نہ لائیں۔

صحابہ کرام کے نیک اعمال، اچھی عادات اور ان کے فضائل و برکات کا تذکرہ کرنا چاہیے اور جو کچھ بھی ان کے سوا پائیں اس سے چشم پوشی اختیار کریں کیونکہ ان کی صحبت جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ یقینی بات ہے اور جو کچھ بھی اس کے سواء ہے وہ سب ظن و خیال پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ جو صحبت عطا فرمائی ہے اُن کے حق میں وہی کافی ہے۔

اور اہل بیت نبوت کے حق میں اگر بالفرض صحابہ کرام میں سے کسی سے کوئی کوتاہی ہو بھی گئی ہو تو امید ہے کہ وہ حضور ﷺ کی شفاعت کے ذریعے معاف کر دی جائے گی، یہی طریقہ و مسلک اس ضمن میں اہلسنّت و جماعت کا ہے اور کتب عقائد میں اسی طرح لکھا ہے: "لَا تُذْكَرُ احَدٌ مِنْهُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ " یعنی ان صحابہ میں سے کسی کا ذکر بھی خیر کے سوا نہ کرو۔

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے:

"اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَأَمْسِکُوْا"

یعنی جب میرے صحابہ کا ذکر کرو تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 1، صفحہ، 469.470)

(2) اہلسنّت وجماعت کا طریقہ یہ ہے کہ ان (صحابہ کرام) کے بارے میں صرف کلمہ خیر ہی زبان پر لایا جائے ورنہ خاموشی اختیار کی جائے اور اگر کوئی بات اس کے خلاف منقول ہو (جس کی بنا پر صحابہ کرام پر اعتراض ہوتا نظر آئے) تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے کہ اسی میں سلامتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب مناقب الصحابہ، ج، 7، صفحہ، 381)

Marfat.com

خلافت صدیق و علی رضی اللہ عنہم
پر تفصیلی گفتگو اور شیخ کا مؤقف

یہ قوی ترین دلیل ہے (یعنی حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت شدہ حدیث غدیر خم کا یہ حصہ جس میں حضرت عمر نے حضرت علی سے کہا تھا: "هَنِيئاً يَا ابْنَ اَبِی طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ") جس کے ساتھ شیعہ اپنے اس دعوے پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت کی خلافت کے بارے میں تفصیلی نص وارد ہے، وہ کہتے ہیں کہ "مولیٰ" کا اس جگہ معنی ہے "امامت کا زیادہ حق دار"۔

اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "اَلَسْتُ اَوْلٰی بِكُمْ" اس کا معنی مددگار اور محبوب نہیں ہے ورنہ صحابہ کرام کو جمع کرنے، ان سے خطاب کرنے، اتنا مبالغہ کرنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرنے کی حاجت نہیں تھی کیونکہ اس بات کو تو تمام صحابہ جانتے تھے ایسی دعا تو صرف ایسے امام معصوم کے لئے ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو پس حضرت علی کا امت پر وہی حق ولاء ہو گا جو نبی کریم ﷺ کا امت پر حق ولاء ہے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص صریح ہے، یہ حدیث "صحیح" ہے جسے کسی شک وشبہ کے بغیر محدثین کی ایک جماعت مثلاً امام ترمذی، نسائی، امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے، اس حدیث کی کثیر اسناد ہیں اس کو سولہ صحابہ نے روایت کیا ہے، امام احمد کی ایک روایت ہے: اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا ہے

Marfat.com

اور حضرت علی ﷛ کی خلافت کے زمانے میں جب ان سے نزاع اور اختلاف کیا گیا تو ان صحابہ کرام نے اس حدیث کی گواہی دی، اس کی بہت سی سندیں صحیح اور حسن ہیں جن حضرات نے اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گفتگو کی ہے ان کا قول قابل توجہ نہیں ہے۔

اسی طرح ان حضرات کا قول بھی لائق التفات نہیں ہے جنہوں نے کہا: "اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ " کی زیادتی موضوع ہے، اس لیے کہ یہ زیادتی مختلف اسناد کے ساتھ وارد ہوئی، ان میں سے اکثر اسناد کی علامہ ذہبی نے تصحیح کی ہے۔

لیکن ہم (شیخ محقق) شیعہ کو بطورِ الزام کہتے ہیں:

ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے انہوں نے کہا ہے: جب تک حدیث تواتر نہ ہو اس سے امامت کے صحیح ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اور یقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔

اس لئے کہ اس میں اختلاف موجود ہے اگر چہ یہ اختلاف مردود ہے بلکہ اس پر طعن کرنے والے وہ عادل اور آئمہ حدیث ہیں جن کی طرف اس معاملے میں رجوع کیا جا سکتا ہے، مثلاً ابوداؤد، ابن ابی حاتم رازی نیز دیگر ائمہ، امام بخاری، مسلم، واقدی وغیرہ اکابر محدثین نے اسے روایت نہیں کیا جو حفظ وضبط والے (ائمہ کرام) ہیں، انہوں نے حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے متعدد شہروں اور علاقوں کا سفر کیا یہ بات اگر چہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں لیکن ایسی حدیث کے بارے میں تواتر کا دعوی کرنا عجیب ترین بات ہے حالانکہ شیعہ نے امامت کی حدیث میں تواتر کو شرط قرار دیا ہے۔

Marfat.com

امام ابن حجر مکی ''صواعق محرقہ'' میں لکھتے ہیں:

ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولی کا معنی حاکم اور والی ہے بلکہ اس کا معنی محبوب اور مددگار ہے کیونکہ لفظ ''مولیٰ'' کئی معنی میں مشترک ہے اور مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا نا قابل اعتبار ہے۔

اہلسنّت و جماعت اور شیعہ محبوب و مددگار کے مراد ہونے پر متفق ہیں، حضرت علی، ہمارے سردار، ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں، حدیث شریف کی روش سے بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مولیٰ کا معنی ''امام'' نہ تو لغت میں معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی شریعت میں، لغت کے کسی بھی امام نے اس معنی کا ذکر نہیں کیا۔

ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وزن تو "مَفْعَلٌ" کا ہے لیکن معنی "اَفْعَلُ" والا ہے لیکن یہ اس لئے مناسب نہیں کہ کہا جاتا ہے: یہ چیز فلاں سے "اَوْلَی" ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے "مَوْلَی" ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات (محبت) پر نص کرنے کا مقصد اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے کیونکہ موالات پر نص کا خاص طور پر ذکر کرنا ان کی شرافت و فضیلت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے، اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ابتداء میں فرمایا: کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت سے زیادہ قریب نہیں؟ اور دعا بھی اسی اعتبار سے ہے۔

بعض روایات میں اہل بیت کا ذکر عموماً اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خصوصاً آیا ہے جسے امام طبرانی اور امام جزری سند صحیح کے ساتھ لائے ہیں، اس حدیث سے معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ ان حضرات کی محبت کی ترغیب اور تاکید مراد ہے۔

نیز محدثین فرماتے ہیں:

اس ارشاد کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابہ یمن میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انہوں نے بعض معاملات میں ان پر اعتراض کیا اور ان کی شکایت کی جیسا کہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ وغیرہ، صحیح بخاری میں یہ روایت ہے اور علامہ ذہبی جیسے نقاد نے اس کی تصحیح کی ہے پس نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اے بریدہ! کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہیں؟

شیخ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

اگر ہم تسلیم کرلیں کہ "مولیٰ" کا معنیٰ "اولیٰ" ہے تو یہ کہاں سے لازم آتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ امامت ہی کیلئے "اولی" ہیں بلکہ یہاں قریب اور اتباع کے اعتبار سے "اولی" ہونا مراد ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ"۔ (آل عمران، ۶۸)

یعنی بیشک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی۔

اس احتمال کے خلاف دلیل قطعی تو کیا دلیل ظاہری بھی موجود نہیں ہے۔

اگر بالفرض یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ امامت کے لئے "اولی" ہونا ہی مراد ہے لیکن اس بات کی کیا دلیل ہے کہ فی الحال امامت مراد ہے، ہم کہتے ہیں کہ اپنے وقت پر ان کی خلافت مراد ہے، خلفائے ثلاثہ کو پہلے خلیفہ بنانے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس اجماع میں حضرت علی بھی داخل ہیں اور متعدد چیزوں سے صراحۃً پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی خلافت پر نص کیسے ہو سکتی ہے؟

اس حدیث سے بوقت حاجت حضرت علی مرتضٰی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا اور نہ کسی دوسری شخصیت نے، البتہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اپنے دورِ خلافت میں استدلال کیا پس اُن کا اپنی خلافت کے زمانے تک استدلال سے خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس امر کو جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے نص نہیں ہے نہ ان کی خلافت پر اور نہ کسی دوسرے صحابی کی خلافت پر جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مرض وفات کے دنوں میں حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس باہر سے تشریف لائے تو حضرت عباس نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس امر خلافت کے بارے میں سوال کریں اگر ہم میں ہوئی تو حضور ﷺ سے ہمیں معلوم ہو جائے گا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سوال نہیں کروں گا۔

اگر یہ حدیث جس میں گفتگو ہو رہی ہے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں نص ہوتی تو نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع کرنے اور آپ ﷺ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی اگر خلافت ہم میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

حالانکہ غدیر خم کا زمانہ کم و بیش دو مہینے کے فاصلے پر تھا اور یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوم غدیر خم کی حدیث کو بھول گئے یا اسے جاننے اور یاد رکھنے کے باوجود دیدہ و دانستہ چھپا گئے ہوں۔ معاذ اللہ

Marfat.com

تو ماننا پڑے گا جب صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انہیں یہ حدیث معلوم بھی تھی اور یاد بھی تھی (اس کے باوجود حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ صحابہ کرام نے اس حدیث سے حضرت علی مرتضی کے خلیفہ بلافصل ہونے کا مطلب نہیں سمجھا جیسا کہ شیعہ اس حدیث سے خلیفہ بلافصل ہونے کے قائل ہیں)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے یوم غدیر خم کے بعد خطبہ دیا اور حضرت ابو بکر صدیق وعمر فاروق کا حق واضح فرمادیا، ارشاد فرمایا: تم پر کوئی شخص امیر نہیں ہوگا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے بیشک یہ ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل بیت اور ان کے پیروکاروں کی محبت کا حکم دیا ہے لیکن محبت اور خلافت میں بہت فرق ہے۔

شیعہ کہتے ہیں: صحابہ کرام کو اس نص کا علم تھا لیکن ازراہِ ظلم، عناد ومکابرہ اس کی پیروی نہیں کی، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تقیہ کی بناء پر مطالبہ اور احتجاج نہ کیا لیکن یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، اس لئے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پوری قوت اور (عقیدت مندوں کی) بے اندازہ کثرت رکھتے تھے، ان کی شجاعت کے بارے میں شیعہ کیا کہتے ہیں؟

باوجود یہ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خود نص سنی تھی، ناممکن ہے کہ شیر خدا اس کی بنیاد پر عمل نہ کریں اور احتجاج نہ کریں نیز جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف "اَلائِمَّةُ مِنْ قُرَیْش" (یعنی خلفاء قریش سے ہوں گے) سے استدلال کیا تو ان سے یہ کیوں نہ کہا: علی کے بارے میں خصوصی نص موجود ہے آپ اس عموم سے کیوں استدلال کر رہے ہیں؟

Marfat.com

امام بیہقی، سیدنا امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں:

شیعہ کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور روافض انہیں کافر کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ چند افراد (صحابہ کرام) کے علاوہ سب حالت کفر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ نعوذ باللہ

قاضی ابوبکر کہتے ہیں:

روافض کے مذہب کی بناء پر پورے دین اسلام کا باطل کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جب اسلام کے اہم ترین حکم (خلافت) کے بارے میں نفسانی غرض کے تحت انہوں نے نصوص کو چھپایا، ظلم و افتراء و جھوٹ کا ارتکاب کیا (نعوذ باللہ) تو ان کی روایت کردہ حدیثیں سب جھوٹ کا پلندہ ہوں گی بلکہ یہ عیب (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہوگا کہ آپ ﷺ صحبت و تربیت سے ایسے افراد تیار ہوئے، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب بھی (اعتراض ہوگا) کہ انہوں نے اپنے حق کے مطالبے میں کوتاہی و سستی سے کام لیا (نعوذ باللہ۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے)۔

(اشعۃ اللمعات، باب مناقب علی، ج، 7، صفحہ، 465-462 و مدارج النبوۃ، ج، 2، صفحہ، 546، 549)

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسئلہ باغ فدک کی تحقیق

باغ فدک کا معاملہ صدیوں سے اہل تشیع اور اہل سنت کے یہاں ایک اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے، اس بارے میں اہلسنّت کی جانب سے بہت سے جوابات بھی دیئے جا چکے ہیں لیکن شدت اختلاف گویا قبول حق میں مانع ہے، اسی لیے رفتہ رفتہ اس مسئلہ کو بنیاد بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو بہکایا جاتا ہے کہ دیکھئے جناب! کس طرح سے اہل بیت کے خانوادے پر رسول اللہ کے وصال فرما جانے کے بعد ظلم وستم ڈھائے گئے اور انہیں اپنے بابا جان کی وارثت تک سے بھی محروم کر دیا گیا۔

اگر چہ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ایسے جذباتی جملے بہت معنی خیز ہو سکتے ہیں لیکن اہل علم کے یہاں ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نہ تو اہل بیت پر باغ فدک کے حوالے سے کوئی ظلم کیا گیا اور نہ ہی انہیں اس بارے میں ستایا گیا۔

اس بارے میں شیخ محقق شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے ایک مقام پر نہایت تفصیلی کلام فرمایا ہے جس میں اہم اعتراضات اور ان کے جوابات بھی شامل ہیں ہم اس مضمون کے اقتباسات پیش کرنے کے بجائے پوری بحث کو ہی پیش خدمت کر رہے ہیں تا کہ عام قارئین بھی اس بارے میں اہل سنت کا واضح اور حق موقف جان سکیں۔

Marfat.com

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ بنی نضیر، فدک اور خیبر کے اموال خالص نبی اکرم ﷺ کی ملکیت تھے اور آپ کے بعد بھی باقی رہے، ان کے بارے میں جو کچھ واقعات پیش آئے ان میں طویل گفتگو و عجیب واقعہ ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں کتب صحاح سے کچھ تفصیل نقل کی جائے کیونکہ اس مسئلے میں گفتگو بڑی شہرت رکھتی ہے، خواص و عوام کی زبان پر جاری ہے اور بہت سے لوگوں کے فہم میں اس کی بنا پر خلل واقع ہوا ہے، اگر چہ سلسلۂ کلام طویل ہو جائے گا (تاہم اس مسئلے کی تفصیل ضروری ہے) جس طرح ہم نے ایسے خصوصی مسائل میں شرح وبسط سے کلام کیا ہے، اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی راہ راست کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

صحیح بخاری میں بواسطہ امام زہری حضرت مالک بن اوس الحدثان سے روایت ہے:

ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ان کا خادم ''یرفاء'' حاضر ہوا اور کہنے لگا، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم دروازے پر اجازت کے منتظر ہیں، اجازت دیں تو حاضر ہو جائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! انہیں بلا لاؤ، کچھ دیر ٹھہر کر یرفاء پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اجازت طلب کرتے ہیں، اجازت ہو تو انہیں بھی بلا لوں، فرمایا: انہیں بھی بلا لو۔

Marfat.com

دونوں حضرات تشریف لے آئے تو حضرت عباس نے کہا: امیر المومنین! میرے اوران کے درمیان فیصلہ فرمائیں، انکا اموالِ فیٔ (ایسامال جوبغیرلڑائی کے حاصل ہوا ہو) میں اختلاف تھا جواللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو بنی نضیر سے دلوائے تھے، حضرت عباس اور حضرت علی میں تلخ کلامی بھی ہوئی، دوسرے صحابہ جوتشریف فرما تھے انھوں نے کہا: امیر المومنین، انکے درمیان فیصلہ فرمائیں اور انکا اختلاف رفع کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا ٹھہریئے، صبر کیجئے، میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں، کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم گروہ انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جوچھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے''۔

تشریف فرما صحابہ کرام نے فرمایا: ہاں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے، حضرت عمر نے حضرت عباس وعلی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: میں تمہیں خداوند قدوس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے؟ حضرت عباس اور حضرت علی نے کہا: ہاں فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس حقیقت کی اطلاع دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کواس فیٔ میں سے ایک چیز کے ساتھ مختص کیا ہے جوآپ کے سوا کسی کو نہیں دی، پھر یہ آیت مبارکہ پڑھی:

''وَمَا أَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَلَارِکَابٍ ''۔(سورۃ الحشر:٦)

ترجمہ: اور جوغنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کوان سے توتم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔

Marfat.com

یہ اموال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھے، خدا کی قسم! آپ نے وہ اموال اپنے پاس جمع نہیں کئے اور تم سے بچا کر نہیں رکھے بلکہ وہ اموال آپ حضرات میں تقسیم کئے، یہاں تک کہ ان کا کچھ حصہ باقی بچ جاتا، باقی مال لے کر وہاں خرچ فرماتے جہاں اللہ تعالیٰ کا مال صرف فرماتے یعنی کارہائے خیر اور مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کر دیتے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اسی پر عمل کیا، پھر آپ کا وصال ہو گیا، حضرت ابوبکر نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی اور خلیفہ ہوں چنانچہ انہوں نے ان اموال کو قبضے میں لے کر اسی طرح صرف کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ صرف کیا کرتے تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آپ حضرات اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس عمل میں ایسے ہیں جیسے کہ تم کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام میں سچے، نیکوکار، حق کے پیروکار اور راہ راست پر تھے، پھر قضائے الٰہی نے حضرت ابوبکر کو آ لیا اور میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کا ولی اور خلیفہ ہوں، میں نے اس مال پر قبضہ کیا اور اپنی خلافت کے دو سال تک وہی عمل کیا جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس بات میں سچا، اس معاملے میں نیکوکار، حق کا پیروکار اور راہ راست پر ہوں۔

دو سال کے بعد آپ دونوں حضرات میرے پاس آئے، آپ دونوں کی بات ایک تھی، میں نے آپ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم وراثت چھوڑ کر نہیں جاتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے''۔

Marfat.com

میں نے فیصلہ کیا کہ وہ مال آپ کے سپرد کر دوں، میں نے کہا: اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ مال اس شرط پر آپ کے حوالے کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے معاہدہ کریں کہ آپ اس میں وہی عمل کریں گے جو رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور میں نے خلیفہ بنائے جانے کے بعد کیا (مطلب یہ کہ زمین آپ کی ملکیت نہ ہوگی، البتہ آپ اس سے نفع حاصل کریں گے جو اہل بیت ہونے کی وجہ سے آپ حضرات کا اوّلین حق ہے) اور اگر آپ حضرات کو یہ شرط منظور نہیں ہے تو آئندہ اس سلسلے میں میرے ساتھ بات نہ کریں، ان حضرات نے کہا: زمین ہمارے سپرد کر دیں ہمیں یہ شرط منظور ہے۔

اب کیا آپ یہ فرمائش کرتے ہیں اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس کے خلاف فیصلہ کروں؟ تو خداوند قدوس کی قسم! جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، میں قیامت تک کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کروں گا، اگر آپ حضرات اس کام سے عاجز ہیں اور اسے سرانجام نہیں دے سکتے تو آپ میرے سپرد کر دیں، میں خود مشقت اٹھاؤں گا اور آپ حضرات کو مشقت اٹھانے سے بے نیاز کر دوں گا۔

اس حدیث کے راوی امام زہری کہتے ہیں:

میں نے یہ حدیث حضرت عروہ بن زبیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا: مالک بن اوس نے درست کہا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت عثمان غنی کو اس مال میں سے حصہ وراثت طلب کرنے کے لیے حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور فئی عطا فرمایا تھا، میں نے امہات المومنین کی تردید کی اور کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں! کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم وراثت

Marfat.com

نہیں چھوڑتے ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے"۔

جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اہل بیت اسی مال سے کھائیں گے، چنانچہ امہات المومنین نے وراثت کے مطالبے سے اس حدیث کی بناء پر رجوع کرلیا جو میں نے انہیں بیان کی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

یہ صدقہ (اموال وباغ فدک) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں حضرت عباس کو اس سے روک دیا اور اس پر غلبہ پالیا پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے منتقل ہوا، ان سے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) اور حضرت حسن بن حسن کو وہ دونوں باری باری اسے تصرف میں لاتے تھے، ان سے حضرت زید بن حسن کو ملا، سلام اللہ علیہم اجمعین، یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

یہ حدیث امام بخاری نے روایت کی جس کا ہم (شیخ محقق) نے لفظ بلفظ (فارسی) ترجمہ کیا ہے۔ امام بخاری کتاب مغازی اور کتاب خمس میں بھی یہ حدیث کسی قدر الفاظ کے اختلاف کے ساتھ لائے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے:

حضرت عروہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا: حضرت فاطمہ اور حضرت عباس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان کا مطالبہ یہ تھا کہ فدک کی زمین اور خیبر کے حصہ سے انہیں وراثت دی جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہم وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے"۔

Marfat.com

جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل اس میں سے کھائے گی، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے تعلق اور ان کے حق کی پاسداری مجھے اپنے رشتہ داروں کے تعلق اور ان کے حق کی پاسداری وصلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔

''جامع الاصول'' میں یہی حدیث امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی روایت سے لائے ہیں، انہوں نے کہا: امام ابوداؤد نے فرمایا:

حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ تھا کہ یہ مال اُن کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیں اور ان کے سپرد کر دیں ایسا نہیں تھا کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا علم نہیں تھا ''ہم وراثت نہیں چھوڑتے''۔۔۔ وہ صحیح صورت کا ہی مطالبہ کر رہے تھے (کہ بطور ملکیت نہیں بلکہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہمارے حصے الگ الگ کر دیں)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نہیں چاہتا کہ اس جگہ تقسیم کا لفظ استعمال کروں جس سے ملکیت اور ہر ایک کے اپنے حصے میں مستقل ہونے کا پتہ چلے، میں اسے اسی حال پر چھوڑتا ہوں جس پر وہ ہے۔

ایک روایت میں ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دلیل پیش کی۔

اور صاحب جامع الاصول نے اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح کتاب میں مذکور ہے، نیز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی کتاب میں بیان کردہ روایت کی مثل حدیث بیان کی۔

Marfat.com

امام بخاری، کتاب خمس میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالی نے جو مال بطورِ فئی رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا تھا اور جسے حضور ﷺ چھوڑ گئے ہیں اس میں سے میرا حصہ میراث مجھے دیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہمارا وارث نہیں بنتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

حضرت فاطمہ ناراض ہوگئیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور یہ سلسلہ ان کے وصال تک جاری رہا، نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ چھ مہینے اس دنیا میں رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

حضرت فاطمہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ خیبر، فدک اور مدینہ منورہ میں موجود صدقہ میں سے جو مال چھوڑ گئے ہیں، اس میں سے میرا حصہ دیا جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور فرمایا: جس عمل کو رسول اللہ ﷺ انجام دیا کرتے تھے میں اس میں سے کسی چیز کو بھی ترک نہیں کروں گا، میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے عمل سے میں نے کسی چیز کو بھی چھوڑ دیا تو مجھے خوف ہے کہ میں راہ حق سے دور ہو جاؤں گا۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کا صدقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، خیبر اور فدک کا حصہ اپنے پاس محفوظ رکھا، انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کے صدقات ہیں جو نبی اکرم ﷺ کو پیش آنے والے حقوق میں صرف کئے جاتے تھے، آپ نے وہ صدقات امیر المومنین کے سپرد فرمائے، چنانچہ وہ اموال آج تک اسی حال پر ہیں۔

جامع الاصول میں یہ حدیث امام بخاری، مسلم، ابوداود اور نسائی کے حوالے سے حضرت عائشہ سے بعض الفاظ کے اختلافات کے ساتھ روایت کی۔

ترمذی شریف کے باب میراث النبی ﷺ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہا: اگر آپ فوت ہو جائیں تو آپ کا وراث کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: میری اولاد، حضرت فاطمہ نے فرمایا: تو میں اپنے والد ماجد ﷺ کی وارث کیوں نہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہم وراثت نہیں چھوڑتے ''۔۔الخ

ہاں میں اس شخص کی غمخواری کروں گا جس کی غمخواری رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور میں اس پر خرچ کروں گا جس پر نبی اکرم ﷺ خرچ فرمایا کرتے تھے۔

امام ابوداود حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

سیدہ فاطمہ وراثت کے مطالبہ کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں

Marfat.com

تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو موت کا ذائقہ چکھائے تو وہ مال اس کے لیے ہے جو اُن کا قائم مقام ہو۔

بخاری، مسلم، موطأ اور ابوداود میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد امہات المومنین نے وراثت کا مطالبہ کرنے کے لیے کسی کو بھیجنے کا ارادہ کیا، حضرت عائشہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے نہیں فرمایا: ''ہم وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے''۔

امام ابوداود کی روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا: ''ہم وراثت نہیں چھوڑتے ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے''۔

یہ مال ہمارے ہاتھ میں ہے جب ہم دنیا سے رحلت کر جائیں گے تو یہ مال اس کے ہاتھ میں ہوگا جو ہمارے بعد خلیفہ ہوگا۔

اس قسم کی یہ روایات صحاح ستہ میں متعدد سندوں سے مروی ہیں اور جتنی روایات ہم نے بیان کی ہیں وہی کافی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث شریف ''لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ'' ''کوئی ہمارا وارث نہیں بنتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے''۔

اور نبی اکرم ﷺ کے اموال کا مسلمانوں اور ان کی ضروریات میں مشترک ہونا اور ان اموال کا خلیفہ وقت کے سپرد ہونا صحابہ کرام یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک متفق علیہ ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ [illegible]

لیکن اس جگہ اشکال یہ ہے کہ اگر ان اموال کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنا درست تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی بار مطالبے پر اموال ان کے سپرد کیوں نہ کر دیئے اور اگر یہ درست نہیں تھا تو بعد میں کیوں ان کے سپرد کئے!

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے وہ اموال ان حضرات کو بطورِ ملکیت نہیں دیئے جیسے کہ ان کا مطالبہ تھا، بعد میں بطور تصرف اور تولیت کے انہیں دے دیئے جس طرح نبی اکرم ﷺ تصرف فرماتے تھے۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں:

یہ معاملہ پیچیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ صدقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی بیان کردہ شرط کے مطابق لے لیا، انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی وراثت نہیں ہے، اکابر مہاجرین صحابہ نے بھی گواہی دی پھر انہیں کیا خیال آیا کہ دوبارہ مقدمہ پیش کر دیا؟

اس کا جواب یہ ہے: ان حضرات کو تولیت میں شراکت دشوار نظر آئی تو انہوں نے تقسیم کا مطالبہ کر دیا تاکہ ہر ایک اپنے حصے میں تصرف اور انتظام کرنے میں مستقل ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تقسیم سے منع کر دیا تاکہ وہ زمین ملکیت نہ کہلانے لگے کیونکہ تقسیم مملوکہ اشیاء میں ہوتی ہے، کچھ مدت گزرنے کے بعد ملکیت کا گمان کیا جائے گا، اسی طرح محدثین نے فرمایا ہے۔

اس واقعے کا مشکل ترین پہلو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معاملہ ہے،

Marfat.com

کیونکہ اگر کہا جائے کہ انہیں اس سنت کا علم نہیں تھا تو یہ بعید ہے اور اگر کہا جائے کہ ہو سکتا ہے انہیں نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کے سننے کا اتفاق نہ ہوا ہو تو اشکال پیدا ہوگا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے اور اس پر صحابہ کرام کی گواہی کے بعد کس طرح انہوں نے حدیث کو قبول نہ کیا اور کیسے ناراض ہوئیں؟

اور اگر ناراضگی حدیث کے سننے سے پہلے تھی تو بعد میں ناراضگی کیوں ختم نہ کی، یہاں تک کے ناراضگی نے طول کھینچا اور آخری دم تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑے رکھا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں فرمایا:

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ناراضگی بتقاضائے بشریت تھی جو بعد میں جاتی رہی، چھوڑ دینے سے مراد ملاقات سے طبعی انقباض اور کوفت ہے، وہ ترک تعلق مراد نہیں جو حرام ہے مثلاً سلام نہ کرنا وغیرہ۔ (کرمانی شرح بخاری)

احادیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاطمہ کے جنازے میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی انہیں اطلاع ملی۔

بعض لوگ کہتے ہیں:

حضرت فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ ابوبکر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔

محدثین فرماتے ہیں:

یہ بات غلط اور افتراء ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ وصیت کس طرح کر سکتی ہیں جبکہ سلطان وقت، نماز جنازہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اسی لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ مدینہ منورہ کے حاکم

Marfat.com

مروان بن حکم کو حضرت امام حسن ﷛ کی نماز جنازہ پڑھانے دی اور فرمایا: اگر شریعت کا حکم نہ ہوتا تو تمہیں ان کی نماز جنازہ پڑھانے نہ دیتا۔

بعض علماء فرماتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہراء کی نمازِ جنازہ رات کے وقت تھی اس لیے حضرت ابوبکر کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

یہ بات بعید ہے کیونکہ حضرت اسماء بنت عمیس اس وقت حضرت ابوبکر ﷛ کے نکاح میں تھی اور حضرت اسماء نے حضرت فاطمہ زہرا کے غسل اور تجہیز و تکفین کا انتظام کیا تھا۔ یہ بعید بات ہے کہ حضرت ابوبکر ﷛ کی اہلیہ محترمہ حاضر ہوں اور انہیں علم ہی نہ ہو۔

حضرت ابوبکر ﷛ کے علم کا اس روایت سے صراحۃً ثبوت ملتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ مجھے میری وفات کے بعد مردوں کے سامنے پردے کے بغیر لایا جائے۔

رواج یہ تھا کہ عورتوں کو بھی اسی طرح باہر لاتے تھے جس طرح مردوں کو باہر لاتے تھے، ان کے لیے خصوصی پردے کا اہتمام نہیں ہوتا تھا، حضرت اسماء بنت عمیس نے فرمایا: اور ایک روایت کے مطابق حضرت اُم سلمہ نے بھی فرمایا: ہم نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ میّت کے لیے کھجور کی شاخوں سے کجاوے کی طرح باہر جگہ بناتے ہیں ہم آپ کے لیے بھی ایسا ہی انتظام کریں گے، چنانچہ ان کے سامنے پردہ تیار کیا گیا جسے دیکھ کر آپ مسکرائیں اور خوشی کا اظہار کیا حالانکہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد غم واندوہ کی شدت کی بناء پر کسی نے انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا،

Marfat.com

انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ غسل اور تجہیز و تکفین کا انتظام تم کرنا اور علی مرتضٰی تمہاری مدد کریں گے اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔

جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ آئیں، وہ حضرت فاطمہ کے پاس جانا چاہتی تھیں لیکن حضرت اسماء نے انہیں روک دیا، حضرت عائشہ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس شکایت کی اور کہا: اس "خُثْعَمِیَّہ" (ان کی قوم کی نسبت ہے) کو کیا ہوا ہے جو ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے درمیان حائل ہو رہی ہے اور مجھے ان کے پاس جانے سے روک رہی ہے؟

نیز اس نے حضرت فاطمہ کے جنازہ کے لیے ایسا پردہ تیار کیا ہے جیسے دلہن کا کجاوہ ہو، حضرت ابوبکرؓ حضرت فاطمہ کے دروازے پر آئے اور کہنے لگے اسماء! تجھے کیا ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو آپ ﷺ کی صاحبزادی کے پاس جانے سے روک رہی ہے اور تم نے ان کے لیے دلہن کے کجاوے کی طرح کیا چیز تیار کی ہے؟

حضرت اسماء نے کہا: مجھے حضرت فاطمہ نے حکم کیا تھا کہ ان کے وصال کے بعد کسی کو ان کے پاس نہ آنے دوں اور جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ بھی ان کے حکم سے تیار کیا ہے اور انہیں دِکھایا تھا تو وہ خوش ہوئیں تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: وہی کچھ کرو جس کا انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔

اس واقعے سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا علم ہوا تھا۔

بعض محدثین فرماتے ہیں:

Marfat.com

ہو سکتا ہے حضرت ابو بکر کو وصال کا علم ہوا ہو اور ان کا ارادہ بھی جنازہ میں شمولیت کا ہو لیکن چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے مخفی رکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی اور نہ ہی ان کے پاس کسی کو بھیجا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ مخفی رکھنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوئی مصلحت ہے، اس لیے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضا اور مصلحت کے خلاف راستہ اختیار نہ کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:

ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس انتظار میں رہے ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں یاد کریں گے تو حاضر ہو جائیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال ہو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بلائے بغیر آ جائیں گے اس طرح وقت گزر گیا پھر رات بھی تھی۔

اسی طرح علامہ سمہودی نے "**تاریخ مدینہ**" میں بیان کیا۔

بعض روایات میں ہے:

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور دھوپ میں ان کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ان کے سامنے معذرت پیش کی اور کہا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میرے نزدیک، اپنی قرابت سے زیادہ محبوب اور لائق احترام ہے لیکن میں کیا کروں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے اور صحابہ کرام اس کے گواہ ہیں، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہو گئیں۔

اس واقعے کے سلسلے میں بہت جھوٹی اور بے سر و پا باتیں بھی کی جاتی ہیں جو قابل وثوق اور لائق اعتماد نہیں، اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال جانتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الجہاد، باب الفئی، فصل ثانی، ج، 5، صفحہ، 355، 348)

Marfat.com

شیخ محقق اور سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام ہی اولیاء اللہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اور آپ تمام ہی اولیاء اللہ کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کرتے تھے، اس بات پر آپ کی کتب اور بالخصوص **"اخبار الاخیار"** شاہد و عادل ہے لیکن خاص طور سے آپ کی عقیدت و محبت کا مرکز حضور سیدنا شیخ الانس والجن ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات تھی، آپ حضرت شیخ سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ اگر آپ کو **"فنافی الشیخ"** کہا جائے تو بجا ہے۔

حضرت شیخ محقق اپنے نام مبارک کے ساتھ بھی نسبت **"قادری"** تحریر فرماتے تھے اگر چہ آپ کو سلاسل اربعہ یعنی قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے علاوہ سلسلہ شاذلیہ، مدنیہ، رفاعیہ کی نسبت و اجازت حاصل تھی مگر الفت و محبت کا خاص جام **"دربارِ قادریہ"** سے ہی پایا تھا، آپ کے شیوخ طریقت میں حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی، شیخ عبدالوہاب متقی، خواجہ باقی باللہ اور آپ کے والد گرامی شیخ سیف الدین انتہائی مشہور و معروف ہیں۔

حضور غوث پاک سے آپ کی والہانہ محبت و عقیدت کی جھلک آپ کی مندرجہ ذیل عبارات سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

(۱) میرا مرکز اعتماد اُن صاحب قدم پر ہے جو مالک رقابِ اولیاء ہیں اور کوئی رہبر ایسا نہیں جو اُن کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا

Marfat.com

سر نہ رکھے اور یہ سب کچھ خود ان ہی کی سرفرازی ہے، اُن کی صفت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ قدم بہ قدم گامزن رہے بلکہ سرورِ دوعالم ﷺ ہی کی طرح قدم بہ قدم چلتے رہے اور سعادت اسی کو ملی جس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور ہر بات میں آپکے حکم کی تعمیل کی۔

(اخبارالاخیار، فارسی، صفحہ، 315، اردو، صفحہ، 613)

(2) اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلف صادق **"قطب الاقطاب"** ہے، اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ خلف صادق **"شہنشاہ سلاطین"** ہے، آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ سیّد سلطان محی الدین عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ ہے، جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقہ کفار کو یکسر ختم کر دیا کیونکہ شیخ جلاتا اور مارتا ہے۔

(اخبارالاخیار، فارسی، صفحہ، 315،، اردو، صفحہ، 614-613)

(3) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ کے مقام کا اس سے بھی اندازہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو **"حی و قیوم"** ہے اس نے ہمیں اسلام عنایت کیا اور **"غوث الثقلین"** نے اس کو دوبارہ زندہ کیا، غوث الثقلین کے معنی ہیں کہ انسان و جنات سب اس کی پناہ میں آتے ہیں، چناچہ میں بیکس و محتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار اور ان ہی کا درباری غلام ہوں۔

(اخبارالاخیار، فارسی، صفحہ، 315،، اردو، صفحہ، 614)

Marfat.com

شیخ محقق اور بدعت کا صحیح مفہوم

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا "بدعت" کہلاتا ہے، پھر اس میں سے جو کچھ اُصول کے موافق اور قواعد سنت کے مطابق ہو اور کتاب وسنت پر قیاس کیا گیا ہو "**بدعت حسنہ**" کہلاتا ہے اور جو ان اُصول وقواعد کے خلاف ہو اسے "**بدعت ضلالہ**" کہتے ہیں اور "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کا قاعدہ کلیہ اس دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔

اور جو بدعات حسنہ ہیں ان میں سے بعض کا اختیار کرنا واجب وضروری ہے جیسے علم صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا کہ اسی کے ذریعے سے آیات واحادیث کے معانی کی صحیح پہچان ہوتی ہے، اسی طرح کتاب وسنت کے غرائب اور مشکل مقامات کا حفظ اور ذہن نشین کرنا اور دوسری بہت سی چیزیں اور علوم جن پر دین وملت کی حفاظت موقوف ہے۔

کچھ بدعات حسنہ "مُسْتَحْسَن و مُسْتَحَب" ہیں جیسے سرائیں اور دینی مدارس تعمیر کرنا، بعض بدعات مکروہ ہیں جیسے بعض علماء کے نزدیک مسجدوں اور قرآن مجید کی جلدوں اور غلافوں وغیرہ کی زیبائش وآرائش اور ان کے نقش ونگار اور بعض بدعات مباح ہیں جیسے کھانے پینے کی لذیذ چیزوں کی فراوانی اور لباس فاخرہ زیب تن کرنا بشرطیکہ یہ چیزیں حلال وجائز ذرائع سے حاصل ہوئی ہوں نیز تکبر اور ایک دوسرے پر فخر کا باعث نہ بن رہی ہوں۔

Marfat.com

اسی طرح بعض اور چیزیں بھی مباح ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں جیسے آٹے کو چھلنی سے چھاننا وغیرہ، بعض بدعات حرام ہیں، جیسے اہل بدعت وہوا کے مذاہبِ باطلہ جو کتاب وسنت کے مخالف ہیں۔

اور جونئی باتیں خلفائے راشدین نے اپنے دور میں اختیار کیں وہ اگر چہ اس اعتبار سے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں "بدعت" کہلائیں گی، تاہم وہ "بدعت ضلالہ" نہیں بلکہ "بدعت حسنہ" ہوں گی بلکہ بدعت بھی نہیں در حقیقت سنت میں داخل ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت وطریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ رضی اللہ عنہم

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،422)

Marfat.com

مقدس اماکن پر عمارتیں اور مزارات پر گنبد بنانا

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آخر زمانے میں چونکہ عوام کی نظر ظاہر تک محدود ہے اس لئے مشائخ اور اولیاء کے مزارات پر عمارت بنانے میں مصلحت کو دیکھتے ہوئے کچھ چیزوں کا اضافہ کیا جائے تاکہ وہاں اسلام اور اولیائے کرام کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو، خصوصاً ہندوستان میں جہاں دشمنانِ دین ہنود اور دوسرے کافر بہت ہیں، ان مقامات کی شان وشوکت سے وہ لوگ مرعوب اور مطیع ہوں گے، بہت سے اعمال، افعال اور طریقے ایسے ہیں جو سلف صالحین کے زمانے میں ناپسند کیے جاتے تھے لیکن بعد کے زمانے میں پسندیدہ قرار دیے گئے۔

(شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ 272)

(2) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اسلاف اس کو مباح جانتے تھے کہ جو علماء ومشائخ مشہور ہیں اُن کی قبور پر قبے بنائے جائیں، اس لئے کہ لوگ وہاں کی زیارت کیا کریں اور اُن قبوں میں آرام کر سکیں اور سائے میں بیٹھا کریں۔

یہ بھی کہا گیا ہے: میں (امام ملا علی القاری) نے تراش کردہ اینٹوں سے بنائی ہوئی قبور بخارا میں دیکھی ہیں اور اسماعیل زاہد نے اسے جائز کہا ہے اور یہ مشہور اکابر

Marfat.com

فقہاء میں سے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،609)

(3) شیخ محقق ایک تاریخی واقعہ نقل فرماتے ہیں:

طارق بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے: میں حج کے واسطے گیا تو ایک جماعت کو میں نے حدیبیہ میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت مکہ جانے کا راستہ یہی راہ حدیبیہ تھی، اب حدیبیہ دائیں ہاتھ پر رہ جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک جماعت کو اس جگہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا اور پوچھا: یہ کیسی مسجد ہے اور اس مقام پر کیوں بنی؟ ان لوگوں نے جواب دیا: یہ اس درخت والی جگہ ہے جس کے نیچے صحابہ کرام رسول کریم ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے جسے **"بیعت رضوان"** کہا جاتا ہے، لوگوں نے اس مقام پر مسجد بنالی جیسا کہ مدینہ شریف اور جملہ آثار مصطفویہ میں اور آپ ﷺ کی راہوں میں مسجدیں بنائی ہوئی ہیں اور اس مقام کو باعث برکت گردانتے ہوئے لوگ وہاں پر برکت حاصل کرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،283)

(4) اس وقت صحابی رسول حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے، نامہ رسول ﷺ کو اپنے ہاتھ میں لے کر سر آنکھوں پر رکھا اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کردی، پس حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا اور تجہیز و تکفین کے بعد دفن کردیا اور ان کی قبر کے نزدیک ایک مسجد بنادی۔ (مدارج النبوۃ، اردو، ج،2، صفحہ،305)

(5) اگر قبر کے نزدیک مسجد بنائیں تاکہ وہاں نماز پڑھ لیا کریں بغیر قبر کی طرف توجہ کیے تاکہ وہاں کی مجاورت و ہمسائیگی میسر ہو جہاں پر انسانی جسم مبارک دفن ہے اور ان کی (یعنی صاحب مزار کی) نورانیت اور رُوحانیت کے امداد سے عبادت میں کمال

Marfat.com

اور قبول ہو جائے تو اس طریقے سے ناجائز ہونے کا حکم لازم نہیں آتا اور اس طریقے میں کوئی باک (حرج) نہیں ہے۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 2، صفحہ، 576)

(6) آج کل (یعنی شیخ محقق کے زمانے میں) اس عریش (یعنی وہ جھونپڑی جو کہ میدان بدر میں جنگ کے دوران حضور ﷺ کیلئے بنائی گئی تھی) کی جگہ مسجد بنادی گئی ہے جیسا کہ دیگر آثار شریفہ کے ساتھ مساجد تعمیر شدہ ہیں۔

(مدارج النبوۃ، اردو، ج، 2، صفحہ، 127)

(7) جہاں حضور ﷺ نے قربانی کی، اب بھی وہ جگہ معلوم ومعروف ہے، اسے "مَنْحَرُ النَّبِیِّ" کہتے ہیں، یہاں تبرکاً ایک عمارت بنادی گئی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الوقوف بعرفۃ، ج، 3، صفحہ، 722)

Marfat.com

مزارات مقدس کے قرب وجوار کی برکتیں

(1) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

بہ قصد تعظیم کسی نبی یا مرد صالح کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا حرام ہے اس حرمت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، ہاں اگر اس کے قریب مسجد تعمیر کریں یا نماز ادا کریں بغیر اس کے کہ نماز میں اس کی جانب توجہ کی جائے (یعنی اسکی قبر کی جانب منہ کیا جائے) تا کہ اس کے جسد مطہر کے مدفن کے پڑوس کی برکت اور ان کی روحانیت ونورانیت کی امداد سے عبادت میں کمال پیدا ہو جائے اور وہ عبادت شرف قبولیت حاصل کر لے تو اس نیت اور اس طریقہ میں کوئی خرابی نہیں اور نہ ہی کوئی حرج کی بات ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،113)

(2) مسجد نبوی ﷺ میں امام کے بائیں جانب کھڑے ہونا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ قبر شریف اسی جانب ہے، اللہ تعالیٰ اس قائل کو اپنی رحمت سے نوازے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، ج،2، صفحہ،404)

(3) حدیث شریف واضح کر رہی ہے کہ متبرک مقامات اور صالحین کے قریب دفن ہونا مستحب وافضل ہے۔ (اشعۃ اللمعات، باب بدء الخلق، ج،7، صفحہ،118)

(4) حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مبارک مقامات پر عبادت کرنا، نماز ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ (اشعۃ اللمعات، باب الملاحم، ج،6، صفحہ،425)

Marfat.com

قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنا

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک متفق علیہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اور جماعت علماء اس حدیث کی رُو سے سبزہ اور گل وریحان قبور پر ڈالنے کو جائز قرار دیتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الطہارۃ، ج،1، صفحہ،578)

نقش نعل پاک کے فضائل و برکات

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

علمائے اسلام نے نعلین نبوی کی تمثیل اور نقشہ کے بارے میں باقاعدہ الگ رسائل وکتب تحریر کئے ہیں اور بیان کیا ہے کہ اس سے برکات ومنافع اور اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل ہوتا ہے، مواہب میں بیان کیا گیا ہے کہ مقام درد پر نقش نعلین مبارک رکھا جائے تو درد ختم ہو جاتا ہے اور اگر نقش نعلین شریف ساتھ ہو تو راستہ میں لوٹ مار سے محفوظ رہتے ہیں، شیطان کے مکروفریب سے بھی حفاظت رہتی ہے، حاسدین کے شروفساد سے بھی محفوظ رہتا ہے نیز مسافت طے کرنے میں آسانی میسر ہوتی ہے، اس کی تعریف ومدح وستائش اور اسکے فضائل وبرکات میں قصائد لکھے گئے ہیں۔

(شرح سفر السعادۃ، فارسی، صفحہ،438، ومدارج النبوۃ، اردو، ج،1، صفحہ،689)

Marfat.com

قیامِ تعظیمی کا جواز

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ کی آمد پر اور سیدہ فاطمہ آپ ﷺ کی آمد کے موقع پر قیام کیا کرتے تھے، اس کی یہ تاویل کرنا کہ یہ قیام بطورِ محبت تھا نہ کہ بطور تعظیم وتوقیر نہایت بعید ہے، علامہ طیبی نے "محی السنہ" سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی بنا پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ اہل علم وفضل کے لیے قیام جائز ہے۔

امام محی السنہ محی الدین نووی فرماتے ہیں:

اہل فضل کی آمد پر ان کیلئے قیام مستحب ہے، اس بارے میں احادیث موجود ہیں نیز اس بارے میں صراحۃً ممانعت پر کوئی حدیث موجود نہیں۔

(اشعۃ اللمعات، باب القیام، ج،5، صفحہ،558)

ذِکر بالجَہر کا جواز

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کی شرح میں شیخ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ ذکر بالجہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) جائز ومشروع ہے، ذکر بالجہر کرنا بلاشبہ جائز ہے، ہاں جس موقع پر ذکر بالجہر نہیں آیا وہاں آہستہ ذکر کرنا افضل ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب الوتر، ج،2، صفحہ،536)

Marfat.com

اقامت میں کب کھڑا ہونا چاہیے

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

(حدیث میں ہے) ''اقامت شروع ہونے کے ساتھ ہی نماز کیلئے نہ اٹھ کھڑے ہو بلکہ مجھے گھر سے باہر مسجد میں آتا دیکھو تو نماز کیلئے کھڑے ہوا کرو''۔

کتب فقہ میں مذکور ہے:

نمازیوں کو ''حی علی الصلوۃ'' کے الفاظ پر کھڑے ہونا چاہیے اور شاید کہ حضور ﷺ بھی اسی وقت باہر تشریف لاتے تھے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الاذان، ج،2، صفحہ،69، اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، لواحق وتمات، ج،2، صفحہ،96)

تدفین کے بعد

قبر پر کھڑے ہوکر دعا مانگنا

شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو پھر اس کے لیے ایمان پر قائم رہنے کی دعا کرو کہ بیشک اس سے اب سوال ہوگا''۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

شیخ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اور یہ دعا وطلب استقامت اس تلقین کے علاوہ ہے جو دفن میّت کے بعد کرتے ہیں (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف تلقین کی جائے اور دعا وغیرہ نہ مانگی تو یہاں شیخ نے واضح فرمادیا کہ یہ دعا اس تلقین کے علاوہ ہے) یہ تلقین بہت سے شوافع واحناف کے نزدیک مستحب ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

اور اوّل ''سورۂ بقرہ'' سے ''مُفْلِحُوْن'' تک اور اس کا آخر ''آمَنَ الرَّسُوْلُ'' سے ختم سورۃ تک پڑھنا احادیث میں آیا ہے اور اگر اس وقت قرآن مجید ختم کریں تو یہ زیادہ بہتر وافضل ہے، اور مختار وپسندیدہ یہ ہے کہ قبر پر قرآن پاک کا ختم کرنا مکروہ نہیں ہے اگرچہ بعض نے اس میں اختلاف کیا ہے لیکن درست جواز ہی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، ج،1، صفحہ،411)

شیخ عبدالحق کا

یزید پلید کے بارے میں موقف

(۱) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

بعض لوگوں اَز راہِ غلو وافراط اس (یزید) سے دوستی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (یزید) بعد ازاں باتفاق مسلمیں امیر ہوگیا تھا اور اس کی اطاعت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر واجب ہوگئی تھی، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ وَمِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ۔

حالانکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں یزید امام وامیر ہو جائے! اور

Marfat.com

اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے کیسے ہو سکتا ہے؟

اس کے زمانے میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے منکر و خارج رہی، ہاں! مدینہ پاک کی ایک جماعت کو زبردستی شام لے جایا گیا اور اس جماعت کے آگے خلعت ہائے فاخرہ اور سیم وزور رکھے گئے لیکن جب ان پر اس کے انجام کی قباحت منکشف ہوئی تو وہ مدینہ طیبہ واپس آ گئے اور اس کی بیعت کا قلاوہ اتار پھینکا۔

یزید پلید، عدوّ اللہ، شرابی، تارکِ صلوٰۃ، زانی، فاسق اور حرام کو حلال جاننے والا شخص تھا۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں:

اس نے حضرت امام کو شہید کرنے کا حکم نہ دیا تھا اور نہ ہی اس پر راضی تھا اور بعد از شہادتِ امام و اہل بیت مسرت و خوشی کا اظہار نہ کیا تھا تو یہ بات بھی مردود و باطل ہے اس لئے کہ اس بدبخت کی اہل بیت سے عداوت اور ان کی شہادت کی خبر پر خوشی کا اظہار اور مظلومانِ کربلا کی اہانت و تذلیل درجہ تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہے۔

(تکمیل الایمان، اردو، صفحہ، 129)

(۲) شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک یزید پلید لوگوں میں انتہائی مبغوض شخص ہے، اس بدبخت و بدنصیب نے اس امت میں جو کام کیے ہیں وہ کوئی نہیں کر سکتا، بعد از قتل امام و اہانت اہل بیت اطہار، اس نے مدینہ پاک کی تخریب (تباہی) اور وہاں کے رہنے والوں کے قتل کرنے کی غرض سے لشکر کشی کی جو صحابہ و تابعین باقی تھے ان کے قتل کا حکم دیا، مدینہ

Marfat.com

مطہرہ کی تخریب کے بعد مکہ معظّمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کا حکم دیا، ایسی حالت کے مابین وہ دنیا سے جہنم کی طرف کوچ کر گیا اب یزید کی رجوع وتوبہ کا احتمال کہاں رہا !

حق تعالیٰ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اعوان وانصار کی محبت وعقیدت مرحمت فرمائے اور ہر اس شخص سے جو اہل بیت نبوی کا بدخواہ وبداندیش اور ان کے حقوق کی پامالی کے درپے ہو اور ان سے محبت و صدق عقیدت نہ رکھتا ہو محفوظ رکھے نیز ہمیں اور ہمارے محبوبوں کو ان حضرات اہل بیت کے محبوبوں کے زمرے میں حشر فرمائے۔ (تکمیل الایمان، اردو، صفحہ 130)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُن افراد کے نام اور ذوات کو جانتے تھے مگر فتنہ وفساد کے خوف کے پیش نظر نام نہیں لیتے تھے، ان میں سے بنوامیہ کے چھوکرے یزید بن معاویہ اور عبیداللہ بن زیاد بھی ہیں اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل بیت کو شہید وقید کیا، اسی طرح کبار صحابہ مہاجرین وانصار کو شہید کیا۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، ج، 6، صفحہ، 390)

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ سے آگاہ کیا تھا جو نہایت ہی قبیح، بدنما ہے، جس کے سننے اور کہنے کیلئے زبان وکان متحمل نہیں، یہ یزید پلید کے دور میں ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک کثیر لشکر اس نے مدینہ طیبہ بھیجا، اس نے شہر طیبہ اور مسجد نبوی شریف کی حرمت کو مباح کر دیا، صحابہ وتابعین کی کثیر جماعت کو انہوں نے اس طرح شہید کر دیا کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، ج6/ 398)

(۵) بنوامیہ، عبیداللہ بن زیاد قاتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما ان ہی میں سے

Marfat.com

ہے اور اس قائل پر تعجب ہے! کہ اس نے یزید کا نام نہیں لیا جس نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کا حکم دیا تھا بلکہ جو کچھ (عبید اللہ بن زیاد نے کربلا میں) کیا اسی یزید کے حکم و رضا سے ہوا۔

(اشعۃ اللمعات، باب المناقب قریش، ج،7، صفحہ،371)

(٦) حدیث میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کے بارے میں واقع ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: گویا کہ ایک سفید رنگ کے کتے کی طرف دیکھ رہا ہوں جو اپنا منہ اہل بیت کے خون میں ڈالے ہوئے ہے، شمر ملعون کی رنگت واقعی ایسی ہی تھی کیونکہ اسے برص کی بیماری تھی۔ (اشعۃ اللمعات، باب المحرم تجتنب الصید، ج،3، صفحہ،796)

اختتامی کلمات

مد ... یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، اللہ ربّ العزت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو اس کی برکت سے ہدایت عطا فرمائے اور اہل حق کے قلوب کو اس سے جلا نصیب فرمائے۔ کتاب ہذا کا پہلا ایڈیشن کچھ سال پہلے شائع ہوا جس میں میرے مرتب کردہ مواد کو ناشر کے طباعتی ذمہ داران کی جانب سے اَز خود ترتیب دیا گیا اور سیٹنگ کی کوشش کی گئی جس کے سبب کثیر اغلاط باقی رہ گئیں تھیں، لہٰذا اس ایڈیشن میں اُنہیں دور کرنے کے علاوہ ڈاکٹر حامد علی علمی مدظلہ کی تصحیح کے ساتھ ساتھ میں نے کافی مواد کا اضافہ بھی شامل کیا ہے نیز ترتیب کو بھی اَز سرِ نو مرتب کیا ہے جس سے مواد میں خوبصورتی اور استفادے میں سہولت ہوگی۔ اللہ کریم اپنی جناب میں قبول فرمائے اور اسے میرے لیے دارین میں نجات و سرخروئی کا وسیلہ بنائے۔ آمین

"اعجاز احمد بن بشیر احمد بن محمد شفیع"

Marfat.com

ماخذ مراجع

1	قرآن مجید	ترجمہ کنز الایمان	
2	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ	دار الکتاب العربی
3	مسلم شریف	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ	دار طیبہ، ریاض
4	سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ متوفی 279ھ	مکتبۃ المعارف، ریاض
5	سنن ابوداؤد	امام سلیمان بن اشعث بجستانی متوفی 275ھ	مکتبۃ المعارف، ریاض
6	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ	مکتبۃ المعارف، ریاض
7	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی متوفی 273ھ	مکتبۃ المعارف، ریاض
8	مستدرک للحاکم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ متوفی 405ھ	دار الحرمین، مصر
9	فتح الباری	امام احمد ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ	دار المعرفۃ، بیروت
10	نوادر الاصول	امام ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی متوفی	مکتبہ امام بخاری، مصر
11	صحیح ابن خزیمہ	امام ابوبکر محمد بن اسحاق متوفی 741ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
12	مشکوۃ شریف	امام ولی الدین تبریزی متوفی 741	المکتب الاسلامی، بیروت
13	مسند الفردوس	امام ابوشجاع شہرویہ دیلمی متوفی 509ھ	دار الکتب العلمیہ
14	معجم کبیر	امام ابوالقاسم سلیمان طبرانی متوفی 360ھ	مکتبہ ابن تیمیہ، مصر
15	شرح اعتقاد اہل السنہ	امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ متوفی 418ھ	دار طیبہ، ریاض
16	سنن کبریٰ	امام احمد بن شعیب نسائی متوفی 303	دار الکتب العلمیہ، بیروت
17	حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی 430ھ	دار الکتب العلمیہ
18	مجمع الزوائد	امام ابوالحسن نور الدین ہیثمی متوفی 807ھ	دار الکتاب العربی
19	مسند ابویعلی	امام احمد بن علی موصلی تمیمی متوفی 307ھ	دار المامون للتراث
20	مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ	مؤسسۃ الرسالہ
21	مرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی قاری حنفی متوفی 1014ھ	مکتبہ امدادیہ، ملتان

Marfat.com

22	التمہید	امام علامہ ابوشکور محمد بن سعید سالمی	فرید بک سٹال، لاہور
23	مکتوبات مترجم	شیخ احمد سرہندی فاروقی متوفی ۱۰۳۴ھ	پروگریسو بکس، لاہور
24	مکتوبات فارسی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی
25	مکتوبات مترجم	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
26	اشعۃ اللمعات فارسی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
27	اشعۃ اللمعات مترجم	علامہ سعید احمد و عبدالحکیم شرف قادری	فرید بک سٹال، لاہور
28	مدارج النبوۃ فارسی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
29	مدارج النبوۃ مترجم	علامہ اشرف نقشبندی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور
30	اخبار الاخیار، فارسی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی
31	اخبار الاخیار مترجم	سبحان محمود محمد فاضل	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
32	تکمیل الایمان مترجم	علامہ غلام معین الدین نعیمی	مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
33	ماثبت من السنہ مترجم	علامہ غلام معین الدین نعیمی	فرید بک سٹال، لاہور
34	شرح سفر السعادۃ فارسی	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
35	مرج البحرین	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	ایجوکیشنل پریس، کراچی
36	کشف الالتباس مترجم	علامہ مفتی عطاء اللہ نعیمی	جمعیت اشاعت اہل سنت
37	تحصیل التعرف مترجم	علامہ عبدالحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ، لاہور
38	زبدۃ الآثار مترجم	علامہ اقبال احمد فاروقی	مکتبہ نبویہ، لاہور
39	جذب القلوب مترجم	منیر رضا قادری	شبیر برادرز، لاہور
40	حیات شیخ عبدالحق	خلیق احمد نظامی	ندوۃ المصنفین، انڈیا
41	مقالات امینیہ	مفتی محمد امین نقشبندی	تبلیغ الاسلام، فیصل آباد
42	چودہویں صدی کے مجدد اعظم	علامہ ظفر الدین بہاری	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

Marfat.com

اہلسنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر مستند وتحقیقی دستاویز

افکارِ

شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

فضیلۃ الأستاذ

مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ

(ایم۔ اے / بی۔ ایڈ / فاضل علوم اسلامی)

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز

C-8 داتا دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com